

199

ایجندہ

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 21 جون 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سرکاری کارروائی

سالانہ بحث برائے سال 2008-09 پر عام بحث جاری رہے گی۔

201

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

21 جون 2008

(یوم السبت، 16 جمادی الثانی 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چمبرز، لاہور میں صبح 10 نج کر 36 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری غلام رسول نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ ءَامَنُوا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًا وَعَلَانِيَةً مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا يَبْيَعُ فِيهِ وَلَا خِلَالٌ ۝

سورہ ابراہیم آیت 31

(اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو گا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دینے ہوئے مال میں سے درپردا اور ظاہر خرچ کرتے رہیں ۰
و ما علینا الالبلغ ۰

نعت رسول مقبول ﷺ قاری غلام رسول نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
اے احمد مرسل نور خدا تیری ذات و صفات کا کیا کہنا
پڑھتے ہیں ملائک صلی علی تیری شان اولی کا کیا کہنا
اے احمد مرسل نور خدا تیری ذات و صفات کا کیا کہنا
بد خلق جو تھے وہ نیک ہوئے، لڑتے تھے ہمیشہ جو ایک ہوئے
سب جھگڑے تو نے مٹا دیئے، تیرے فنم و ذکا کا کیا کہنا
اے احمد مرسل نور خدا تیری ذات و صفات کا کیا کہنا
دشمن نے تجھے جو کچھ بھی کما، تو اللہ نے اس کا جواب دیا
پر تو نے پلٹ کر کچھ نہ کما، تیرے حلم و حیا کا کیا کہنا
اے احمد مرسل نور خدا تیری شان اولی کا کیا کہنا

جناب قائم مقام پیغمبر: آعوذ بالله من الشیطان الرجيم، بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ کارروائی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ محترم وزیر خزانہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی، کارئہ صاحب!

خرج عقیدت

محترمہ بے نظر بھٹو (شہید) کو جموریت کے لئے جان قربان کرنے

پر خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے دعائے مغفرت

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارئہ): جناب پیغمبر! آج شہید محترمہ بے نظر بھٹو کی 55 سالگرہ ہے۔ انہوں نے جموریت کی خاطر اپنی جان قربان کی ان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب قائم مقام پیغمبر: سارے معزز ممبران سے گزارش ہے کہ محترمہ کے لئے فاتحہ پڑھ لیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ بے نظر بھٹو (شہید) کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

پیر محمد اشرف رسول: پاہنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! 26 جون کو آپ نے اجلاس رکھا ہوا ہے جبکہ اس دن ہمارے علاقے میں ضمنی انتخابات ہو رہے ہیں۔ اگر ہم ہمارا اسمبلی اجلاس میں آتے ہیں تو پھر ووٹ دینے کے آئینی حق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بہت سے ایسے ملازمیں ہیں جو کہ اس حلے میں رہائش پذیر ہیں۔ انھیں بھی ووٹ cast کرنے کے لئے جانا ہو گا۔ لہذا آپ مرتبانی کرتے ہوئے اجلاس کے اس schedule پر نظر ثانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! بحث منظور کروانا بھی عوام کا آئینی حق ہے اور ہم نے اس کو منظور کروانا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق نمبر 2، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ای۔ ڈی۔ او (آر) چکوال کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

(---جاری)

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! جب میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی تو اس وقت وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اس تحریک کو تین دن کے لئے pending کر دیا جائے۔ انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنے چیمبر میں اس حوالے سے پہلے بات کریں گے۔ چنانچہ میں ان کے چیمبر میں گئی تھی اور انھیں سب کچھ detail سے explain کیا۔ انھوں نے میرے ساتھ اتفاق کیا کہ وہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کی مخالفت نہیں کریں گے تو میری آپ سے التماس ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر انسانی حقوق والیتیں (جناب کامران مانگل): جناب سپیکر! اس کا جواب ہمیں موصول ہو چکا ہے جس میں concerning person نے un-conditionally معافی مانگی ہے لیکن اگر میری ہم معزز رکن اسمبلی چاہتی ہیں تو اسے بے شک کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر صاحب فرمار ہے ہیں کہ انہوں نے آپ سے معافی مانگی ہے۔ اس کے باوجوداً گر آپ چاہتی ہیں کہ اس کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو پھر ہم اسے کمیٹی کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یہ آپ بتائیں؟

محترمہ فوزیہ براہم: جناب سپیکر! یہ بات صرف میری ذات کی نہیں تھی۔ اس کی کچھ details ایسی ہیں کہ جو میں ہاؤس میں بیان کرنا مناسب خیال نہیں کرتی اس لئے میں یہ چاہتی ہوں کہ اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں اچھی بات ہے۔ فوزیہ براہم صاحبہ کی یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 4، حافظ محمد قمر حیات کا ٹھیکانہ صاحب کی ہے۔ وہ تشریف فرم نہیں ہیں لہذا ان کی اس تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 5 ہے۔ ان کی درخواست آئی ہے، یہ بھی pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 6، میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا کی طرف سے ہے۔

ایڈیشنل سیکرٹری (ٹینکنیکل) موصلات کا معزز رکن اسمبلی کو

محضمانہ معلومات فراہم نہ کرنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو وزیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متناقضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے علم میں آیا ہے کہ LAFCO جو کہ ایک پارائیویٹ ٹھیکیدار کمپنی ہے وہ فیصل آباد، لاہور سڑک کے اوپر ٹول پلازہ پر عوام کو لوٹ رہے ہیں اور مقرر کردہ ریٹ سے زائد رقم وصول کر رہے ہیں اور عوام کو وہ سولیات مہیا نہیں کر رہے جو ان کو کرنی چاہیں۔ اس کے لئے میں سیکرٹری موصلات کے پاس گیا اور ان سے مطالبا کیا کہ LAFCO اور حکومت پنجاب کے مابین معاہدہ کی کاپی مہیا کی جائے۔ انہوں نے ایڈیشنل سیکرٹری (ٹینکنیکل) کو ہدایت کی لیکن انہوں نے بتایا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے یعنی کہ وہ مجھے معاہدے کی کاپی یا اس کی میا نہیں کر سکتے کیونکہ یہ معاہدہ خفیہ ہے اور عوام کے سامنے نہیں لا یا جاسکتا۔ میں information اس وقت بہت حیران ہوا کہ آیا یہ کوئی ایٹم بھی بنانے کا معاہدہ تھا یا سڑک بنانے کا معاہدہ ہے جس کو عوام

کے سامنے نہیں لاایا جاسکتا۔ اس پر میں نے مطالبہ کیا کہ یہ بات مجھے تحریری طور پر دی جائے اور میں نے اپنے پیدا پر لکھ کر یہ مطالبہ ان کو پیش کر دیا۔ اس پر ایڈیشنل سیکرٹری (لیننسیکل) نے مجھے بتایا کہ دو دن بعد جواب دے دیا جائے گا۔ اس کے بعد میں نے ان کے دفتر کے چار چکر لگائے لیکن مجھے certificate میا کیا گیا اور نہ ہی اطلاع کی گئی اور مختلف حیلوں بہانوں سے ٹرخادیا گیا کہ جناب آج فائل وزیر اعلیٰ کے پاس چلی گئی ہے، آج فائل چیف سیکرٹری کے پاس چلی گئی ہے اس لئے آپ اگلے دن آجائیں۔ مذکورہ افسر کارویہ بالکل cooperative میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ عوامی نوعیت کی کوئی بھی اطلاع عوام یا عوام کے نمائندوں سے مخفی نہیں رکھی جاسکتی اور اگر اس کو مخفی رکھا جائے گا تو کافی تھاپورا نہیں ہو سکے گا۔ دفتر کا علمہ یہ information transparency کا پابند ہے اور یہ عوام کا بنیادی حق ہے۔ میں یہ بھی اضافہ کرتا چلوں کہ یہ 4۔ ارب روپے کا معاهدہ تھا جس کے اندر آپ کو بہت سی favouritism اور embezzlements نظر آئے گی۔ افسر مذکورہ نے یہ اطلاع نہ دے کر اور لکھ کر جواب نہ دے کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ صرف میرا نہیں بلکہ ان تمام عوام کا جو سڑک پر سے گزرتے ہیں یا اس سوکلو میٹر کے ارد گرد رہتے ہیں کیونکہ عوام اس کی وجہ سے تکالیف میں بنتا ہیں۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ
جناب قائم مقام سپیکر: وزیر اقتصادی امور۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب کامران مانکل): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ ہمیں کل موصول ہوئی ہے اس کا بھی جواب نہیں آیا لیکن آج ہم یہ ensure کریں گے کہ اس کا جواب موصول ہو جائے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کریں۔
جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ کل تک کے لئے اس تحریک استحقاق کو pending کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بحث بابت سال 2008-09 پر عام بحث

(----جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: سالانہ بحث بابت سال 2008-09 پر بحث کا آغاز مورخہ 19- جون 2008 کو ہوا تھا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی۔ پہلے 19- جون کی فہرست سے رہ جانے والے ارکین بحث میں حصہ لیں گے اس کے بعد 20- جون کی فہرست سے رہ جانے والے ارکین بحث میں حصہ لیں گے اور پھر آج کی فہرست والے معزز ارکین کو بحث کی دعوت دی جائے گی۔ واضح رہے کہ آج کے دن کے لئے میرے پاس 75 معزز ارکین کی فہرست موجود ہے۔ جیسا کہ کل اعلان کیا گیا تھا آج کے اجلاس میں دو نشستیں ہیں۔ پہلی نشست دو بجے تک جاری رہے گی دو بجے سے چار بجے تک نماز اور کھانے کا وقت ہو گا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کے کیفے ٹیریا میں مردار ارکین کے کھانے کا بند و بست کیا گیا ہے اور اس سے ملختہ کمیٹی روم (سی) میں خواتین ارکین کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری نشست سوا چار بجے شروع ہو گی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ آخری معزز رکن اپنی تقریر کمل نہ کر لیں۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں اور سب سے پہلے میں ڈاکٹر آمنہ بڑھ کر دعوت دیتا ہوں جو کل اپنی تقریر کمل نہیں کر سکی تھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بڑھ: بسم اللہ الرحمن الرحيم 05 جناب سپیکر! میں تماداً شکریہ ادا کرنی آؤں کہ تی مینوں اپنی گل شروع کرنے کا موقع دتا ہے۔ آج محترمہ بنے نظیر بھٹو صاحبہ دیوم پیدائش ہے تے انہاں دی یاد و حج میں ایسہ کہناں چاہوں گی کہ:

ملھے شاہ اساف مرننا ناہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں آپ اس ہاؤس کا امتحان لینے کے لئے تقریر کرنے کھڑی ہوتی ہیں۔ کل کی تقریر آپ نے انگریزی میں کی تھی اس کا تور پورٹر ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ پنجابی میں تقریر تو کر سکتی ہیں لیکن وہ پھر رپورٹ نہیں ہو گی کیونکہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں پنجابی رپورٹ موجود نہیں ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب! ایسے پنجاب اسمبلی اے۔ سندھ اسمبلی وچ سندھی زبان وچ تقریر ہو سکدی اے، پختون خواہ اسمبلی وچ پشتون تقریر ہو سکدی اے تے پنجاب اسمبلی وچ پنجابی تقریر ہونی چاہیدی اے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میں تو ایسے وچ کوئی اعتراض نہیں۔ مگر صرف ایسے اے کہ ساڑے کوں پنجابی روپورٹ کوئی نہیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: میں تھانوں درخواست کر دی آں کہ اج تے میں اردو وچ تقریر کر دیں آں پر تھانوں پنجابی روپورٹ رداوی انتظام کرنا چاہیدا اے۔ ایسے ساڑا حق اے کہ اسیں پنجابی وچ تقریر کر سکتے۔

وزیر انسانی حقوق والیتیں (جناب کامران مانگل): جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق والیتیں (جناب کامران مانگل): جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم پنجاب کو represent کر رہے ہیں۔ پنجابی زبان پنجاب کی مادری زبان ہے اگر کوئی معزز رکن پنجابی میں تقریر کرنا چاہتا ہے تو اسے اجازت ملنی چاہئے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ یہاں پر اس کی reporting کا انتظام کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سلسلے میں جو relevant rules ہیں وہ دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔ جب تک پنجابی روپورٹ کا بندوبست نہیں ہوتا اس وقت تک معزز رکن سے یہ گزارش ہے کہ وہ اردو میں ہی تقریر کر لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستقی خیل: جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ ہم جنوبی پنجاب سے belong کرتے ہیں اور 18 اضلاع میں سرائیکی بولی جاتی ہے اس لئے ہماری بھی یہ گزارش ہو گی کہ سرائیکی روپورٹ کا بھی بندوبست کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کے جذبات کی بھی قدر کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہم پنجاب کے اندر رہتے ہوئے بھی نمائندگی وفاق کی اور پاکستان کی کرتے ہیں اور اردو روپورٹر کھنے کی جو logic ہی وہ یہی تھی کہ پنجاب کے مختلف علاقوں سے منتخب ہو کر آنے والے ساتھی یہاں پر موجود ہیں۔ ہر جگہ کی اپنی ایک علاقائی زبان موجود ہے لیکن ایک خوبصورتی اور وفاق کی علامت کے طور پر اور اردو جو ہماری قومی زبان بھی ہے اس کو ترقی دینے کے لئے ہم نے یہاں پر اردو کے روپورٹر کے

ہوئے ہیں۔ جماں تک زبانوں کا تعلق ہے ہر زبان ہمارے لئے محترم ہے۔ ہم اس پر بیٹھ کر بات کریں گے اور دیکھیں گے لیکن میری اپنے دوستوں سے یہ گزارش ہے کہ اسمبلی کی جور و ایات ہیں، ہمیں ان کو بھی آگے لے کر چلنا چاہئے۔ جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اسمبلی کی جتنی بھی proceeding ہے اس کی recording بھی ہو رہی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر ہم کوئی reporter arrange کر لیتے ہیں وہ اس کو لکھ لے گا یا translate کر لے گا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہماری فاضل رکن کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ پنجابی میں تقریر کر لیں۔ (نعرہ ہائے حسین)

جناب احمد خان بلوج: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوج: جناب والا! سرائیکی، پنجابی، انگریزی، پشتو سب زبانیں اور صوبے ہمارے اپنے ہیں لیکن سب سے پہلے ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان کی قومی زبان اردو ہے۔ آپ یہ فیصلہ بھی دے چکے ہیں کہ جتنی بھی تقریریں ہوں گی، تحریریں ہوں گی وہ اردو میں ہوں گی۔ لہذا ہم اگر اس چکر میں پڑ گئے تو پہنچیں پھر کتنا نہیں کوہاں پر بھرتی کرنے پڑیں گے۔ لہذا آپ یہ مریانی کریں اردو میں، ہی اجازت دیں اور اردو میں ہی تقریر ہونی چاہئے۔ چونکہ by laws میں یہ موجود ہے کہ اردو کے علاوہ جس زبان میں بھی تقریر کی جائے گی تو آپ سے اس کی اجازت لی جائے گی۔ مریانی کریں اور آپ اس چکر میں نہ پڑیں۔ ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان کی زبان اردو ہے۔

شیخ علاؤ الدین: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤ الدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ہمارے اوپر ہمارے صحافی بھائی بیٹھے ہیں۔ یہ جو کچھ بھی اخبارات میں لکھ رہے ہیں یہ درست لکھ رہے ہیں میں اس کا جواب تو نہیں دینا چاہتا تھا لیکن جو کچھ اخبارات میں آرہا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے رویے کو تھوڑا سا صحیح کر لیں۔ جو کچھ کل انہوں نے لکھا ہے اور پھر یہ لکھیں گے یہ اپنے فرائض صحیح ادا کر رہے ہیں لیکن ہماری ان حرکتوں کی وجہ سے اخبارات میں یہ آرہا ہے کہ اسمبلی میں

non serious attitude ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دو تین دن میں انہوں نے قدری شار اور فائیو سٹار پر پانچ پانچ کالی سرخیاں لگائی ہیں۔ میں بڑے دکھ کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جن کے وارث بننے تھے ہیں وہ قائد اعظم، مولانا حسرت موبانی اور سردار عبدالرب نشرت ہیں۔ میں نے کل بھی کوشش کی تھی لیکن میرے انتہائی معزز بھائی یہاں پر بیٹھے تھے اور میں ان کی وجہ سے خاموش رہا۔ میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جن کے وارث ہیں انہوں نے اللہ کی برائی کے صدقے یہ ملک بڑی محنت سے لیا تھا۔ جناب میں تو مولانا حسرت موبانی کے پیروں جیسا بھی نہیں ہوں۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان سے بڑا پار لیمنسٹریئن شاید ہی کوئی ہو وہ شخص ممبر پارلیمنٹ ہو کر مسجد میں رہنا تھا اور اپنی روٹی کھاتا تھا۔ کسی نے طنز آس سے پوچھا کہ مولانا

You always travel in third class. Molana said yes that there is no fourth class so.

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی دعاؤں اور محنت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک دیا ہم ان کو کیوں نہیں یاد کرتے اور ہم خود اپنے صحافی بھائیوں کو یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ ہماری اچھی باتیں تو نہ لکھیں لیکن وہ لکھ دیں کہ ہمارا serious attitude مولانا جب پاکستان آئے تو سردار عبدالرب نشرت نے انہیں حجرہ شاہ مقیم سے receive کیا اور وہ اس وقت بھی تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ اب جو یہ بات ہو رہی ہے کہ کس زبان میں بات کی جائے۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ کو شش کرتے ہیں کہ ہمارا serious attitude ہو ہم بغیر وجہ کے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے نہ ہو جائیں۔ میں آپ سے مذکورت خواہ ہوں اور میں نے مجبور آئی بات لئے کی ہے کہ ہمارے صحافی بھائی بار بار ہمارے پر بات کر رہے ہیں اور وہ صحیح لکھ رہے ہیں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہمارا serious attitude ایسا نہیں ہے ہمیں ایک لمبی بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ میری سب بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ ہم serious چلیں اور بلا وجہ آپ کے لئے مسئلہ پیدا نہ کریں۔ بہت شکر یہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس پر تھوڑی سی بات کروں گا۔ تمام ممبران میرے لئے انتہائی معزز ہیں۔ اس سلسلے میں جو رو لزہیں وہ میں آپ کے لئے پڑھ دیتا ہوں۔

Section 218. It is very much clear language of the Assembly. The members shall

ordinarily address the Assembly in Urdu, but the member who cannot adequately express himself in Urdu, may, with the permission of the Speaker, address the Assembly in English or other recognized language of the Province.

تو یہاں پر بات redress ہو گی، آپ جس مرضی language میں کریں لیکن جس طرح ایک بات ہے کہ فوقیت میں اردو کو دینی چاہئے اور میں چاہوں گا کہ میں آج پھر آخری دفعہ یہ بات کروں گا کہ ہم بحث پر بحث کے لئے آئے ہیں 75 ممبر ان نے آج بات کرنی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل منسٹر فناں نے ایک بڑا اچھا show کیا اور انہوں نے پورے دن کا ہاؤس چلانے کے لئے کما اور جوان سے ہو سکتا تھا وہ بھی کیا ہے تو آج ہم کارروائی کو آگے بڑھائیں۔ already ٹھوڑا سا ہم نے لیٹ شروع کیا ہے تو میں محترمہ آمنہ بڑھا صاحب سے کہوں گا۔

سید حسن مرتضی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ ایک منٹ میں بات مکمل کریں۔

سید حسن مرتضی: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے قائم دیا۔ میری یہاں یہ گزارش ہے کہ ابھی سارے بات کر رہے تھے کہ اردو قومی زبان ہے اسی پر بات کی جائے تو جناب امیری یہ گزارش ہے کہ اردو ہمارے کسی صوبے کی بھی مادری زبان نہیں ہے۔ آج تک اردو کو promote کرنے کے لئے ہر طرح کی کوششیں کی گئی ہیں لیکن ہمارے بچے گھروں میں پنجابی بھی نہیں بول سکتے تو میری یہ گزارش ہے کہ آپ جتنا زور اردو پر دے رہے ہیں، پنجابی ہماری مادری زبان ہے اور ہم چاہیں گے کہ اسی میں بات کریں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جیسے شیخ صاحب نے ابھی فرمایا کہ ہمارا serious attitude نہیں ہے۔ ہم اخباروں کی زینت بن رہے ہیں۔ صحافی بھائی ہمارے بارے میں 5/5 کا لمبی خبریں لگا رہے ہیں تو میں جناب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری اس اسمبلی میں attitude کیا کیا ہے کہ جب عوام کی بات ہوتی ہے، جب یہاں بحث پر بحث کی بات ہوتی ہے اس میں وہ شرکت نہیں کرتے۔ باہر صحافیوں کے سامنے تصویریں بھی ہوتے ہیں، خبریں بھی لگواتے ہیں اور دیماڑی لگانے کے لئے اندر آتے ہیں اور حاضری لگا کر چلے جاتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اگر آپ وہ جسٹ اٹھوا کر اپنے پاس رکھ لیں تو میرا نہیں خیال کہ دوسرے دن وہ

اخباروں کی زینت نہیں گے۔ وہ دیہاڑی دار لوگ ہیں پچھلے 5 سال بھی انہوں نے دیہاڑیاں لگائی ہیں اب پھر وہ دیہاڑیاں لگارہے ہیں۔ اب جب میں آیا ہوں میں نے دیکھا ہے ان کی دو بڑی معزز خواتین حاضری لگانے کے لئے آ رہی تھیں اور مجھے شرمندگی ہوتی ہے کہ دیہاڑی دار بھی اسی رجسٹر پر حاضری لگائیں اور ہم جو ممبر ہیں، عوام کی بات کرتے ہیں وہ بھی اسی رجسٹر پر حاضری لگائیں اور آج احتجاج میں نے حاضری نہیں لگائی۔ میری دیہاڑی مجھے پہنچا بچئے گا۔ (نصرہ ہائے تحسین)

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار جناب سپیکر! وہ اب بولیں کیا جی۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر، وہ پوائنٹ آف آرڈر۔ (قہقہے)

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی میں یہاں بلوچ ممبر ان موجود ہیں۔ اس صوبے کا نام پنجاب ضرور ہے لیکن اس میں سب قومیں بستی ہیں اس لئے تمام قوموں کا خیال رکھا جائے۔ اگر کوئی بلوچی میں بات کرنا چاہتا ہے تو اس کو بلوچی میں اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے ابھی آپ کو Rules پڑھ کر سنادیئے ہیں۔ اس کے اندر بڑا clear ہے میرا خیال ہے اس کے بعد کسی بات کی گنجائش رہ نہیں جاتی ہے۔
میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! جب تک آپ کو ظاہم نہ دیا آپ نے باز نہیں آتا تو آپ بات کر لیں اس کے بعد ہم بات کو آگے چلاتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کی زبان سے غالباً سواؤ یہ بات پھسل گئی کہ ہم وفاق کی علامت یا وفاق کی ترجمانی کرتے ہیں مجھے اس بات پر شدید اختلاف ہے۔ ہم وفاق کی اکائی تو ضرور ہیں، وفاق کے ترجمان ہیں نہ وفاق کی علامت ہیں۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو مینار پاکستان پر جا کر قرارداد پاکستان، جو مسلم لیگ نے 23 مارچ 1940 کو پیش کی تھی وہاں پر کندہ ہے وہ پڑھ لے، ہم خود مختار ہیں، خود مختار اکائی ہیں۔ تمام صوبے خود مختار ہیں۔ اب صوبوں کی خود مختاری کی بات ہونی چاہئے۔ اب وفاق کی علامت یا وفاق کی غلامی کی بات چھوڑ دیں یہی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کی بزرگی کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ ہم اس باؤس میں ایک ایسی debate کا آغاز کر رہے ہیں جو اس صوبے کے لئے اچھی ہے نہ اس

ملک کے لئے اچھی ہے۔ اگر آپ اس اسمبلی میں آئے ہیں اور ماشاء اللہ آپ اتنے بزرگ ہیں اگر آپ **constitution** کو دیکھ لیں۔ آرٹیکل 251 کتابے کے:

The national language of Pakistan is Urdu and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within fifteen years from the commencing day.

تو ایک وہ قائد جس کی تصویر اس ایوان میں لگی ہوئی ہے اور جس نے اس ملک کو بنانے کے لئے اتنی قربانی دی تو آج ہم اس قوم کے لئے اس کی خدمات کو اس طرح نہیں ٹھکر سکتے۔ میں ابھی بھی اپنی بات پر قائم ہوں، ہم اکالی ضرور ہیں لیکن ہمیں فخر ہے کہ ہم اپنے قائد کے فرمودات کے مطابق اس ایوان کو بھی چلائیں گے اور اب اس کے اوپر مزید کوئی بات نہیں ہوگی۔ بحث پر بحث کا آغاز ہو رہا ہے۔
ڈاکٹر آمنہ بڑھنے پر صاحبہ بات کریں گی۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر آمنہ بڑھنے پر صاحبہ بات کریں گی۔ بہت شکریہ
جناب قائم مقام سپیکر! آپ کی اجازت سے پنجابی میں تقریر کرنا چاہتی ہوں۔
جناب قائم مقام سپیکر! ڈاکٹر آمنہ بڑھنے پر صاحبہ بات کریں گی۔ آپ تقریر کریں۔
ڈاکٹر آمنہ بڑھنے پر صاحبہ بات کریں گی۔ میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید دی خاطر اک شعر پڑھنا چاہتی آں۔

بلھے شاہ اسماں مرنا ناہیں
گور پیا کوئی ہو رہا

شہید امر ہوتے ہیں۔ شہید زندہ رہتے ہیں۔ جناب سے میری یہ درخواست ہے کہ اس پنجاب اسمبلی میں محترمہ کی یاد کو امر کرنے کے لئے پنجاب اسمبلی کی لا بُریری کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے نام سے dedicate کیا جائے تاکہ ان کا نام ہمیشہ کے لئے اس لا بُریری میں زندہ رہے۔
جناب سپیکر! اب میں بحث کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی۔ میں کل وی کہیا سی کہ ایسہ بحث غریباں دا بحث اے، مسکیناں دا بحث اے، ایسہ بحث افتاد گان خاک دا بحث اے۔ ایسہ بحث پنجاب دی تاریخ وچ اک مثالی بحث اے۔ ایسہ دوچ کچھ آبادیاں لئی facilities دیاں گئیاں نہیں۔ ایسہ دوچ پیش ایجو کیشن لئی facility دتی گئی اے، ایسہ بست ای اہم گل اے کیونکہ اوه ماں

بپ جناب دے کول ایسے بچے ہوندے نیں جو کسے سکول وچ نئیں جا سکدے کیوں جے اوہ developmental disability دتا گیا اے، ایسہ بہت وڈا کم اے تے انشاء اللہ ایسا نوں بہت ثواب ملے گا تے وزیر خزانہ جناب تنور اشرف کا رہ نوں میں مبارکباد پیش کر دی آس۔ ایسہ بجٹ نظام دی تبدیلی دا پہلا step اے۔ ایسہ بجٹ مغلوط حکومت دی کامیابی دا پہلا step اے۔ جس طراز زرداری صاحب کھندا نیں کہ، "لوکاں توں بدل نہیں لوں گے، نظام تبدیل کر کے بدلے لوں گے۔" ایسے طراز ایسہ بجٹ نظام دی تبدیلی دا step اے۔ کل میں صحت دے بارے وچ گل کیتی سی تے اج میں مختصر آدو بارہ ایسہ درخواست کرنا چاہنی آں کے میپانائیں (بی) تے (سی) دی روک خام لئی بہت زیادہ اقدامات کیتے جان۔ جام پور وچ وی میپانائیں لی دا بہت زیادہ epidemic پھیل رہیا اے۔ میپانائیں (بی) دی vaccination لئی پنجاب دی پوری population دی اقدامات کیتے جان۔

جناب پیکر! میں کل اپنی تقریر وچ ڈاکٹر اس shortage دے بارے گل کیتی سی تے اوہ دے بارے وچ میری اک ہور تجویز اے کہ جنمیں طالب علم نوں اسیں میدیکل تعلیم مفت فراہم کراؤ گے اوہ ناں دے نال اک معاهدہ کر لتا جائے کے اپنی تعلیم ختم کرن دے بعد 3 سال تک راوہ دیکی علاقیاں وچ کم کرن گے تے اوہ ناں نوں اوہ ناں دیکی علاقیاں وچ پوری سہولیات فراہم کیتیاں جان۔ ایسے طراز تعلیم دے شعبے وچ خاص طور تے کڑیاں دی تعلیم لئی، خاص طور تے دیکی علاقیاں وچ کڑیاں دے سکوالاں لئی ٹیچر اس دی بہت بڑی shortage اے کیوں جے اوہ اوتحے جاندے نہیں۔ ایسے طراز دیکی علاقیاں وچ جسم دے ٹیچر جان اوہ ناں نوں rural area allowance دتا جائے، اوہ ناں دی رہائش تے سکیورٹی دا انتظام کیتا جائے، خاص طور تے خاتین دی رہائش دی سکیورٹی دا انتظام کیتا جائے۔ کڑیاں دی تعلیم بہت important اے، منڈیاں دی تعلیم دی important اے، پر کڑیاں نوں اسیں صحیح سکیورٹی فراہم نہیں کر رہے۔ تے جے اسیں دہشت گردی دا خاتمه کرنا چاہنے آں، تے اسیں ترقی یافہ ہونا چاہنے آں تے سانوں ایس شعبے وچ بہت توجہ دینی چاہی دی اے۔

ہن میں تھوڑی دیر لئی زراعت بارے گل کرنا چاہوں گی کیوں جے پنجاب تے زراعت دا نال اک دو جے نال منسلک اے تے میں وزیر خزانہ جناب تنور اشرف کا رہ نوں مبارکباد دیوں گی

کہ ایس بجٹ وچ زراعت لئی بہت ساری سولیات فراہم نیں۔ کل کافی معززار اکین نے ایس بارے وچ گل کیتی سی تے میں وی کرنا چاہواں گی کہ شوگر مل دے ماکان سال سال تک رکساناں نوں شوگر کیں دامعاوضہ نئیں دیندے۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شعباز شریف نوں درخواست کرائی گی کہ ایس بارے وچ زیادہ سختی کیتی جاوے کے کم از کم میں وچ اوہناں دامعاوضہ ادا ہو جانا چاہی دا۔

اک ہور کم جسرا بہت چنگا ہور ہیا اے کہ پنجاب وچ کھالے پکے ہور ہے نیں۔ ایس بجٹ وچ وی 300 کلو میٹر کھالے پکے ہون دا نظم اے۔ کھالے انخ تے 12/10 فٹ دے ہوندے نیں لیکن ہن اودھ پکے ہو کے 3/2 فٹ دے رہ جان گے۔ اوس دے نال جیسڑی جگہ بچے گی تے میری تجویز ایسہ وے کہ کھالے دے اردو گرد درخت اگائے جان۔ اوہناں درختاں دے اگان نال کئی فائدے ہون گے۔ سب تو پھلاں تے کھیتاں تو منڈی تک راہ پکا ہو جائے گا۔ ایس دے علاوہ جیسڑی مکمل آپاشی دی زمین اے اوہدی حفاظت دا نظم ہوئے گا۔

جناب سپیکر! سب توں ودھ کے جیسڑے لکھاں درخت ایتھے اگن گے اودھ سانوں صاف ہوا دین گے تے ساڑے ماحولیات تے اثر پئے گا۔ ایسہ صدقہ جاریہ اے تے اللہ تعالیٰ دی رحمت نال ایس بجٹ وچ ہوروی برکت پئے گی۔

زراعت دے ہجے وچ اک ہور بہت چنگا کم ہو یا اے کہ ریسرچ تے اک بلین توں زیادہ روپے منقص کیتے گئے نیں۔ میں ایس بارے ایسہ گل کرنا چاہنی آں کہ صرف پیسے ای نہ دتے جان بلکہ ایسہ ensure کرایا جائے کہ ریسرچ ہووے گی، مانیٹنگ ہووے گی۔ ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ پنجاب دا سب توں وڈا ریسرچ انسٹیٹیوٹ اے تے او تھے سیاست ہوندی اے ریسرچ نہیں ہوندی۔ ایہناں سانسنداناں نوں accountable کیتا جائے کہ نویں نج اک سال دے اندر اندر آن۔

جناب سپیکر! اک ہور شعبہ لبراء جیسڑا ساڑی بہت زیادہ توجہ چاہندا۔ پاکستان وچ

1992 وچ Bonded Labour System Abolition Act آیا سی تے اج وی پنجاب وچ، پاکستان وچ جبری مشقت ہو رہی اے، قالین بُنن والے جبری مشقت داشکار نیں، بھٹے مزدور، کھیت مزدور جبری مشقت کر رہے نیں۔ سانوں ایس تے وی توجہ دینی چاہیدی اے۔ خاص طور تے بجٹ وچ قالین بُنن والیاں لئی بہت ساریاں سمولیات دا نظم کیتا گیا اے۔ ایسہ بڑی چنگی گل اے۔ اوہناں نوں بیماریاں لگدیاں نیں تے اوہناں بیماریاں دا خاتمہ ہووے گا لیکن سانوں ایسہ چاہیدا۔

کہ جیسراں قالین بُن والیاں فیکٹریاں، بھٹیاں تے کھیتاں وچ 14 توں زیادہ مزدور رکھے جاندے نیں اوتھے سو شل سکیورٹی دا انتظام ہونا چاہیدا۔

میں آخر وچ شراں دے مضافات دے بارے توجہ دواواں گی۔ پنجاب دے سارے چھوٹے وڈے شراں دے ارد گرد زرعی زمین ہوندی سی تے ہن اوه مضافات شراں وچ شامل ہو گئے نیں۔ تے ایسے مضافات دیکی علاقیاں توں زیادہ پسمند نیں۔ میں حلقہ 127 لاہور وچ رہندی آں۔ اوتھے 3 مضافات نیں۔ ایس طرح لاہور وچ کمی مضافات نیں۔ میں 3 دادورہ کیتاں تے میتوں بڑے شرم نال کہنا پیندا۔ کہ ایس لاہور وچ جتھے ڈیپس تے گلبرگ ورگے فینسی علاقے موجود نیں۔ اج وی چندرائے وچ، ہبیت وچ کچیاں سڑکاں نیں اوتھے مناسب سولتاں نہیں نیں۔ اوتھے کڑیاں دے سکول دی دیوار ڈگی ہوئی اے۔ ایہناں دی کمیو نٹی ڈولیپمنٹ دا انتظام ہونا چاہیدا۔ سانوں ایمدے تے ضرور توجہ دینی چاہیدی اے۔

جناب سپیکر! میں آخر وچ کہواں گی کہ بجٹ بہت چنگاے ایمدے وچ بہت سارے انتظامات نیں لیکن جدوں تکرا سیں مانیٹرنگ دا کوئی انتظام نہیں کراں گے ایسہ سارے پیسے دا کوئی فائدہ نہیں ہووے گا۔ ایسہ سب کچھ شفاف ہونا چاہیدا۔ عوام نوں پائی پائی داحساب ہر دیلے ملنا چاہیدا۔ تے ایسہ پتہ ہونا چاہیدا۔ کہ کیسرا پیسا کتھے جا رہیا۔ اسیں ایلیٹ ٹکپر تے پروٹوکول ٹکپردا خاتمه کراں گے۔ افادہ، مغلس تے غریب لوکاں نوں فائدہ پہنچا سکاں گے ایمدے لئی سب توں ودھ کے سانوں مالی بدکاری تے رشوت خوری دا خاتمه کرنا پئے گا۔ مالی بدکاری تے رشوت خوری دا توں لے کے تھلے تک خاتمه کرنا چاہیدا۔ ایسہ پلے اتے ختم ہوئے گی تے فیر تھلے ختم ہوئے گی۔

جناب سپیکر! تی جنھیاں پولیس چوکیاں نویاں بناؤ گے تے جتھے نویں پولیس چوکی بنے گی اوتھے جرام زیادہ جنم لین گے۔ دارالامان نویں بنان نالوں پلے دارالامان دا انتظام ٹھیک کرو۔ ایسہ ساڑے لئی بہت ضروری اے۔ سانوں روایت نال جڑ کے انقلاب لیانا پئے گا، روایت دے بغیر فساد ہوندا۔ روایت دے نال انقلاب آندا۔

جناب سپیکر! میں آخر تے ایسہ کہواں گی کہ جے اسیں ترقی یافتہ تے تہذیب یافتہ معاشرہ بنانا چاہندے آں تے فیر ایمدے لئی میں اپنے قائد عوام ذو الفقار علی بھٹو شہید دا اک اقتباس پیش کراں گی اوہناں نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نوں death cell وچوں لکھیا سی کہ:

”ترقی یافتہ تے تذیب یافتہ معاشرہ اوہ ہونداے جیسراً مااضی تے حال نال، مذہب تے سائنس نال، مادیت تے روحانیت نال تے جدیدیت تے تصوف نال سمجھوتا کر لینداے۔ اوہو ای معاشرہ ہیجان تے خلفشار توں پاک ہونداے تے ثقافت نال مالا مال ہونداے۔“ ایہہ رستہ بڑا دشوار اے تے لوگ کہندے نیں کہ اوتحے جانا بردا مشکل اے پر اوہنا لئی میں کہنی آں کہ:

مینوں ڈرانہ سمندر تے پُل نئیں ہوندے
میرے شعور نوں رستے دکھائی دیندے نیں
بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر:جناب احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں وزیر خزانہ جناب تنوری اشرف کارئہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے ان حالات میں ایک اچھا متوازی بجٹ پیش کیا ہے، انھوں نے اس بجٹ میں غریبوں اور بے گھروں کے لئے اچھی تجویزی دی ہے۔ انھوں نے 17۔ ارب روپے کی رقم غریبوں پر صرف کرنے کے لئے رکھی ہے۔ ان کے علاج معالج، خور و نوش کے لئے رکھی ہے۔ یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے، صرف اس میں یہ ہے کہ اللہ کرے کہ وہ 17۔ ارب روپے صحیح طریقے سے ان غریبوں تک پہنچ جائیں۔ اس میں طریقہ کار نہیں بتایا گیا۔ میں صرف فناں منظر صاحب کو یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت بڑی رقم ہے لیکن اگر آپ نے دیانتداری سے، صحیح طریقے سے ان غریبوں تک پہنچایا تو ان غریبوں کا بہت فائدہ ہو گا۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ کی طرف سے گرین ٹریکٹر کی تجویز بہت اچھی ہے۔ ان کو ایک لاکھ روپے کی رعایت دی گئی ہے بلکہ کل اخبار میں تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک لاکھ کی بجائے دو لاکھ روپے کی رعایت دے دی ہے۔ یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ یہ کاشٹکار کے لئے بہت اچھا قدم اٹھایا گیا ہے لیکن اس میں بھی میری گزارش ہے کہ اس کے طریقہ کار کو ذرا صحیح کر دیں۔ اس میں قرمع اندازی کے ذریعے لوگوں کو ٹریکٹر دیئے جانے ہیں ایک خاندان کے بیٹے بھی اپنی درخواست دے دیتے ہیں، والد بھی درخواست دے دیتے ہیں اور خواتین کی طرف سے بھی درخواستیں آ جاتی ہیں۔ بعض اوقات ایک ایک خاندان کو ایک گھر میں دو ٹریکٹر قرمع اندازی میں نکل آتے ہیں اور جو حقدار ہوتے ہیں وہ رہ جاتے ہیں۔ اس میں تھوڑی سی تبدیلی ضرور ہونی چاہئے کہ ایک خاندان کے لئے، ایک گھرانے کے لئے ایک ہی ٹریکٹر دیا جائے گا چاہے قرمع اندازی میں اس کے دو ٹریکٹر آ بھی جائیں لیکن

ان کو ٹریکٹر ایک ہی ملنا چاہئے اگر ایک گھر میں دو ٹریکٹر چلے جائیں تو اس طرح حقدار اپنے حق سے رہ نہ جائے۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ اس وقت ہماری زیادہ آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ ہم کم از کم 80 فیصد ممبر ان بھی کاشتکاروں کی نمائندگی کے لئے یہاں آئے ہیں۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کو ملک کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کما جاتا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ دانشوروں نے کہا ہے کہ اگر ملک کو خوشحال بنانا ہے تو کاشتکار کو خوشحال بنادیں۔ یہ کاشتکار وہ ہے جو اندھیری راتوں میں کانٹوں پر چل کر، سانپوں سے مقابلہ کر کے تمام خطرات سے مقابلہ کر کے ملک کے لئے غلبہ پیدا کرتا ہے۔ یہ روشنیاں جو شروں میں نظر آتی ہیں، یہ روشنیں جو شروں میں نظر آتی ہیں یہ سب اس کاشتکار کی محنت ہے جو سانپوں سے مقابلہ کر کے اور کانٹوں پر چل کر آپ تک روشنیاں پہنچا رہا ہے۔ اگر کاشتکار غلنہ اگائے اگر کاشتکار خام مال پیدا نہ کرے تو نہ یہ فیکٹریاں چلیں گی، نہ ٹیکٹاکل ملیں چلیں گی اور کچھ بھی نہیں ہو گا لیکن افسوس یہ ہے کہ جو پورے ملک کی خدمت کر رہا ہے وہ خود غریب سے غریب ہوتا جا رہا ہے اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کے لئے کچھ نہیں کیا گیا اور اس کو کچھ نہیں دیا گیا جو کاشتکار کھاد کی بوری 500 روپے سے 3700 روپے میں لے رہا ہے۔ وہ کیوں لے رہا ہے اور اس کے ساتھ کیوں ظلم ہو رہا ہے؟ یہاں پر کھاد کے متعلق یہ نہیں کہا گیا کہ کاشتکار کو اصل ریٹ پر صحیح کھاد ملے گی۔

جناب والا! اگر گنجائش ہو تو سب سبڑی سب محکموں کو ضرور دیں لیکن میری گزارش ہے کہ کاشتکار طبقے کو کھاد، زرعی آلات اور نیجوں کی صورت میں ضرور سب سبڑی دیں۔ اگر آپ نے ملک کو خوشحال بنانا ہے تو کاشتکار کو سب سبڑی ضرور دیں۔ اگر آپ نے بحرانوں سے نکلا ہے تو کاشتکار کو خوشحال کریں، کاشتکار کو بحران سے نکال دیں گے تو آپ کاملک بحرانوں سے نکل جائے گا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ کاشتکار کو نہ تو صحیح کھاد، نیچ اور دوائی ملتی ہے۔ حالت یہ کہ اب جعلی دوائیوں کی فیکٹریاں اتنی ہو گئی ہیں کہ کمیں پر اصل دوائی دستیاب نہیں ہے کہ وہ کاشتکار اصل دوائی لے سکے۔ ان جعلی دوائی بیچنے والوں کے لئے سخت سے سخت قانون بنائے جائیں۔ یہ جعلی دوائیں بیچنے والا وہ طبقہ ہے جو صرف ایک کاشتکار کو تباہ نہیں کرتا بلکہ ملک کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے، ملک کو پیچھے لے کر جا رہا ہے۔ ملک میں جو بحران پیدا ہو رہے ہیں ان جعلی دوائیوں کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ کاشتکار کی پیچھے جا رہی ہے حالانکہ یہ ہمارا زرعی ملک ہے اور ہم گندم گھر میں پوری نہیں کر سکتے۔ یہ وہ زرعی ملک ہے کہ یہاں

سے ہم بیرون ملک گندم بچتے تھے لیکن آج وہ حالات ہیں کہ ہم گندم کے دانے دانے کے لئے ترس رہے ہیں، غریب آدمی آج قطاروں میں لگا ہوا ہے اور آٹا نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوائیاں جعلی ہیں، نیچ اور کھاد صحیح نہیں مل رہی۔ یہ حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ آج آٹے کے لئے ہمیں قطاروں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اُس وقت بات کرنا چاہتا تھا لیکن نہیں کر سکا۔ یہاں پر ہم ان لوگوں کی نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں جن کے پاس آٹا نہیں ہے، جو جھونپڑوں میں رہتے ہیں، جن کے پاس مکان نہیں ہے، جن کے پاس کپڑے نہیں ہیں لیکن یہاں پر آکر ہم five star ہو گلوں کی demand کر رہے ہیں۔ کیا اس لئے ہم آئے ہیں کہ اُدھران سے ہم کہہ کر آئے تھے کہ آپ ٹوٹی ہوئی چارپائی پر بیٹھیں گے تو ہم بھی وہاں پر بیٹھیں گے، آپ زمین پر بیٹھیں گے تو ہم آپ کے ساتھ بیٹھیں گے اور یہاں آکر کہتے ہیں کہ ہمیں four or five star ہو گلوں کی رہائش سولت دی جائے۔ دو دو گھنٹے ہم ہاؤس کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ اس دو گھنٹے میں اگر یہ بحث کی جاتی کہ جناب آٹا اور پانی کیسے میا کیا جائے گا اور کھاد کیسے سستی کی جائے گی تو ایک منٹ کتنا قیمتی تھا لیکن افسوس ہے کہ ہم نے five star ہو گلوں میں رہائش کے لئے لڑائی کی ہے، ہم اس لئے نہیں آئے۔ خدار! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اصول، قانون اور rules سکھائیں۔ آپ جب بات کر رہے ہوں تو ہمیں چاہئے کہ ہم بات نہ کریں، آپ کی بات سنیں اور اس پر عمل کریں۔ ہمارے ممبران جب پوانٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے ہیں تو جب تک پوانٹ آف آرڈر ختم نہ ہو آپ اس کو dispose نہ کریں اور ہمارے دوسرے ساتھی کھڑے نہ ہوں۔ خدار! میدیا ہمیں دیکھ رہا ہے اور آپ کی عوام دیکھ رہی ہے اس وقت یہ ہاؤس چھٹلی بازار بنانا ہوا ہوتا ہے اور ہم عوام کو تماشا دکھا رہے ہیں۔ یہ سب سے بڑا ہاؤس ہے اس سے بڑا ہاؤس نہیں ہو سکتا، آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور یہ معزز ہاؤس ہے۔ اسی نے اس عوام کی نمائندگی کرنی ہوتی ہیں، اسی نے آٹے کا مسئلہ حل کرنا ہوتا ہے، اسی نے کاشٹکار کا مسئلہ حل کرنا ہے اور اسی نے غریب کا مسئلہ حل کرنا ہے۔ ایسا حال تو یونین کو نسلوں میں بھی نہیں ہوتا، ضلع کو نسلوں میں یہ حال نہیں ہوتا لیکن یہاں آج ہم اس صوبائی اسمبلی میں دیکھ رہے ہیں۔ میں 1985 سے ایم۔پی۔ اے آر ہوں لیکن مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر رہے ہیں اور خود پیچھے جا رہے ہیں۔ ہم بیورو کریسی کو دکھار ہے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ہم میدیا کو دکھار ہے ہیں کہ ہمارا discipline کیا ہے، ہم کتنے معزز ہیں اور ہم قانون پر کتنے عمل کرنے والے ہیں؟ قانون ہمارے اپنے بنائے ہوئے ہیں

اور ہم خود اس کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ میں معدرت سے کہتا ہوں کہ اگر ہم آپ کی عزت کریں گے تو ہماری عزت بڑھے گی، ہم آپ کو custodian تو تسلیم کرتے ہیں لیکن اگر ہم آپ کی بات نہیں مانیں گے تو آپ ہماری عزت کیسے کراں سکیں گے؟ میں معدرت سے یہ کہوں گا کہ میں پھر اُسی پوائنٹ پر آنا چاہتا ہوں کہ کاشنکار کو خوشحال کر دیں ملک خوشحال ہو جائے گا۔ میں نے سنایا ہے کہ سماڑھے بارہ ایکڑ پر زرعی ٹلکیں معاف کیا گیا تھا اور ایک مرلچ والے کو لگا گیا تھا لیکن افسوس یہ ہے اور میرے سنتے میں آیا ہے کہ یہاں سماڑھے بارہ ایکڑ اراضی پر دو بارہ زرعی ٹلکیں لگایا جا رہا ہے۔ اگر اسی بات ہے تو میں گزارش کروں گا کہ کاشنکار پہلے بھی بہت پسا ہوا ہے، بہت ٹلکیں ادا کر رہا ہے۔ یہ وہ کاشنکار ہے کہ ہر ایک کا بجٹ جوں میں آتا ہے لیکن کاشنکار کا بجٹ جوں میں نہیں آتا۔ جب چاہتے ہیں ڈیزیل کی قیمت بڑھا دیتے ہیں۔ وہ ایک بوری کھاد لے کر گھر جاتا ہے، جب دوسری بوری لینے آتا ہے تو سوروپے زیادہ ہو چکی ہوتی ہے۔ کاشنکار ہر ٹلکیں ادا کر رہا ہے اور دوائیوں کی صورت میں ادا کر رہا ہے اس لئے اس پر زرعی ٹلکیں نہ لگایا جائے۔ اس کے علاوہ پانچ مرلے مکان پر بھی ٹلکیں معاف کیا گیا تھا لیکن سنتے میں آیا ہے کہ بجٹ میں اس کی بھی proposal ہے۔ اگر ہے تو مربانی کریں کیونکہ پانچ مرلے کام مکان ایک غریب کا ہی مکان ہوتا ہے اس پر بھی ٹلکیں نہ لگایا جائے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ کاشنکاروں کے لئے بھلی کا flat rate مقرر کریں، صحیح اور مستقیم کھاد دیں، کھالے پختہ کریں اور نہیں پختہ کریں اگر آپ یہ سب کر دیں گے تو آپ بحرانوں سے نکل جائیں گے۔ کوئی بحران نہیں ہے یہ کاشنکار ہی آپ کو بحرانوں سے نکال دے گا۔ ایک کاشنکار ہی ہے جو اپنی ہی جنس کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا۔ ایک آدمی جو ایک ریٹھی پر دو من پیاز بھی رکھتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ فرض کرو اگر میں نے ہزار روپے کے لئے ہیں تو میں اس سے سو یادو سوروپے منافع لوں گا لیکن ایک کاشنکار کو اپنی جنس کا بھی پیٹا نہیں ہوتا کہ اس کی قیمت کیا ہو گی؟ یہ وہ کاشنکار ہے جو اللہ پر توکل کرنے والا ہوتا ہے جو اس کے پاس پیسے ہوتے ہیں وہ بھی مٹی میں ڈال دیتا ہے، گھر کے زیور بھی نیچ کر کھاد اور زینج کی صورت میں اللہ کے توکل پر مٹی میں دبا دیتا ہے لیکن جب جنس تیار ہوتی ہے تو اس کو اپنی قیمت مقرر کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ایوانوں میں بیٹھ کر وہ لوگ قیمت مقرر کرتے ہیں جن کو پیتا ہی نہیں ہوتا کہ ایک ایکڑ کاشت پر کتنا خرچ ہوتا ہے، کیا آمدن ہوتی ہے اور اس کا خرچ کیا ہے؟ اسی لئے ہماری زرعت پیش گھے جا رہی ہے اور ہمارے ملک کی معیشت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر کاشنکار کو صحیح حق ملے گا، اس کو جنس کی صحیح قیمت ملے گی تو ایک اصول ہونا چاہئے کہ جنس کی قیمت اس وقت مقرر کر دینی چاہئے کہ جب کاشنکار جنس کاشت

کر رہا ہوتا ہے، اگر کائن کی کاشت کا وقت ہے تو اس کو اس کی قیمت بتاویں چاہئے۔ گندم کی کاشت کا وقت ہے تو اس کی قیمت مقرر کر دی جائے لیکن افسوس ہے کہ یہاں پروہا صول نہیں ہیں کہ جن سے کاشتکار شوق اور جذبے سے اپنی کاشت کر سکے اور ملک کو فائدہ پہنچا سکے۔

جناب والا! میں law and order کے بارے میں تھوڑا سا کہنا چاہوں گا کہ پولیس کے لئے 30۔ ارب روپے رکھ دیئے گئے ہیں، پولیس کو اچھی سے اچھی تنخوا بھی دی گئی ہے، اسلحہ بھی جدید دیا گیا ہے، کاریں بھی دی گئی ہیں اور ٹرانسپورٹ بھی میاکی گئی ہے لیکن افسوس کہ یہ پولیس والے اس پر عمل نہ کر سکے جس کے لئے اتنی بڑی amount دی جاتی ہے۔ انہوں نے شریفوں کو کوئی مقام نہ دیا، خانوں میں جرائم پیشہ کی عرت تو ہوتی ہے لیکن شریف آدمی خانے میں نہیں جا سکتا اور شریف آدمی گالی گلوچ کھا کر واپس آ جاتا ہے۔ F.I.R بغير رשות کے درج نہیں ہوتی، انصاف بغير پیسوں کے نہیں ملتا، مقابل دست اندازی جو کیس ہوتے ہیں ان میں وہ وقت ضائع کرتے ہیں۔ آئی۔ جی صاحب نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ خانے میں F.I.R فوری طور پر درج کی جائے لیکن افسوس ہے کہ آج بھی پولیس والے غریب آدمی کی F.I.R درج کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جب وہ رשות دے گا تو R.F.I. درج ہو گی ورنہ نہیں ہو گی۔ وہاں پر مقامی O.S.H جو اسی تحصیل یا ضلع کے رہائشی ہوتے ہیں وہاں ان کو لگادیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر ان کی مجبوریاں ہوتی ہیں، وہاں پر ان کی برادریاں اور رشتہ داریاں ہوتی ہیں یادوں ست ہوتے ہیں۔ لہذا کم سے کم یہ قانون تو ضرور ہونا چاہئے کہ ایک ضلع کے رہائشی O.S.H کو اسی ضلع میں نہیں لگانا چاہئے ورنہ وہ انصاف میا نہیں کر سکے گا۔ یہ بھی مہربانی کریں کہ جو کیس راضی نامہ کے قابل ہیں، پولیس والوں کو ہدایت ہونی چاہئے کہ مقدمہ بازی میں بیچارے دیہاتیوں کو نہ پھنسائیں۔ اگر وہ آپس میں راضی نامہ کر لیتے ہیں تو پولیس والے کہتے ہیں کہ آپ کا راضی نامہ تو ہو گیا لیکن ہمارا راضی نامہ نہیں ہوا اس لئے ہم اس کو خارج نہیں کرتے۔ ان کو ہدایت ہونی چاہئے کہ جب مدعا اور ملزم راضی نامہ کر لیتے ہیں تو پھر اس کیس کو خارج کر دینا چاہئے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ 8۔ کلب کا بھی مسئلہ چل رہا ہے کہ اسے یونیورسٹی کے لئے دے دیں جس پر سب نے اتفاق کیا ہے۔ جتنا بھی پیسا خرچ ہوا ہے اسے یونیورسٹی کے لئے دے دیں لیکن میرے سنتے میں آیا ہے کہ وہاں یونیورسٹی نہیں بن سکتی اس لئے کہ کمرے چھوٹے ہیں اور چونکہ وہ کمرے سیکشن آفیسروں کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ اربوں روپے اس پر خرچ ہو چکے ہیں

اب اسے ضائع نہ کریں۔ اس میں جو کچھ بھی پڑا ہوا ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گا۔ آپ مر بانی کریں کہ اگر یونیورسٹی بن سکتی ہے تو کسی کو اعتراض نہیں ہے، اگر نہیں تو پھر وہ جس مقصد کے لئے بنایا گیا ہے اسے استعمال میں لا نہیں کیونکہ اس میں بھی عوام کا فائدہ ہے، آٹھ ڈویژنوں کے وہاں پر سیکرٹری اور ڈیپٹی سیکرٹری بیٹھتے ہیں وزیر اعلیٰ کا جب directive جاری ہوتا ہے تو ہر کام وہیں ہو جاتا ہے۔ آپ اس کو صرف اس چیز سے نہ سوچیں کہ کس نے بنایا ہے؟ کیوں بنائے؟ جو کچھ ہونا تھا جائز ناجائز خرچ ہو چکا ہے لمزا آپ اس خرچ کو استعمال میں لا نہیں اور اس کو مزید ضائع نہ کریں، اتنی اچھی بلڈنگ کو ضائع نہ کریں۔ اگر یونیورسٹی نہیں بن سکتی تو پھر 8۔ کلب جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا اس مقصد کے لئے استعمال کریں تاکہ پیسے ضائع نہ ہوں۔

جانب والا! آپ لکھنٹی دے چکے ہیں اور کہیں گے کہ اصولوں کی بات کرتے ہیں اور ان پر خود عمل نہیں کرتے۔ میں صرف لاءِ اینڈ آرڈر پر اور تھوڑا سا ایجو کیشن پر کہہ کر آپ سے اجازت لیتا ہوں۔ میں پولیس کے حوالے سے پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عوام کو اگر کوئی تکلیف ہے تو اس پولیس کے چھمے سے ہے۔ آج خود کشیاں ہو رہی ہیں، ڈاکوؤں کو جلایا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ڈاکو پکڑے ہیں، جب یہ تھانے میں گئے تو رشتہ لے کر چھوٹ جائیں گے وہ خود تشدد کر کے اس کو ختم کر رہے ہیں۔ اگر پولیس والوں سے یہ یقین دہانی ہو جائے کہ ہم جو جرام پیشہ پکڑ کر تھانے میں دیتے ہیں ان کو سزا ملے گی تو کبھی ڈاکوؤں کو کوئی نہیں جلائے گا۔ آج خود کشیاں کرتے ہیں کہ ہمیں انصاف نہ ملا تو ہم گورنر ہاؤس کے سامنے اپنے آپ کو آگ لگادیں گے۔ ہم تھانے کے سامنے آگ لگادیں گے۔ مر بانی کریں اور پولیس کو یہ ہدایت کریں کیونکہ آپ اس کو اتنی بڑی رقم دے رہے ہیں تو انہیں یہ بھی کہیں کہ ہم اگر پیسا دے رہے ہیں تو اس کو عوام کے مفاد کے لئے ہونا چاہئے۔

جانب سپیکر! ایجو کیشن کے لئے میری گزارش ہے کہ جس ملک میں تعلیم نہیں ہے وہ ملک بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ میں مختصرًا عرض کرتے ہوئے یہ کہتا ہوں کہ ہر یونیورسٹی کو نسل میں ایک گرلنڈ ہائی سکول اور ایک بوائز ہائی سکول لازمی کر دیں کیونکہ جھوٹے بچے کہیں نہیں جاسکتے۔ یہ قانون بنادیں کہ ہر یونیورسٹی کو نسل میں ایک ہائی سکول زنانہ اور مردانہ ہر حالت میں بنے گا اور چار یونیورسٹیوں کو نسلوں میں ایک کالج بنادیں۔ دیہات سے غریب عوام کے بچے اور بچیاں شروع میں جا کر نہیں پڑھ سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اساتذہ کی تعیناتیوں کے حوالے سے بھی یہ پالیسی ہونی چاہئے کہ جس گاؤں میں سکول ہو گا اس کی بچیاں وہاں پر پہلے تعینات کی جائیں گی۔ اگر وہاں نہیں ہوں گی تو ساتھ ملحق گاؤں کی بچیوں

کو تعینات کیا جائے گا۔ اگر وہاں بھی نہ ہوں تو پھر اسی یونین کو نسل کا میرٹ بنایا جائے گا۔ یہاں پر بہت بڑی گھلے بازی ہوتی ہے کہ پہلے ایک تحریک سے دوسرا تحریک میں تقرری کر دیتے ہیں اور پھر رشوت لے کر ان کو ایڈ جست کرتے ہیں۔ مربانی کریں اور ایک قانون بنادیں کہ جس موضع میں سکول ہو گا، خواہ وہ پرائمری ہو، مدل ہو، ہائی ہو پہلے وہاں کی بیجوں اور بچوں کو تعینات کیا جائے گا۔ (نرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہسپتا لوں کے لئے میں صرف گزارش یہ کروں گا کہ ڈاکٹر صاحبان کی حاضری لازمی کر دیں، دوائیاں دے دیں اور اس میں ایک ظلم ہو رہا ہے میں اس کے لئے گزارش کروں گا کہ ناجائز میڈیکل سرٹیفیکیٹ اگر بند کروادیں تو شاید لوگوں کو امن اور سکون مل جائے گا۔ یہ خود کاٹ کر، ہڈیاں توڑ کر، خود مضروب ہو کر یہ سرٹیفیکیٹ بنائے جاتے ہیں، مقدمہ بازی میں پھنسایا جاتا ہے اور ظلم یہ ہے کہ جو ڈاکٹر میڈیکل سرٹیفیکیٹ بناتا ہے اگر بورڈ بھایا جائے تو ہی ڈاکٹر بورڈ میں شامل ہوتا ہے اور اسی کا ایم ایمس میڈیکل بورڈ میں شامل ہوتا ہے۔ مربانی کریں اور کم از کم اس بورڈ میں کسی اور ضلع کے ڈاکٹر ہوں تاکہ میڈیکل سرٹیفیکیٹ صحیح بن سکیں اور ناجائز پر چوں سے ہماری جان چھوٹ جائے۔ بہت مربانی شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ سب ممبران نے بات کرنی ہے۔ ہر ممبر کے لئے دس منٹ کا وقت مقرر کیا ہے اور اس وقت کے اندر رہ کر ہی بات کریں۔ اب میں چودھری شوکت محمود بسراہ (ایڈووکیٹ) سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔ میرا خیال ہے کہ آج وزیر خزانہ صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں اور کل جب محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے حوالے سے بات ہوئی تھی تو ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم خون کے عطیات کے لئے ایک کمپ لگائیں گے۔ آج نیچے کمپ لگ چکا ہے تو اگر کسی ممبر نے پوانت آف آرڈر پر بہت زیادہ ضروری بات کرنی ہے تو پہلے وہ یہاں پر وعدہ کرے کہ وہ جا کر خون کا عطیہ دے گا تو پھر اس کو پوانت آف آرڈر دیا جائے گا۔ (وقتے)

چودھری محمد شفیق انور: پوانت آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق انور: رانا صاحب نے میری طرف دیکھ کر کہا ہے کہ جسم بادی ٹھیک ہے لہذا یہ خون دے سکتے ہیں فوراً پہنچیں (وقتے)۔

جناب سپیکر! میراپور اف آرڈر یہ ہے کہ احمد خان بلوچ صاحب نے بہت اچھی باتیں کی ہیں۔ میں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس لئے بات کرنا چاہ رہا ہوں کہ شاید میری باری نہ آئے۔ میں اپنے ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے احمد خان صاحب نے کہا ہے کہ پاکستان میں اگر زرعی معیشت اور زرعی ترقی نہیں ہو گی تو پاکستان یا پنجاب خوشحال نہیں ہو گا۔ میری سب سے گزارش ہے، میری اپنے وزیر خزانہ سے گزارش ہے، وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ اس وقت پنجاب یا پاکستان میں پانی کی جو پوزیشن ہے جب تک آپ پانی کا انتظام نہیں کریں گے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے مسلسل پانی کی کمی آ رہی ہے۔ کم از کم ہمارے علاقے بہاولپور ڈویژن یاد گیر جو علاقے ہیں وہ اگلے پانچ سال میں استھوپیا کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ آپ سارے کام، سب ترقیاتی کام بند کر دیں اور پانی کے بارے میں سوچیں، اس پنجاب کے بارے میں سوچیں، اس پاکستان کے بارے میں سوچیں کیونکہ اسی طریقے سے یہ منگالی بھی ختم ہو سکتی ہے، گندم کا بحران بھی ختم ہو سکتا، کپاس کا بحران بھی ختم ہو سکتا ہے، چینی کا بحران بھی ختم ہو سکتا ہے۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں آپ خصوصی طور پر توجہ دیں ورنہ ہمارا یہ پنجاب استھوپیا کی شکل اختیار کر جائے گا۔

محترمہ شہید نے ریاض: پور اف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہید نے ریاض: جناب سپیکر! میں نے پچھلے ماہ کی 28 تاریخ کو ایک قرارداد پیش کی تھی محترمہ شہید کے نام پر اسلام آباد انٹرنیشنل ائر پورٹ کے لئے لیکن میری درخواست ابھی تک pending ہے اور میں آپ سے درخواست کر رہی ہوں کہ آج جیسا کہ ان کی سالگرد کے موقع پر وفاقی حکومت کی طرف سے نو ٹیکلیشن ہو گیا ہے تو میں چاہوں گی کہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے بھی اس حوالے سے کارروائی روک کر ایوان سے اس کی حمایت میں ووٹنگ کروائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر already عمل بھی ہو چکا ہے اور جو آپ کی قرارداد اور ہر پیش بھی ہو گئی تھی۔ میں تمہارا ہوں کہ اس سے زیادہ ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ جو آپ کا مقصد تھا وہ بھی حل ہو چکا ہے۔ اب ہم بحث کی کارروائی پر بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جی، چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈوکیٹ) صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراہ (ایڈ وو کیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اور چونکہ پریس والے ساتھی بیٹھے ہیں اس لئے میں اپنا تعارف کرانا چاہتا ہوں کیونکہ ہم لوگ نئے آئے ہیں ان کو ہمارے ناموں کا بھی علم نہیں، حلقہ انتخاب کا بھی پتا نہیں ہے۔ میرا نام شوکت محمود بسراہ ہے اور حلقہ پی پی۔ 283- ہارون آباد ضلع بہاولنگر ہے۔

کبھی ہم لو چراغوں کی ہوا سے مانگ لیتے ہیں
کبھی لمحات جیون کے قضاء سے مانگ لیتے ہیں
نہیں سجدے کئے ہم نے کبھی شاہوں کی چوکھٹ پہ
ہمیں جتنی ضرورت ہو خدا سے مانگ لیتے ہیں

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو جن کا ماضی بھی اس بات کا گواہ ہے کہ جب وہ یہاں پر وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے بہت ترقیاتی کام کروائے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے ساتھ میں خاص طور پر اپنے وزیر خزانہ ذہین، نوجوان، خوبصورت جناب تنور اشرف کا رہ کوکہ جنمیں نے جو حالات ہمیں میر تھے، جن حالات میں انہوں نے یہ بجٹ پیش کیا میں اس پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جب یہ بجٹ پیش کیا گیا تو راجہ ریاض صاحب ایک دن تقریر فرمائے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ اپوزیشن والے کیوں بجٹ اجلاس میں نہیں آتے؟ جب یہ بجٹ کی کاپیاں ہمارے ہاتھ میں آئیں تو اس وقت پتا چلا کہ راجہ صاحب کی بات درست تھی۔

محترمہ شمیلہ اسلام: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شمیلہ اسلام: جناب سپیکر! انہوں نے ابھی ایک شعر پڑھا کہ ”جو مانگنا ہوتا ہے خدا سے مانگ لیتے ہیں۔“ ان سے یہ پوچھیں کہ اگر خدا سے مانگنا ہتا تو میرے الٹ شدہ کمرے پر انہوں نے قبضہ کیوں کیا؟

(تھنے، قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Order in House, order in House.

میں نے کل بھی یہ کہا تھا کہ اسمبلی کے معاملات کے لئے میراچیمبر حاضر ہے اور جس وقت آپ مرضی آئیں وہاں پر آکر بات کریں اور کل بھی ہم نے کافی وقت ضائع کیا ہے۔ جی، شوکت بسراۓ صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری شوکت محمود بسراۓ (ایڈو وکیٹ): جناب سپیکر! جب یہ بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت ہمارا پنجاب 304۔ ارب 58 کروڑ روپے کا مقرر ہے اور اس میں سے 253 کروڑ روپے انٹرنیشنل مارکیٹ کا اور 15۔ ارب روپیہ ہم نے مرکز کا دینا ہے۔ ان حالات میں ہمارے وزیر خزانہ صاحب بجٹ پیش کرنے گئے اور اس سے پہلے 44۔ ارب روپے کا سپلینمنٹری بجٹ تھا جو سابقہ حکومت نے پیش کیا تھا۔ میں اس میں تین points mention کروں گا۔ 25۔ ارب روپے کی چینی اور گندم خریدی گئی، 2۔ ارب متفرق اخراجات تھے، 2۔ ارب متفرق مکموں کے تھے، ایک ارب 40 کروڑ روپیہ پولیس پر خرچ کیا گیا اور ایک ارب 93 کروڑ روپے صحت پر خرچ کئے گئے۔

جناب سپیکر! صحت کے محکمہ کے حوالے سے اور یہ سب سے دلچسپ بات ہے کہ متفرق 2۔ ارب جن کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے کہ وہ کن پر خرچ کئے گئے، وہ کہاں تھے؟ تو ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے کہ وہ 2۔ ارب کہاں خرچ کئے گئے؟ چونکہ متفرق ڈال دیئے گئے ہیں۔ ڈاکٹر اسد اشرف: پاؤ ایٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ سپلینمنٹری بجٹ ایوان میں پیش ہونا ہے اور اس پر ابھی discussion ہونی ہے اور اس کا بھی نام اور دن مقرر ہوتا ہے تو عمر زمبران سے درخواست ہے کہ بجٹ 09-2008 پر بحث زیادہ کریں نہ کہ سپلینمنٹری بجٹ پر جس کا اپنامنام ہے اور اپنی بحث ہونی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بسراۓ صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراۓ (ایڈو وکیٹ): میرے بھائی شاید follow نہیں کر سکے۔ میں سابقہ حکومت کے سپلینمنٹری بجٹ پر بات کر رہا تھا۔ ابھی میں گزارش کرتا ہوں کہ جس انداز میں ان اپوزیشن والوں جو آج اپوزیشن بخیز پر بیٹھے ہیں، ہمارے ملک کے خزانے کو لوٹا ہے تو میں اس پر صرف ایک گزارش کروں گا کہ پنجاب کے سابق پر دھان منتری صاحب اور اس ق۔ لیگ کے متعلق:

جب راج تمہارا اپنا تھا جب تیرے وارے نیارے تھے
اس وقت تمہارے ہی ہاتھوں مرتے جموروں بچارے تھے
لیدر بننے کی خاطر پرم کے بھائے دھارے تھے
کرتے ذخیرہ اندوڑی تم سمجھروں کے سارے تھے
جب قوم سے اٹھ کر کہتے ہو ہم تو صرف تمہارے تھے
چپ ہی رہو سب دیکھ چکے جو تم نے تیر مارے تھے

جناب سپیکر! میں بحث کے متعلق گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے جو بحث پیش کیا ہے اس میں صحت، تعلیم، صنعت، غربیوں اور کسانوں کے لئے مجموعی طور پر بہت اچھا بحث ہے۔ ہمیں کم وقت ملا اور جو ہمیں حالات میسر ہوئے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ اچھا بحث پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں صرف 2/3 گزارشات کرنا چاہوں گا کہ تعلیم کے حوالے سے بحث سابقہ سے زیادہ رکھا گیا ہے لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ اساتذہ جن کی وجہ سے آج جس کرسی پر آپ تشریف فرمائیں اور جس جگہ پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں، ان اساتذہ کی وجہ سے ہیں جن سے ہم پڑھ کر آئے ہیں۔ ہر تخلیل، ہر ضلع میں ہزاروں ایکڑا راضی پڑی ہے جن کے اوپر قبضہ گروپوں نے قبضہ کیا ہوا ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ اساتذہ جو ہمارے لئے باپ کی چیشت رکھتے ہیں، ان اساتذہ کو مالی بوجھ سے آزاد کیا جائے اور انہیں سرکاری کالونیاں الٹ کی جائیں۔ جناب وزیر خزانہ ان کو سرکاری زمینوں پر سرکاری کالونیاں بنانے کر دی جائیں۔

جناب سپیکر! دوسری گزارش یہ ہے کہ وکلاء کا اس ملک کو بنانے میں اور اب ملک کو بچانے میں بھی بڑا ہم کردار ہے۔ اسی طرح ہمارے علاقوں میں جہاں بھی وکلاء ہیں انہیں بھی وکلاء کالونیاں بنانے کر دی جائیں اور ہر بار کی strength کے مطابق ایک مستقل سالانہ donation کا آغاز کیا جائے یہ discretion نہیں ہوئی چاہئے کہ کس کو کتنے فنڈ ملے ہیں اور کس کو کتنے ملے ہیں؟ اس طرح ہمارے صحافی بھائی جو اپر بیٹھے ہیں، جو ہماری دن رات کو رنج کرتے ہیں، ان کے بغیر شاید ہمارا چلتا ممکن نہ ہو تو ان کے لئے بھی گزارش کروں گا کہ جہاں وکلاء اور اساتذہ کے لئے کالونیاں بنائی جائیں تو صحافی بھائیوں کے لئے جہاں بھی گورنمنٹ کی زمین پڑی ہے ان کو بھی کالونیاں ان کی strength کے مطابق بے شک وہ پانچ مرلہ کی ہوں۔ ہر بنس پورہ لاہور میں ہزاروں ایکڑا راضی پر

قبضہ گروپوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ اگر ہمارے یہ صحافی بھائی، اگر ہمارے اساتذہ کرام اور اپنے وکلاء کو کالونیاں دے دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان پر و فیشنلز کے لئے یہ بہت بڑا احسان ہو گا اور میں وزیر خزانہ صاحب سے توقع کروں گا کہ ان تین حوالوں سے خصوصی طور پر غور ہو گا۔

جناب سپیکر! بحث میں میگا پرائیمیکٹس بڑے شروع کے لئے رکھے گئے ہیں تو بہاول نگر ضلع سے میرا تعلق ہے جو کہ پنجاب کا سب سے پہماندہ ضلع ہے۔ ہمیں ہر دور میں ignore کیا گیا۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اور بہت سارے ہمارے دوست بیٹھے ہیں۔ میں ہاتھ باندھ کر یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ کیا جائے۔ جو فنڈز جو ہمارا حق ہے، وہ ہمیں دیا جائے۔ جو میگا پرائیمیکٹس، ٹھیک ہے بڑے شروع کی اپنی ضروریات ہیں، بڑے شروع کے اپنے مسائل ہیں، ان کی آبادیاں زیادہ ہوں گی لیکن میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمیں خاص طور پر پہماندہ اصلاح کو خصوصی پیکیجز دینے کا اعلان کیا جائے تاکہ ہمارے فنڈز arrange ہو سکیں ورنہ کسی شاعر نے توبت خوب کہا تھا کہ:

ہزاراں مٹکے ویچ گئے ہیں
ہزاراں ساگر پوچ گئے ہیں
اساں جو منگتے ساکوں آکھن
ونڈچ گئے ہیں وندچ گئے ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے میں گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقے کے لئے یہ ضروریات دی جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کا ذکر بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ جس طرح میرے بھائی شفیق صاحب اور بلوچ صاحب نے بھی کماکہ پانی اس وقت پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ہمارے ضلع بہاول نگر کا 1925 کا واحد الاؤنس 3.4 تھا اور آج اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود ہمارا کوئی اور source of income بھی نہیں ہے، کوئی اندھری نہیں ہے، کوئی وہاں پر اور ادارے نہیں گے ہوئے کہ جہاں سے ہم لوگ روزی کما سکیں۔ ہمارا صرف اور صرف source of income agriculture میں بھی اندھری موجود ہے۔ بہاول پور کا واحد الاؤنس 4.4 ہے رحیم یار خان کے محدود صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں تو وہاں 5.4 ہے تو یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ جب وسائل کی منصافت تقسیم نہیں

ہوگی۔ جماں کے بڑے لوگ تھے وہ تو اپنے علاقوں کو تو پانی لے گئے اور ہمارے علاقے کی بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے علاقے کو جو پانی کا proper share تھا، ہمارے علاقے کا زیر زمین پانی بھی کرڑوا ہے۔ وہاں پر ٹیوب ویل وغیرہ کامیاب نہیں ہیں تو میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ واٹر پالیسی کو revise کرتے ہوئے ہمیں کچھ نہیں چاہئے، ہمیں سڑکیں چاہئیں نہ ہسپتال اگر ہمارا کسان جواب مر رہا ہے، ہمارے علاقے کی زمینیں بخوبی ہیں، ہمارے علاقے کے کسان کھیتی باڑی کو بند کر کے بھرت کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ ہمارے وہاں پر جانور پانی نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ میری صرف ایک استدعا ہے کہ ہمیں کچھ نہ دیا جائے میں کبھی اس پلیٹ فارم سے کچھ نہیں مانگوں گا لیکن ہمارے ضلع بہاؤ نگر کے لئے واٹر الاؤنس 3.4 کو revise کرتے ہوئے کم از کم، میں نہیں کہتا کہ ہمیں 6.5 یا 7.5 دے دیں لیکن کم از کم بہاؤ پور جو ہمارا existence ضلع ہے، کے برابر 4.3 تو کر دیں تاکہ کم از کم ہمارے پانی کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے ایک دو گزارشات مزید کرنا چاہتا ہوں۔ بحث میں جناب وزیر خزانہ نے بیواؤں کے لئے ساڑھے بارہ ایکڑ میں پر قرضہ معاف کرنے کا اعلان کیا ہے لیکن اس میں میری یہ گزارش ہے کہ وہ بیوہ ہو یا عام کسان جو ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک ہے اس کے لئے بھی قرضے کی معافی کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے پیچھلی حکومت نے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے صرف پڑھا لکھا پنجاب کا نفرہ لگایا تھا لیکن اس نام پر پیسے لوٹے گئے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ میٹر کیٹک تعلیم کو ہر بچے اور بچی کے لئے لازمی قرار دے دیا جائے اور مفت تعلیم کا اعلان کیا جائے تاکہ ہماری تعلیم کا مسئلہ ہنگامی بندیوں پر حل ہو سکے۔ اسی طرح میں اپنی بہن خواتین جو یہاں اسے میں بیٹھی ہوئی ہیں ان کو percentage میلی ہے اور یہ یہاں ممبرز بنی ہیں یہ میری گزارش ہو گی کہ تمام سرکاری اداروں میں خواتین کی نوکریوں کے لئے باقاعدہ percentage مقرر کر دی جائے تاکہ خواتین بھی جو ہماری آبادی کا 50 فیصد ہیں خواتین کی نمائندگی کر سکیں۔

جناب والا! اب یہ میری آخری گزارش ہے وزیر خزانہ صاحب نے جن حالات میں یہ بحث پیش کیا وہ سب کے سامنے ہے چونکہ میں نے پانی کے حوالے سے بات کی تھی وہی میر آخری پوائنٹ ہے اس کو wind up کروں گا اس کے اوپر ایک شاعر نے خوب کہا ہے کہ:

میں ترسی میری روح ترسی
تھی ہے ہر جائی
میں کوں آکھ نہ پنخ دریائی

ہم پانچ دریاؤں کے مالک ہیں ہماری زمینیں پانی کے لئے ترس رہی ہیں۔ ہمیں تمام باتوں کو چھوڑ کر پانی کا مسئلہ حل کرنا چاہئے اور اگر خدا نخواستہ پانی کا یہ بحر ان جو میں یہ دیکھ رہا ہوں، ہمارے لکھنے والے جو دیکھ رہے ہیں، یہ اسمبلیاں، یہ ایوان، یہ ملک، یہ ادارے اگر آپ کا پانی کا معاملہ خراب ہو گیا تو میں کہتا ہوں ملک برباد ہو جائے گا۔ سب چیزوں کو چھوڑ کر تمام باتوں کو ختم کر کے ہمیں اپنی first intellectuals پانی کے حوالے سے کرنی چاہئے۔ ملک جن حالات سے، جو ہمارے priority بیٹھے ہوئے ہیں، جرئت بیٹھے ہوئے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور ان لیگ والے بیٹھے ہوئے ہیں ان سے جب بھی بات کرتے ہیں تو ماضی کا قصہ چھیر دیتے ہیں۔ ہم ماضی کا قصہ چھیر نے پر مجبور ہیں۔ آٹھ سال اس ملک کے اندر جنگل کا قانون تھا۔ کسی بدن کی عزت محفوظ تھی نہ کسی بیٹی کی عزت محفوظ تھی میساں پر دہشت گردی عام تھی تو مجھے پھر یہ کہنے دیجئے

اج	آکھاں	وارث	شاہ	نوں
کتوں	قبراءں	وچوں	بول	
کتاب	عشق	دا کوئی	اگلا	ورقا پھول
اک	روئی	سی دھی	پنجاب	دی
توں	لکھ	لکھ	مارے	وین
اج	لکھاں	دھیاں	روندیاں	
تینوں	وارث	شاہ	نوں	کہن
اٹھ	دردمندیاں	دے	دردیاں	
اج	تک	اپنا	پنجاب	
اج	بیلے	لاشان	وچھیاں	
لو	دی	بھری	چناب	
اج	سبھے	کیدو	بن	گئے

حسن و عشق دے سب چور
کتھوں لیا یے لبھ کے وارث شاہ جیا کوئی ہو
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اپنے معاملات کو wind up کرتا ہوں میرے جو خصیمیر کی بات تھی، جو
میرے صوبہ پنجاب کی بات تھی وہ میں نے کہہ دی ہے اب جب ہمارے وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریر
کو wind up کریں گے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں نے جو جائز مطالبات صحافیوں کے حوالے
سے، اساتذہ کے حوالے سے، وکلاء کے حوالے سے، پھوکی تعلیم کے حوالے سے اور خاص طور پر
پانی کے حوالے سے کہے ہیں ان پر ضرور نوٹ لیں گے۔ میں اس شعر کے ساتھ اجازت لوں گا۔

میرے خصیمیر کو عادت ہے صاف گوئی کی
میں چاہتا نہیں اپنے اندر کوئی صدا رکھنا
میرے لبو میں بغاوت نہیں محبت ہے
میرے چسٹن میں فضا امن کی سدا رکھنا
جو سچ تھا ہم نے زبان سے اگل دیا شہباز
چھپا کر ہم نے کوئی راز نہیں رکھنا

جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا بہت بہت شکریہ۔

جناب احسن رضا خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، احسن رضا خاں!

جناب احسن رضا خاں: جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے کہا کہ پاکستان ہم نے بنایا تھا تو میں یہاں پر
یہ باور کرا دوں کہ پاکستان کو مزدوروں نے بنایا تھا، پاکستان کو کسانوں نے بنایا تھا، صرف وکلاء نے
نہیں بنایا تھا اس کو پاکستان مسلم لیگ اور پوری قوم نے بنایا تھا۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں میری بات سنیں! معزز ممبر نے اپنی بات کی ہے۔ اسمبلی میں معزز
ممبر کی بات پر پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر اس کی بات پر بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اب
میں سعیداً کبر نوافی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

جناب سید اکبر خان: بسم اللہ الرحمن الرحيم ۵ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا تھا دل سے مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے ایک نہایت اہمیت کی حامل بحث کی۔ بحث پر اپنی گزارشات کرنے کا موقع بخت۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے کیونکہ جموروی نظام میں جو بہت زیادہ خوبصورتی ہے وہ حکومتی خپز اور اپوزیشن خپز کا برابر چلتا ہے۔ مجھے آج اس House میں ان کو نہ دیکھتے ہوئے اور ان کی موجودگی یہاں پر نہ ہوتے ہوئے افسوس ہے۔ ان کا اس House میں ہونا بہت ضروری ہے اور اس لئے بھی ضروری ہے کہ انہوں نے اس حکومت کی کارکردگی کو چیک کرنا ہے، حکومت کی کارکردگی کو correct کرنا ہے اور اس لئے ان پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے لہذا وہ House میں میٹھ کر تشریف لائیں اور contribute کریں۔ ان کے جو بھی خدشات ہیں وہ اس House میں بیٹھ کر ہر قسم کی بات کر سکتے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ سال میں ایک ہی بحث ہے وہ بحث کی ہے جس میں کوئی بھی ممبر ہر قسم کی بات کر سکتا ہے۔ میں اس جھگڑے میں نہیں جانا چاہتا کہ کس پر ذمہ داری آتی ہے اس کو مد نظر نہ رکھتے ہوئے میں ان کو یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کا اس House میں بیٹھنا اور یہاں بیٹھ کر حکومت پر تقید کرنا اور حکومت کو watch کرنا یہ ان پر بہت بڑی ذمہ داری ہے انہیں اپنی ذمہ داری نہ جانی چاہئے۔ میں حکومت سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ ماضی کو مد نظر نہ رکھتے ہوئے جو بھی ان کے خدشات اور مطالبات ہیں جن کو وہ جائز سمجھتے ہیں ان کو پورا کر کے انہیں اس House میں لایا جائے۔ اس کے بعد ایک رواج ہے کہ وزیر خزانہ کو مبارکبادی جاتی ہے اور قائد ایوان کو بھی مبارکبادی جاتی ہے میں اس روایت سے ہٹ کر انہیں اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں کہ عرصہ دراز ہو گیا ہے میں نے یہاں بحث کی تقریریں بھی سُنی ہیں اور بحث کی books کو بھی پڑھا ہے لیکن یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ اگر کوئی آدمی اس بحث تقریر کو غور سے پڑھ لے تو یہ تقریر پورے بحث کو explain کرتی ہے اور اسے عام فہم بنا دیا گیا ہے۔ جو آدمی بحث کی بڑی بڑی کتابوں کو نہیں سمجھ سکتا اگر وہ بحث تقریر کو ہی پڑھ لے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسے پورے بحث کی سمجھ آجائے گی اور اس میں موجود ہر ڈیپارٹمنٹ کی بھی سمجھ آجائے گی۔ لہذا میں ان کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بحث تقریر میں پورا خلاصہ پیش کر کے عام آدمی کے لئے بحث کو عام فہم کر دیا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہم نے بحث پر عام بحث کے لئے جو دن رکھے ہیں اور جیسے آج کے لئے چینیں موصول ہوئی ہیں اس حساب سے ہم نے لست بنائی ہے

لہذا مر بانی فرم اکر ہمیں اس لست کے مطابق چلنے دیں ورنہ آپ کے لئے بھی مشکلہ ہو گا اور میرے لئے بھی۔ بہت شکریہ۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرے پاس اس ایوان میں بجٹ تقریر کرنے کے لئے دورانی تھے یا تو میں ان بجٹ کی کتابوں کو دیکھ کر جمع تقریب پیش کرتا جو ہم بڑے عرصے سے دیکھتے بھی آئے ہیں اور خود بھی ان پر بات کرتے آئے ہیں۔ ہر بر سر اقتدار حکومت کو شش کرتی ہے کہ وہ بہتر بجٹ پیش کرے اور اس کی افادیت عموم کے لئے ہو لیکن ہم نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ سال کے اختتام پر عام آدمی کے یہ تاثرات ہوتے ہیں کہ اس سے پچھلا سال بہتر تھا۔ لہذا آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس بات پر غور کریں کہ ہم جو بجٹ بنارہے ہیں اس سے عام آدمی کو فائدہ ہو۔ میری تجویز ہے کہ اس پر بجٹ یا پالیسی میں جو عام آدمی کے فائدہ کے لئے سوچتے ہیں اس پر سختی سے عملدرآمد کرائیں گے تب ہی اس بجٹ سے صوبے، ملک اور عام آدمی کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! جیسے وزیر اعلیٰ پنجاب میں بہتر management کی صلاحیت ہے میں توقع

رکھتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ انہوں نے جیسے اپنی پوری انتظامی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اس صوبے کا بجٹ پیش کیا ہے اسی طرح اس صوبے کی عموم کی بہتری کے لئے اس پر عملدرآمد کروا کر عام اور غریب آدمی کے لئے فائدہ مند بنائیں گے۔ میں 1975-76 کا بجٹ پڑھ رہا تھا اس بجٹ اور آج کے بجٹ میں thousand times کا فرق ہے لیکن اگر آپ اس وقت کے کسی آدمی سے پوچھیں تو وہ اس وقت کو بہتر کرتا ہے اور آج کے وقت کو condemn کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عملدرآمد، نیک نیتی اور دیانتداری کا فتقہ ان ہے جس وجہ سے عام آدمی پر یشان ہے۔ اب ہمیں تھنک ٹینک بنانے پڑیں گے ان intellectuals اور ان ماہرین کو اکٹھے بٹھا کر ان کی رائے لے کر ان تمام خرابیوں کو دور کریں۔ ہمارے ملک اور صوبے کو رشتہ کی لعنت نے بالکل کھوکھلا کر دیا ہے، جس خواہش سے اس ہاؤس میں بجٹ پیش ہوتا ہے یا جس خواہش سے پالیسیاں بنتی ہیں ان کو اس ناسور نے فیل کر کے رکھ دیا ہے اور اس کی افادیت صفر ہو کر رہ گئی ہے لہذا ہمیں اس پر بھی سوچ بچار کرنا ہو گی۔ اگر ہم ان خرابیوں کو دور نہیں کر سکتے تو بے شک ہم ہزار بہترین بجٹ پیش کریں لیکن عام اور غریب آدمی کو اس بجٹ کی افادیت سے بہرہ در نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ پوری دنیا میں جتنے بھی نظام آزمائے گئے ہیں ان کے بارے میں متفقہ رائے ہے کہ ان میں سب سے بہتر نظام جمہوریت ہے۔ ابھی جیسے میرے دوست

احمد خان بلوچ نے فرمایا ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ہمارے صوبے کے آٹھ کروڑ عوام ہماری طرف نظر میں اٹھائے بیٹھے ہیں اور ہماری ہربات کو دیکھ رہے ہیں۔ پورے پاکستان کی سولہ کروڑ عوام ہمیں دیکھ رہی ہے۔ یہ اس صوبے اور ملک کا سب سے بڑا ہاؤس ہے اس لئے ہماری ہربات بغیر دیکھنے نہیں جاتی ہم پر لازم ہے کہ ہم جو بھی بات کریں وہ اس نظریے سے کریں کہ ہماری بات سنی اور دیکھی جائی ہے اور وہ فور سز بھی دیکھ رہی ہیں جو اس کے درپے ہیں کہ اس نظام کو کس طرح wind up کیا جائے اور اس نظام کو کس طریقے سے ناکام کر کے ان ایوانوں میں بیٹھنے والوں پر ثابت کیا جائے کہ یہ نااہل ہیں۔ یہ بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم نے جماں اس نظام کو بہتر کرنا ہے وہاں ہم نے اپنے conduct کو بھی بہتر پیش کرنا ہے تاکہ وہ فور سز جو اس کے درپے ہیں کہ اس نظام کو wind up کرنا ہے، ہم نے ان پر یہ ثابت کرنا ہے کہ آپ نے جتنا عرصہ حکومت کی ہے اس ملک کو تباہ کیا ہے، آپ نے اس ملک کو خراب کیا ہے، آپ نے اس ملک کی عوام کا استھصال کیا ہے۔ یہ تب ہی ہو گا جب ہماری کارکردگی، گفتار اور ہر طریقہ کار بہتر ہو گا۔

جانب سپیکر! اس ایوان میں بیٹھے تمام دوست جانتے ہیں کہ یہ ملک خیر سے چنانچہ کی وادیوں تک تھا لیکن آج یہ مغربی پاکستان ہے۔ اس کی assessment کریں کہ جب یہ ملک ٹوٹا کیا اس وقت کوئی سیاسی لیڈر بر سر اقتدار تھا یا کوئی فوجی بر سر اقتدار تھا تو آپ کو یہ رزلٹ مل جائے گا کہ اس ملک میں جب بھی کوئی خرابی آئی ہے وہ اس وقت آئی ہے جب کوئی فوجی بر سر اقتدار ہوتا ہے۔ سیاسی آدمی جتنا بھی نااہل ہواں میں گفت و شنید کی سکت ہوتی ہے وہ بات چیت کے ذریعے مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہے لیکن ان کے opponents میں یہ سکت نہیں ہوتی اس وجہ سے یہ ملک ٹوٹا آج اس لحاظ سے بھی ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ہم نے اس ملک کی بیانی خاطر اپنی خواہشات کو مد نظر نہیں رکھنا۔ اس وقت ملک میں جموروی نظام کی ایک بہت بڑی ideal situation ہے اور اس ملک کی دو بڑی پارٹیاں اتحادی ہیں۔ جب ہم ہاؤس سے باہر جاتے ہیں تو ہر آدمی ہم سے پوچھتا ہے کہ کیا بنے گا، یہ اتحاد کب ختم ہو گا؟ میں تمام لیڈر صاحبان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جو لوگ اس نظام کو ختم کرنا چاہتے ہیں وہ اس اتحاد کو بھی ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ اتحاد ختم نہیں ہو گا۔ اس اتحاد کے ختم ہونے سے اس صوبے، اس ملک کو ایسا نقصان ہو گا کہ شاید آئندہ ہم اس کا کوئی مداونہ کر سکیں۔ آپ بھی جانتے ہیں اور یہ پورا ہاؤس بھی جانتا ہے کہ اس میں کافی زیادہ problems ہیں۔ میں دونوں leaderships کو

دیتا ہوں کہ وہ بہت حوصلے سے، اپنی خواہشات اور مطالبات کو رد کرتے ہوئے اس اتحاد کو چلا رہے ہیں، اس ملک کو چلا رہے ہیں۔ میں اس کے لئے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! کل کی بات ہے کہ تمام اختلافات کے باوجود انھوں نے اعلان کیا ہے کہ ہم اس اتحاد کو برقرار رکھیں گے اور اس حکومت کو چلانیں گے۔ اس اتحاد سے صرف یہ حکومت نہیں چل رہی بلکہ پورے ملک کا نظام چل رہا ہے۔ 16 کروڑ عوام کی خواہش کے مطابق یہ اتحاد چل رہا ہے تاکہ یہ ملک آگے بڑھ سکے۔

جناب سپیکر! اگر میں آج اپنی بجٹ تقریر میں عدیلیہ کی بحالی کی بات نہ کروں تو یہ نامناسب ہو گا۔ پنجاب اس حوالے سے سب سے زیاد effect ہوتا ہے۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے، یہ کسی ایک فرد کی بات نہیں ہے۔ یہ ایک غریب آدمی کی بات ہے جسے اگر کوئی بھی طاقت و رآدمی خواہ وہ میں ہوں یا آپ ہوں دبنا چھتا ہے تو اسے جب کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا تو عدالت نظر آتی ہے۔ اگر عدیلیہ آزاد ہو گی تو ایک غریب آدمی کو بھی انصاف مل سکے گا۔ عدیلیہ کوئی درخت نہیں ہے۔ عدیلیہ میں بیٹھنے والے بھوں کا نام عدیلیہ ہے۔ اگر ان کا معیار اور ان کی سوچ اعلیٰ ترین ہو گی، وہ کسی دباؤ میں آنے والے نہیں ہوں گے تو پھر وہ اس ملک میں جمورویت کو تقویت دیں گے اور عام آدمی کو بھی تحفظ فراہم کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی بقا عدیلیہ پر منحصر ہے۔ جس طرح حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے کہ "معاشرہ کفر کی بنیاد پر تو چل سکتا ہے۔ نا انصافی کی بنیاد پر نہیں چل سکتا۔" اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر عام آدمی کو تحفظ حاصل ہو گا، آئین و قانون اس کو تحفظ دے گا تو وہ خوش حال ہو گا۔ آئین کا تحفظ اور اس کی تشریح عدیلیہ کا کام ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر وہ آئین کو نظریہ ضرورت کے تحت کرتے رہے تو کیا یہ نظام مضبوط ہو سکے گا، کیا یہ ملک مستحکم ہو گا؟ نہیں ہو گا۔ آپ پچھلے ساٹھ سال کی پوری تاریخ کو دیکھ لیں۔ کس وجہ سے اس ملک پر یلغار ہوتی رہی، اس کو تحفظ کون دیتا رہا، کس وجہ سے یہ سارا نظام تباہ ہوا اور ملک دولخت ہوا؟ آپ اگر ایک عام آدمی جو کہ دیہاتوں میں رہتا ہے، ہل چلاتا ہے اس سے بھی پوچھیں گے تو وہ بھی یہی کہے گا جس کا میں ذکر کر چکا ہوں۔

جناب سپیکر! کوئی معاشرہ دو چیزوں کے بغیر survive نہیں کر سکتا۔ ایک تعلیم اور دوسری صحت اگر یہ دونوں چیزوں کسی بھی ملک یا صوبے میں بہتر ہوں گی تو وہ صوبہ اور ملک ترقی کی راہ پر گامز نہ ہو گا۔ اگر لوگوں کو صحت کے بہتر موقعے میسر ہوں گے، تعلیم کے بہتر موقعے میسر ہوں

گے تو وہ پورا معاشرہ بہتر طور پر survive کرے گا۔ اس ملک اور صوبے کے لوگ اپنے ملک کے معاملات میں بہتر طور پر contribute کر سکیں گے۔ پھر ان کی contribution سے صوبہ بھی ترقی کرے گا اور ملک بھی ترقی کرے گا۔ ہمارے ہاں سرکاری ہسپتالوں کا جو حال ہے اس کو ہم سب نے مل کر بہتر کرنا ہے۔ تعلیم کو عام کرنا ہے تاکہ عام آدمی تک تعلیم پہنچے۔ اس وقت تعلیمی نظام میں ایک بہت بڑی تغیریت پائی جاتی ہے۔ اس تغیریت کو کسی طریقے سے ختم کرنا ہو گا۔ جو بچہ بھکر سے میٹر کر رہا ہے وہ اپنی سن سے میٹر کرنے والے کے برابر نہیں آ سکتا جبکہ ہمارا پر merit ان دونوں کے لئے برابر ہے۔ یہ بنیادی تغیریت ہے اور تک جاتی ہے، ہمارے لوگ پہنچھے رہ جاتے ہیں اور یہ لوگ آگے آ جاتے ہیں۔ یہ آگے ضرور جائیں لیکن ہمارے علاقوں کا بھی بندوبست ہونا چاہیے۔ ٹانٹ پر بیٹھ کر آنے والے بچوں کے معیار اور ان کے معیار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اسی معیار کو دیکھتے ہوئے merit بنایا جائے تاکہ تمام علاقوں کے بچے برابر حصہ لے سکیں۔

جناب سپیکر! جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا کہ ہم کمپیوٹر کی تعلیم کو عام کر رہے ہیں۔ آج پوری دنیا ایک electronic system میں involve ہو گئی ہے اگر ہم بھی اپنے بچوں کو اس میں involve نہیں کریں گے، اس کا knowledge نہیں دیں گے تو پھر واقعی وہ بچے آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر سکول کے لئے کمپیوٹر کی تعلیم کو لازم قرار دیا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر اس ملک کو بچانا ہے، اگر اس ملک کو قائم رکھنا ہے تو اس شعبے کی طرف بہت زیادہ توجہ دینا ہو گی۔ world کے intellectuals یا تحقیق کرنے والے حضرات ان خدشات کا اظہار کر رہے ہیں کہ اگر اسی طرح یہ آبادی بڑھتی رہی تو قحط پڑنے کا خدشہ ہے۔ اس قحط اور پورے ملک میں پائے جانے والی un-rest سے زراعت میں ترقی کر کے ہی بچا جاسکتا ہے۔ اگر زراعت کے شعبہ کی طرف پوری توجہ دی جائے، استحکام دیا جائے تو انشاء اللہ یہ ملک کبھی بھی اس نجتک نہیں پہنچے گا جس کے خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ زراعت پیشہ افراد کے لئے بچھلا پورا سال بہت بھاری تھا۔ گندم کی پیدوار بہت کم ہوئی ہے۔ گنے کی پیدوار بہت بہتر تھی لیکن پچھلے سال گنے کے کاشت کار کا جو حشر ہوا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ ڈیڑھ میں تاخیر سے شوگر ملیں چلائی گئیں۔ شوگر ملیں ڈیڑھ میں تاخیر سے چلنے کی وجہ سے گنے کی فصل تباہ ہو گئی کیونکہ وہ بروقت ملوں تک نہیں پہنچ سکی۔ اس کے بعد بارش نہ

ہوئی اور سردی اتنے غضب کی پڑی کہ گنے کی فصل تباہ ہو گئی اور جو گناہوں نے ملوں میں دیا آج تک ان کو اس کے پیسے جوان کا اپنا پیسا ہے نہیں ملا۔

جناب سپیکر! یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے کہ جو بھی کوئی چیز بیچتا ہے اس کو اسی وقت اس کے پیسے یا اس کی رقم مل جاتی ہے یہ واحد زیندار کاطبی ہے جو اس بات پر بھی راضی ہے کہ میری فصل لے لی جائے آپ جب مرضی آئے پیسے دیں۔ شوگر مل مالکان اپنی مرضی سے ان کو پیسے دے رہے ہیں۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے یہ پھلا سال ہے کہ لوگوں کی گنے کی فصل نجگی ہے۔ لوگوں کی بیس بیس، پچاس پچاس ایکڑ گنے کی فصل نجگی ہے اور وہ تباہ ہو گئی ہے۔

جناب والا! میری آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ استدعا ہے کہ جن لوگوں کی رقم ابھی تک وصول نہیں ہوئی وہ وصول کروائی جائے اور آئندہ اس سلسلے میں کوئی پالیسی وضع کی جائے اور اس پالیسی کے تحت جس طرح پچھلے سالوں میں ہوتا تھا ایک تاریخ مفتر کی جائے اور پھر اس پر مل مالکان کو پابند کیا جائے تاکہ زیندار تباہ نہ ہوں۔ یہ کاشت کار جن کی آبادی 70 سے 75 فیصد ہے اور یہ آبادی زراعت پر dependent ہے ان کا خیال رکھا جائے۔ اگر جن اتنی بڑی آبادی متأثر ہوئی تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اس کے صوبے پر اور ملک پر کیا اثرات ہوں گے؟ اس سے ہر آدمی متأثر ہو گا، محسوس کرے گا اور محسوس بھی کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے اس سلسلے میں ایک تحریک التوائے کا رہی پیش کی ہوئی ہے کہ پچھلے سال ہمارے ضلع میں پہلے بار شیش نہیں ہوئیں چونکہ ہمارے ضلع کا اکثر علاقہ بارانی ہے جس کی وجہ سے ہماری فصلیں بہت کمزور تھیں جب کٹائی کا وقت آیا تو اس وقت بار شیش ہو گئیں جس کی وجہ سے جتنی بھی بچی کھجی فصل تھی وہ بھی تباہ ہو گئی اس لئے میری گورنمنٹ سے یہ استدعا ہے کہ ہمارے علاقے کو آفت زدہ قرار دیا جائے تاکہ لوگوں کے اوپر جو قرضوں کے بوجھ ہیں اس کو ایک سال کے لئے defer کیا جائے۔ ان لوگوں کے اندر اس بات کی سکت ہی نہیں ہے کہ وہ یہ قرضے ادا کر سکیں اس لئے میری یہ بھی گزارش ہو گئی کہ اس پر عملدرآمد ضرور کیا جائے۔ آپ نے مربانی کی ہے اس لئے میں آپ کو لکھنٹی بجائے تک نہیں جانے دوں گا۔ میں دو تین باتیں کر کے اپنی تقریر ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر! اس ملک میں اور اس صوبے میں اگر میں یہ بات نہ کروں تو نا انصافی ہو گئی کہ میڈیا کی بہت بڑی contribution ہے۔ چاہے وہ electronic media ہو، چاہے print media ہو انہوں نے لوگوں کو شعور دیا ہے۔ جماں سیاسی پارٹیوں نے سیاسی لوگوں نے عوام کو سیاسی

شعور دیا ہے اس میں media کا بھی بھرپور role ہے۔ انہوں نے ملکی مسائل اور وسائل کے بارے میں پوری طرح عوام کو آگاہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں میری media والوں سے بھی ایک گزارش ہے کہ کوئی بھی incident ہو جاتا ہے جیسے bomb blast ہے۔ جس وقت وہ blast ہوتا ہے جو میں گھنٹے تک اسی خبر کو بار بار چلا جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے لوگوں کے ذہن پر اور خصوصاً بچوں کے ذہن پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ بے شک ان کو گھنٹہ آدھ گھنٹہ کے لئے information ہے۔ نوجوانوں کو اور بچوں کو اس سے بچایا جائے تاکہ وہ نفسیاتی مریض نہ بنیں۔ آخر میں آپ کا مشکور اور شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم بحث میں بات کرنے کا موقع عطا فرمایا کہ میں اپنی گزارشات کر سکوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ملک محمد آصف بجاہ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سردار اطہر حسن خان گورچانی!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! میں آپ سے بلوچی میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

آوازیں: اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اجازت ہے آپ بات کریں لیکن یہ میں آپ کو پہلے بتا دوں کہ اس کی پھر reporting نہیں ہو سکے گی۔ ہمارے پاس بلوچی کے لئے رپورٹ موجود نہیں ہیں۔ آپ صرف تغیری کر سکتے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: بسم اللہ ار حمل الرحمٰن الرحيم۔

(اس مرحلے پر معزز رکن نے بلوچی زبان میں تقریر شروع کی)

آوازیں: سمجھ نہیں آ رہی۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: میرے خیال میں میں اردو میں بات کر لیتا ہوں دوست ناراض ہو رہے ہیں۔

جناب احمد خان بلوج: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: پواہنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ سردار صاحب جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا ترجمہ یا تو آپ کریں یا وہ خود کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ اپنی بات کس کو سنارے ہے ہیں کیونکہ کافر صاحب ان کی تقریر نوٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی میڈیا والوں کو سمجھ آرہی ہے اور نہ ہی ہاؤس کے ممبر ان کو سمجھ آرہی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان سے کہیں کہ وہ اردو میں تقریر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب وہ اردو میں تقریر کرنے لگے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! راجن پور، ڈی جی خان میں بھی پنجاب کا ایسا علاقہ ہے جہاں پر tribal area ہے اور یہ واحد علاقہ ہے جہاں پر پنجاب کا قانون لاگونیں ہے بلکہ دوسرے علاقوں سے مختلف قانون ہے۔ یہاں پولیس بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتی۔ یہاں کی پولیس بھی الگ ہے جس کو بارڈر ملٹری پولیس کہا جاتا ہے۔ یہاں پر tribal area کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک ڈی جی خان ڈسٹرکٹ میں آتا ہے دوسرا راجن پور میں آتا ہے۔ جو ڈی جی خان کا tribal area ہے وہ بہتر ہے وہاں پر سڑکیں ہیں، بجلی ہے، ہسپتال ہیں، سکول ہے زندگی کی وہ تمام سولیات جس کا ہم خواب دیکھ سکتے ہیں وہاں پر موجود ہیں۔ اس بجٹ میں 3۔ ارب روپے ڈی جی خان اور راجن پور کے tribal area کے لئے رکھا گیا ہے لیکن اس کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں راجن پور کے tribal area کے لئے بھی بہت کچھ دیا جائے۔ یہ جو 3۔ ارب روپے کی رقم ہے اس میں سے ہمیں راجن پور کے لئے دیا جائے کیونکہ راجن پور کے tribal area میں ایک سڑک بھی نہیں ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی ہسپتال ہے نہ سکول ہے اور نہ ہی کوئی water supply ہے۔ وہاں کی آبادی بذریعہ آس پاس کے علاقوں میں shift ہوتی جا رہی ہے جہاں پر تھوڑی بہت سولیات میسر ہیں۔ لوگ اپنی زینتیں اور ملکیت بھی چھوڑ کر نیچے آنے کے لئے مجبور ہیں۔ ہمارے ساتھ ظلم ہے۔

جناب والا! نصر اللہ دریشک اور اس کا بیٹا یہاں پر وزیر بھی رہے ہیں سابق tenure میں وہ وزیر خزانہ بھی رہے ہیں لیکن ہمارے اس علاقے میں ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ دولاٹھ روپے ہر سال یونین کو نسل سے ان کو ملتے تھے۔ ایک سو بیچاں کلو میٹر کی یونین کو نسل ہے اور اس کو اگر آپ پورے سال میں دولاٹھ روپے دیں گے تو پھر کیا ہو گا؟

دوسری بات جو issue میں بہاں پر لانا چاہتا تھا کہ ڈی جی خان کا tribal area تھیں تھیں کا درجہ رکھتا ہے کیونکہ وہاں کا قانون الگ ہے وہاں کے revenue بھی اور طریقے سے اکھٹے کئے جاتے ہیں سب کچھ الگ ہے۔ راجن پور کے tribal area کو تحصیل کا درجہ نہیں دیا گیا۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ راجن پور کے tribal area کو تحصیل کا درجہ دیا جائے اور اس کو بھی ڈی جی خان کے برابر لایا جائے۔ اس کے علاوہ میری یہ بھی گزارش ہے کہ وہاں پر جو بارڈ ملٹری پولیس کملاتی ہے اس کے فنڈز بالکل محدود ہیں۔ ظلم خدا کا کہ جو آج سے پچاس سال تک سال پہلے فنڈز دیے جاتے تھے آج بھی وہی فنڈز دیے جا رہے ہیں۔ ان کے پاس نام کی گاڑی بھی نہیں ہے گھوڑا الاؤنس آج بھی دیا جاتا ہے یہ ظلم ہے ہمارے اوپر، 25 روپے میں گھوڑا الاؤنس ہے۔ force کماں جائے گی، کس سے پوچھنے گی، جرام کو کیسے کنڑوں کرے گی؟ پولیس کے ٹھکنے کو کروڑوں روپے فنڈز دیے جاتے ہیں وہاں پر صرف چند لاکھ روپے B.N.P کے لئے مختص کے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ڈسٹرکٹ ڈی جی خان میں وہی کام کر رہی ہے اس کے لئے کروڑوں روپے رکھے جاتے ہیں۔ میں نام نہیں لینا چاہوں گا آخر وہاں پر بھی کوئی نمائندے ہیں جو اپنے ڈسٹرکٹ کی ترقی کے لئے کام کرتے رہے ہیں میں نہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے tribal area force کے لئے فنڈز رکھے ہیں۔ ہمارے اوپر کسی چیز کا ظلم کیا جا رہا ہے؟ میں پھر کہوں گا کہ اس 3-Arbitrage کو major share tribal area کو راجن پور کے لئے دیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ tribal area کا ہید کوارٹر تحصیل رو جھان میں ہے۔ tribal area کا بڑا حصہ ہے جو فورٹ منزو سے شروع ہوتا ہے اس کو اپنا شاختی کارڈ وغیرہ وصول کرنے کے لئے تحصیل رو جھان تک 125 کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔ جس طرح فورٹ منزو کو ہید کوارٹ قرار دیا گیا ہے اسی طرح مریانی کر کے ماڑی ہل سٹیشن کو tribal area کا ہید کوارٹ قرار دیا جائے یا یونین کو نسل کے دفتر کو ہید کوارٹ declare کر کے روئیوں کے مسائل یا شاختی کارڈ وغیرہ انہیں وہاں سے collect کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! تیسرا request یہ ہے کہ پنجاب میں C.S.S کا کوئی کوئی کوئی نہیں ہے جبکہ سندھ میں ہر ڈسٹرکٹ کا کوئی نہیں ہے۔ جہاں پر پیماندگی ہے یا زیادہ اچھے طریقے سے طباہ میراث پر نہیں آ سکتے تو وہ اپنے ڈسٹرکٹ کو compete کرتے ہیں جبکہ یہیں بھیں آ کرنا پڑتا ہے۔ جیسے چاچا سعید اکبر نوافی صاحب نے کہا ہے ہمارے علاقے میں بھی تعلیم کے مسائل

ہیں۔ سید ھی سی بات ہے ہمارے علاقے کے لوگ لاہور کے لوگوں کو compete نہیں کر سکتے۔ ہمارے پورے ضلع میں 130/125 سکول ہیں۔ یہاں پر اپنی سن کالج ہے اور بہت سارے گرادر سکول ہیں۔ اس مسئلے میں ہمارا علاقہ بہت پیچھے ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر موجود نہیں ہیں میں ان سے بھی request کروں گا اور اس ہاؤس سے بھی request کروں گا کہ ہر ڈسٹرکٹ کا C.S.S. میں کوٹا ہونا چاہئے، میڈیکل کالج میں ہر ڈسٹرکٹ کا الگ کوٹا ہونا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگ ایک دوسرے کو compete کر کے اپنی مخصوص سیٹوں پر آئیں انہیں پورے پنجاب سے compete نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر! ایک اور گزارش یہ ہے کہ اگر ہمارے لوگ راجن پور سے یہاں کے لئے travel کرتے ہیں تو بس میں انہیں پورا دن travel کرنا پڑتا ہے۔ اگر پتواری نے غلط گرد اوری دے دی ہے تو اسے بورڈ آف ریونیو میں آنے کے لئے پورا دن travel کرنا پڑتا ہے۔ میربانی کر کے چھوٹے یونٹ بنائیں۔ ملتان ہیڈ کوارٹر ہے بڑا ضلع ہے، وہاں پر R.P.O. صاحب بھی بیٹھے ہیں لیکن R.P.O. کے پاس G.O. ایک صاحب کی پولیس میں وہ powers نہیں ہیں جو سندھ میں ہیں۔ سندھ کے R.P.O. کے پاس 4/5 آکے 5/4 گھنٹے میں اپنا کام کرائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے ریونیو کے مسائل بھی ملتان میں حل کئے جائیں۔ وہاں پر منسٹر یا کوئی اور بندہ بھائیں جو عوام کے مسائل حل کر سکے۔ لوگوں پر اتنا زیادہ pressure ہے ان کی ماہنہ آمدنی 4/3 ہزار ہے۔ یہاں آنے جانے پر ان کا ہفتے کا سارا خرچہ لگ جاتا ہے۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اجازت چاہوں گا اور اگر کوئی دوست ناراض ہے کہ میں نے بلوجی میں بات کی ہے تو میں اس سے معذرت خواہ ہوں۔

محترمہ عظمی از اہد بخاری: پاؤنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظیمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلوانا چاہتی ہوں کہ آج سے کچھ دن پہلے ایک مذہبی چینل Q.T.V پر ڈاکٹر اسرار نے حضرت علی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور کچھ ایسے الفاظ اور کلمات استعمال کئے ہیں جس سے ایک فرقے کی دل آزاری ہوتی ہے اور اس کے خلاف protest کیا جانا چاہئے جو ہمارے صوبے اور ملک کے اندر مذہبی منافرت پھیلانے کا سبب بن سکتے ہیں اور اس سے حالات خراب ہو سکتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ sectarian کے اوپر ہم اس کی ایک لمبی سزا بھگت رہے ہیں۔ don't know اکیساں مذہبی امور کے منظر بیٹھے ہیں یا نہیں، اس کو check کیا جانا چاہئے کہ چینل کے اوپر ایسی مذہبی گفتگو نہ ہو جس سے کسی فرقے کی دل آزاری ہو تو میں اس کے اوپر چاہتی ہوں کہ آپ direction فرمادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جس چینل کے اوپر یہ پروگرام چلا تھا اس نے بھی معذرت کی ہے اور وہ پروگرام بھی بند کر دیا ہے۔ پھر اسی طرح ریگولیٹری اتحارثی بھی اس کو دیکھ کر مناسب کارروائی کر رہی ہے اور اس ایوان کے اندر ہم سمجھتے ہیں کہ کسی ملک کے جذبات کو ٹھیک نہ پہنچائیں۔ جو اس ایوان کے بس میں ہو گا وہ انشاء اللہ تعالیٰ کرے گا تو اب میں ملک تنوری اسلام صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث کے اوپر بحث فرمائیں۔

ملک تنوری اسلام: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب سپیکر! شنکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا اور انشاء اللہ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ بحث کسی بھی حکومت کی ترجیحات کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اس سے پتا لگتا ہے کہ اگلے ایک سال میں حکومت اپنے صوبے کی عوام کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کرنا چاہتی ہے اور اپنے صوبے کی administration میں کس طرح efficiency لانا چاہتی ہے۔ جب ہم اس بحث کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ انتہائی مشکل ترین حالات میں ایک ایسا بحث بنانے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ نہ صرف ایک متوازن بلکہ میں اسے ایک عوام دوست بحث بھی کہوں گا اس لئے میں اپنی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنور اشرف کا رہ کوان کی ان کاؤشوں پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس سال کے بحث میں پنجاب کا سب سے بڑا Annual Development Programme پیش کیا گیا ہے جس کا جم 160۔ ارب ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اقدام بھی قابل تعریف ہے اور اس 160۔ ارب کا فائدہ ہمیں اس وقت ہو گا، آج کی تقریر میں میر ابیداری focus ہی یہ ہو گا کہ 160۔ ارب روپے ایک اتنا بڑا پیسار کھا

گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کی check monitoring, implementation and balance کے لئے بھی کوئی ایسا سسٹم وضع کیا جائے تاکہ یہ پیسا حقیقت میں پنجاب کے عوام کی بہتری کے لئے استعمال ہو سکے کیونکہ ماضی کی روایات ہمیں بتاتی ہیں کہ بہت سارے bureaucratic hurdles کی وجہ سے اور بہت سارے اور inefficiency کی وجہ سے اور کلر کمار misuse of funds and properties کی بات کر رہا ہوں۔ کلر کمار سے نورپور مقام پر کوئی آٹھ، نوسفت کا نکڑا انتنائی بری situation میں ہے۔ وہاں کی وجہ سے اور جب بارش ہوتی ہے تو وہاں گھنٹوں ٹرینک بلاک ہو جاتی ہے کیونکہ وہاں اتنے گڑھے بن چکے ہیں۔ ڈیپارٹمنٹ کی efficiency یہ ہے کہ میں کے میں میں ایک بنائی سڑک پر 500 فٹ پہلے اور 500 فٹ باہر دھڑک دالی جا رہی ہے اور اس کو re-servicing کا نام دیا جا رہا ہے اور جو نکڑا actually ہے جس پر میں سمجھتا ہوں کہ اتنا پیسا بھی نہیں گلنا، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی اور جب بھی میں اس کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کرتا ہوں تو مجھے بتایا جاتا ہے کہ وہ estimate ہو رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا سلسلہ ہوتا ہے؟ مجھے اتنا پتا ہے کہ ہر سال میں ڈیپارٹمنٹ کا ایک پروگرام شروع ہوتا ہے اور 30 جون کو ختم ہو جاتا ہے اور میرے خیال میں جو پیسا بچا ہوتا ہے جسے کسی اور اچھی جگہ پر لگایا جاسکتا ہے وہ پیسا دھڑک دھڑکاں کے اوپر لگایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے نزدیک صوبہ پنجاب کا اور پاکستان کا فی الحال موجودہ حالات میں جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کی فراہمی اور روزگار ہے۔ جس معاشرہ میں انصاف نہیں ہوتا وہ معاشرہ بھی ترقی نہیں کر سکتا اور جس معاشرے میں سستا اور آسان انصاف ملنا شروع ہو جائے وہاں ایک عام آدمی کے مسائل خود بخود حل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کی بھی انصاف کی فراہمی بنیادی ترجیحات میں شامل ہے اور ہم سب کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے level پر اس مقصد کے حصول کے لئے کوشش کریں تاکہ ایک عام آدمی کا اعتبار اور اعتماد اس حکومت اور سیاست دانوں پر بحال ہو سکے۔ میں چاہوں گا کہ آزاد عدیلیہ کی بات کروں۔ یہاں نوافی صاحب نے بھی بڑی detail میں بات کی اور بہت سے دوست بھی بات کر چکے ہیں، میں اس کو زیادہ touch نہیں کروں گا انصاف کی فراہمی کے لئے آزاد عدیلیہ کی بھی

ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہمارا جو پولیس کا نظام ہے اس کی overall restructuring کی ضرورت ہے اور یہ restructuring اسی وقت ہو گی جب اس کے لئے think tank بنائے جائیں گے جس میں عوامی نمائندگان بھی بیٹھیں گے intellectuals بھی بیٹھیں گے، صحفی بھی بیٹھیں گے اور سب مل کر اس کے اوپر spadework کریں گے تو انشاء اللہ اس طرح کوئی بہتر پالیسی بنائی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر! ایجو کیشن کے حوالے سے میں اتنا کہوں گا کہ ایجو کیشن میں 30-ارب روپے کی ایک بہت ہی کثیر رقم رکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ اس سے صوبے کے تعلیمی مسائل کو حل کرنے میں یقیناً مدد ملے گی۔ میری صرف وزیر خزانہ صاحب سے یہی گزارش ہو گی کہ میرا جو ماضی کا تجربہ ہے، جب سے میں سیاست کے میدان میں دیکھ رہا ہوں کہ جو بچیاں بالخصوص ہمارے دیہات کے علاقوں کی جو پڑھنا چاہتی ہیں اگر انہیں بنیادی سمولیات فراہم کی جائیں۔ دیہاتوں میں اکثر جگنوں پر یہ problem بھی آرہا ہے کہ جس طرح بلوچ صاحب نے کہا ہے کہ ہر یونین کو نسل میں کم از کم ایک ہائی سکول ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ تعلیم سے بھی بیٹھ کر بات کرنا چاہئے کہ انہوں نے جو ایک yardstick بنائی ہوئی ہے اس کے تحت بہت سارے سکول اس upgradation پر پورا نہیں اترتے جس طرح وہ کسی سکول کی کرتے ہوئے پر اگر میں مدد مل سے ہائی کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ اس کے feeder schools کرنے ہیں بہت سارے دیہاتوں میں ڈھوکیں بھی آباد ہیں کہ جن کو کوئی feeder school نہیں لگتا لیکن وہاں کی جو بچیاں ہیں وہ پڑھنا چاہتی ہیں اس لئے میری وزیر خزانہ صاحب سے اپیل ہو گی کہ بھیوں کی تعلیم پر ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہئے اور ایسے گاؤں، ایسی ڈھوکیں اور ایسی آبادیاں جماں واقعی potential کو parameters کو ختم کر کے upgradation کی کوئی پیش پالیسی بنانی چاہئے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کے لئے یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ Punjab Education Foundation جو حکومت پنجاب کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ میرا تجربہ اور میرے ضلع پکوال میں اور بالخصوص میرے حلقتے میں یہ پروگرام بہت اچھی طرح چل رہا ہے اور اس پروگرام کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس سکیم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک غریب آدمی اپنے بچوں کو ایک انگلش میڈیم سکول میں free of cost پڑھا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ غریب آدمی کے لئے یہ بہت بڑی سہولت ہے۔ ایسا غریب آدمی جس کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا بچے صاف سترھی حالت میں پتلوں اور شرٹ پسی کے انگلش میڈیم سکول میں جائے اور

پرائیویٹ سکول میں جائے۔ اس لئے میں چاہوں گا کہ اس Punjab Education Foundation کو مزید expand کیا جائے کیونکہ اس کا اپنا ایک بڑا اچھا criteria ہے اور وہی پرائیویٹ سکول اس کے تحت رجسٹر ہوتے ہیں جو اس کے criteria پر پورا ہتھیں۔ انہیں یہ support کتابوں اور فیس کی مد میں ان سکولوں کو Education Foundation میری recommendation یہ ہو گی کہ اگر اس میں transportation cost میں شامل کریں جائے جو کہ بہت معمولی ہے، شاید غریب آدمی جس کا بچہ اس سکول سے ایک یادوگار میٹر فاصلہ پر ہے اس کو سو، دو سو روپے ملہنہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے اگر Punjab Education Foundation کے اس پروگرام میں add کر لیا جائے تو ایک عام آدمی، غریب صحت، زراعت، آبپاشی غرض میں اگر ہر شعبے کے متعلق بات کروں گا تو وہ ایک لمبی بحث ہو جائے گی۔ میں دوبارہ یہ اپیل کروں گا کہ چیک اینڈ بیلنس اور مانیٹر نگ سسٹم کو بہتر بنایا جائے اور بالخصوص جو 160 ارب کا development participation ہے اس میں عوامی نمائندگان کی بھرپور طریقے سے ہونی چاہئے کیونکہ عوامی نمائندگان جو منتخب نمائندے ہیں وہ اپنے دیساں کو اپنے حلقوں کے مسائل کو بہتر انداز سے جانتے ہیں اور وہ بہتر انداز سے انھیں حل کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں نے تحصیل چو اسیدن شاہ میں جو کہ میرے حلقہ میں ہے اس کے ایک سکول کا visit کیا تھا اور وہ سکول ایک مل سکول کے چھ کروں کی مرمت کے لئے 18 لاکھ روپے خرچہ کیا جا رہا تھا اور وہ سکول 1960 کی construction تھی۔ اب اس 18 لاکھ میں اس کی کھڑکیاں، دروازے اور ہر چیز تبدیل کی جا رہی تھی جس کا at the end of the day کوئی فائدہ نہیں ہونا تھا۔ میں نے ڈی۔ سی۔ اوصاح سے بات کی، ان کی مربانی سے ہم نے اس کو اکرایک نیا estimate تیار کرایا اور تقریباً 28 لاکھ میں ایک نیا بلاک تیار ہو جائے گا جو آئندہ پچھیں تیس سال تک ہمارے کام آئے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ ثانِم نہ لیتے ہوئے آخر میں ضلع چکوال اور اپنے حلقوں کے چند مسائل کو مختصرًا پیش کروں گا۔ ہمارا علاقہ چکوال ایک بارانی ضلع ہے وہاں پیمنے کے پانی کے مسائل بہت زیادہ ہیں بالخصوص کلر کمیار تحصیل اور چو اسیدن شاہ تحصیل میں یہ problem بہت زیادہ ہے۔

میری بھر پور گزارش ہو گی کہ اس مسئلے کی طرف خصوصی توجہ دی جائے اور اپنے A.D.P programme پر وکرام میں جو block allocation ہے اس میں ان علاقوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔ دوسرا 2004 میں کلر کمار کو تحصیل کا درجہ دیا گیا تھا لیکن ابھی تک وہاں تحصیل

ہیڈ کوارٹر ہسپتال نہیں بن سکا اور اس سال بھی جو health programme A.D.P پر بنایا گیا ہے اس میں میں نے تمام تحصیلوں کا نام دیکھا ہے جو کلر کمار کے بعد بنائی گئی ہیں لیکن کسی وجہ سے کلر کمار کا نام مجھے اس میں نظر نہیں آیا اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ رہ گیا ہے تو میری وزیر خزانہ صاحب سے آپ کے توسط سے گزارش ہو گی کہ کلر کمار کو بھی اس لسٹ میں شامل کیا جائے کیونکہ کلر کمار tourism کے حوالے سے بھی ایک بہت attractive جگہ بن گیا ہے اور وہاں تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی اشد ضرورت ہے اور یہ وہاں کے لوگوں کی demand بھی ہے۔ حوالے سے چکوال ایک بہت ہی district potential ہے اور کلر کمار کا مقام لاہور، اسلام آباد اور دوردارز کے لوگوں کو وہاں attract کرتا ہے میری گزارش ہو گی کہ کلر کمار کو سیاحت کے حوالے سے develop کرنے کی کاوشوں کو مزید بڑھایا جائے۔ پنجاب کا ٹوریزم بجٹ جو اس سال رکھا گیا ہے وہ 10 کروڑ روپیہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ 10 کروڑ روپیہ پورے پنجاب کے لئے اگر دیکھ جائے تو بہت تھوڑی رقم ہے۔ اس کے علاوہ چکوال میں ابھی بھی بے شمار ایسی جگہیں ہیں جو سیاحت کے حوالے سے اہم ہیں اگر انہیں explore کیا جائے، بالخصوص تحصیل چواسیدن شاہ۔ میں ایک دو مقام خود دیکھ کر آیا ہوں اگر ان کو develop کیا جائے تو جس طرح پیر سوہاواہ اسلام آباد میں سیاحوں کے لئے ایک بہت پرکشش جگہ بنی ہوئی ہے تحصیل چواسیدن شاہ میں بشارت کے مقام پر ایک دو spots ایسے ہیں جو میں نے visit کئے ہیں جن کی جب میں نے measurement کی ہے تو ان کی height لاہور سے سماں ہے نو میٹر اونچی بنتی ہے اور سطح سمندر سے تقریباً 35/36 سو فٹ اونچی بنتی ہے۔ وہ ایک انتہائی خوبصورت جگہ ہے صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ان جگہوں کا visit kیا جائے اور ان کو explore کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کے اور اس ہاؤس کے توسط سے ایک ایسے مسئلے کی طرف نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ جس کی طرف اگر توجہ دی گئی تو ہم بہت ساری قیمتی جانیں خالع ہونے سے بچا سکتے ہیں۔ اس میں صرف چکوال کا مسئلہ نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام لوگوں کا مسئلہ ہے۔ کلر کمار سے چکوال جاتے ہوئے ایک پہاڑی سلسلہ ہے، اس پہاڑی سلسلے میں ایک موڑ ہے جس کو

عرف عام میں کلیاں والا موڑ کہا جاتا ہے۔ وہ main high way road ہے اس پر سے صرف چکوال کے لوگ نہیں گزرتے بلکہ ہر ضلع کے لوگ وہاں سے گزرتے ہیں۔ وہ ایسا خطرناک موڑ ہے کہ آئے دن وہاں پر کوئی نہ کوئی ٹرک، کوئی نہ کوئی بس اور کوئی نہ کوئی کار گری کھائی میں گری ہوتی ہے۔ محکمہ صرف اتنی کاوش کرتا ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہاں ایک دیوار تعییر کر دیتا ہے اور چند دن کے بعد کوئی گاڑی اس دیوار کو ٹکرایا کر دیوار کو توڑتی ہوئی گری کھائی میں گر جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دیوار کو بنانے میں محکمہ اتنی رقم خرچ کر چکا ہو گا کہ جتنا کہ شاید اس موڑ کو ٹھیک کرنے میں خرچ نہیں ہو گی۔ میری آپ کی توسط سے یہ خصوصی گزارش ہو گی کہ اگر آپ اس میں ذاتی دلچسپی بھی لیں گے تو شاید ہم تینیتی جانوں کو صالح ہونے سے بچا سکیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میں اپنی تقریر کا اختتام میاں محمد بخش کے کلام سے کرنا چاہوں گا کہ جونہ صرف میرے اندر بھی عزم اور حوصلہ پیدا کرتا ہے بلکہ اس میں ایک انتہائی commitment بھی ہے۔ میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں کہ:

جا تک سانس میراث نہ ہو وے سانس ٹٹھ مڑ آسا
ڈھونڈ کرن تھیں ہمیں ناہیں ہٹ گئیوں تا ہاسا
و نجھل و نجھل ہار نہ ہاریں ہمت اک دن پھر سی پاسا
بُھکا منگن چڑھے محمد اوڑک درگا پاسا

جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب نجف عباس سیال!

جناب نجف عباس خان سیال: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! کیا یہی اچھا ہوتا کہ آج اس بحث کے سیشن میں بحث کے وقت اگر Opposition بھی ہوتی، Opposition کے بغیر اس اسمبلی کا ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ میری پہلے تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ جو بھی طریقہ کار بنائیں، کوشش کریں اور ہم بھی ساتھ چلنے کو تیار ہیں، ہم بھی ان کا حصہ ہیں لیکن کچھ نظریات پر ہمیں ان سے اختلاف تھا جس کی وجہ سے ہم نے مسلم لیگ قائد اعظم میں سے الگ ہو کر اپنا ایک علیحدہ گروپ بنایا۔ میری آپ سے humble submission یہ ہو گی کہ بحث اجلاس کو چلانے کے لئے، بحث پر مناسب تقید کرنے کے لئے اور عوام کی صحیح رہنمائی کرنے کے لئے Opposition کا ہونا نیت ضروری

ہے۔ اب جس طرح بھی ہے کام سلسلہ Opposition حل کریں۔ میں جب ایوان میں داخل ہوا تو 2008-09 کی بحث پر میرے بھائی سعید اکبر نوافی صاحب بڑی خوبصورت تقریر فرمار ہے تھے، ہمارے بڑے بھائی ہیں اور چھ سال وہ ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ ان کی خدمت میں اشعار کے چند کلمات پیش کروں گا کہ:

جاگن والیاں رج کے لیا اے
سوئے تیں دی او سوئے ایں دی آئے
لالي اکھیاں دی پئی دسدی اے
روئے تیں دی او روئے ایں دی آئے

جناب سپیکر! اس بحث میں کچھ ایسی باتیں ہیں جو قابل تائش ہیں۔ مشاً ترقیاتی بحث کو 121 dialysis centre کا قیام کرنا یہ نہایت ہی خوش آئند بات ہے۔ اس کے بعد ہر dialysis centre یہ تجویز پیش کی کہ گزارش کروں گا کہ گردوں کا مرض اتنا مہنگا ہے کہ اس کا علاج کرنا کسی غریب کے بس کی بات نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں بھی ہم نے دیکھا کہ انہوں نے کما کہ یونیورسٹی بنادو، پوچھا کہ کماں بنائیں تو انہوں نے کما کہ گجرات میں بنادو۔ پھر انہوں نے کما کہ جی ٹی روڈ کو کھلا کریں اور ڈبل روڈ بنائیں، پوچھا کہ کماں بنائیں تو انہوں نے کما کہ گجرات سے شروع کریں۔ پھر انہوں نے کما کہ جلال پور جٹاں تک روڈ بنادو وہ بھی ضلع گجرات سے ہو۔ یہ ہماری خوش قسمتی یا بد قسمتی ہے جیسیں کہ وزیر خزانہ صاحب کا تعلق بھی وزیر آباد ضلع گجرات سے ہے۔ گجرات بھی ہمارا دل ہے، شر ہے اور لا ہور بھی ہمارا شر ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ خدارا یہ 57 کروڑ کے فنڈز جو dialysis centre کے لئے ہوں وہ گجرات، جلال پور جٹاں، منڈی بہاؤ الدین، لاہور، ماہان نہ لگیں بلکہ ہم پہماندہ لوگ جو جھنگ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان سے تعلق رکھتے ہیں اس کو مساوی طور پر تقسیم کیا جائے اور برابری کے طور پر ہر تھیل ہیڈ کوارٹر میں positively assure کیا جائے کہ کم از کم دو dialysis میں نہیں وہاں پر ضرور ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں حیران اور پریشان اس بات پر ہوں کہ یہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے جس کی 75 فیصد آبادی زراعت پر انحصار کرتی ہے اور باقی تقریباً گاؤں صوبے پنجاب ہی کی

زراعت پر depend کرتے ہیں بلکہ yield پر بھی depend کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ افغانستان والے ہمارے مسلمان بھائی ہیں وہاں پر جو بھی اشیائے خورد و نوش کی جاتی ہے اس کا بوجھ بھی پنجاب سنبھالتا ہے۔ میں حیران اس لئے ہوں کہ ہم یہاں پر 75 فیصد زیندار بیٹھے ہوئے ہیں، زراعت پر آپ نے صرف 3۔ ارب روپیہ رکھا ہے جو کہ بہت کم ہے اور ایک ارب 17۔ کروڑ روپے تحقیق کے لئے رکھے ہیں۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کو ایک break up دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں گندم کا بحران کیوں آیا، یہ بحران اب بھی ہے اور میں یہ مدرس ایوان میں کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں کہ اس بحران کو آپ ختم نہیں کر سکتے جب تک grass root level پر جا کر کاشتکار کی فریاد نہیں سنیں گے۔ ڈی۔ اے۔ پی کی ایک بوری 3200 روپے کی ہے، آپ بھی زیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دو بوری فصل کو پہلے دیں تو 6400 روپے بننے ہیں اس کے بعد دو کھاد کی بوریاں یوریا کی دیں تو اس کا 1500 روپے، فی منیج چالیس روپے کلوسے لے کر 60 روپے کلوسے کو 1200 روپے، جزوی بوٹیاں فی ایکڑ دوائی ایک ہزار روپے، 80 فیصد نسیں ہماری ششمی، ہیں جہاں پر سردیوں میں پانی نہیں ہوتا۔ پانچ سے چھ پانی فی ایکڑ پر فصل پکتی ہے جس کا اگر تجھیں لگائیں تو تقریباً ساڑھے پانچ ہزار روپیہ بتا ہے اس کے علاوہ ٹریکٹر کی چلوائی لگائیں تو سارا حساب لگا کر 18 ہزار روپے بنتا ہے اور کاشتکار کو گندم کا 625 روپے فی من ریٹ رکھا ہے اور اسٹریشنل ریٹ 1400 روپے من ہے۔ آپ کاشتکار کو 625 روپے من دے رہے ہیں، 18 ہزار اس کافی ایکڑ خرچہ ہو رہا ہے اور 30 من فی ایکڑ کے حساب سے 18 ہزار، ہی وصول کر رہا ہے تو وہ اپنا اور غریب بچوں کا پیٹ کیسے پالے گا؟ ازراہ کرم آپ اس پر subsidies بڑھائیں، گندم کی امدادی قیمت کو بڑھائیں۔ یہ نہ ہو کہ یہ بحران بڑھتا جائے۔ میں آپ کو یہ warn کر رہا ہوں کہ آنے والی جو فصل ہو گی اس میں سے 80 فیصد کاشتکاروں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ گندم کاشت نہیں کریں گے۔ آپ ہماری طرف سے یہ resolution قومی اسمبلی میں بھی پیش کریں اور صوبائی اسمبلی میں بھی کریں۔ پتا چلا ہے کہ قومی اسمبلی والوں نے امدادی قیمت بڑھانی ہے تو کم از کم اس کو ایک ہزار روپیہ فی من کیا جائے اور غریب لوگوں کو subsidy دی جائے۔ اگر آپ گندم باہر سے 1400 روپے من منگوائیں گے تو آپ کو وہ 1600 روپے میں پڑے گی تو پھر غریب کا کیا ہو گا جس کو روٹی 30 روپے میں ملے گی۔ خدار! کوئی think tank بنایا کہ زراعت پر توجہ دیں۔ زراعت میں ہمارے پاس کوئی بلدوزر نہیں ہے، کسی ضلع میں چلے جائیں اور کسی زیندار نے زمین ہموار کرائی ہو تو آپ کو کوئی بلدوزر نہیں ملے گا اگر ملے گا تو 1960 مائل ملے گا اور

زیندار اس سے کوئی افادیت حاصل نہیں کر سکے گا۔ آپ فنڈز بڑھائیں چاہے ترقیاتی فنڈز کو 160 سے 150۔ ارب پر لے آئیں لیکن 10 یا 15۔ ارب کے بلڈوزر منگوائیں، LASER leveler منگوائیں، زیندار کوئی subsidy میں تحقیق کے لحاظ سے بھکر ہے، انقلاب ہے، عبدالستار ہے یا سحر ہے۔ کاش کہ آج وزیر زراعت بھی بیٹھے ہوتے، ہماری بد قسمی یہ ہے کہ زراعت کا وزیر وہ بنتا ہے جس کو زراعت کا پتا نہیں ہوتا لیکن الحمد للہ اول کھ صاحب میرے ہمایہ ہیں اور وہ زیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے انہیں کہا تھا کہ آپ یہاں پر تشریف فرماؤں تاکہ میری جو گزارشات زراعت سے متعلقہ ہیں وہ آپ سنیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں آپ کاشتکاروں کو سپلانی کریں۔ آج سے بیس سال پہلے ایک میکسی پاک نیج ہوا کرتا تھا جس کی او سط 60 من ہوتی تھی لیکن نیج جب دوبارہ تین سے چار دفعہ کاشت ہوتا ہے تو اس کی جو اصل base ہے وہ کم ہو جاتی ہے اس لئے مرتبانی کر کے گندم کی تحقیق کے لئے چار پانچ یجھوں کو جھوڑ کرنے نیج امریکہ، کینیڈا سے import کئے جائیں تاکہ ہماری yield بڑھے۔ ایک نیج کو بار بار کاشت کرنے سے کاشتکاروں وہ او سط حاصل نہیں کر سکتا۔ میں کاشتکاروں کی طرف سے استاد امن کا شر عرض کرتا ہوں کہ:

خون جگر دا تلی تے رکھ کے تے
دھرتی پوجدیاں پوجدیاں گزر گئی اے
ایتھے کیوں گزاریے زندگی نوں
ایہی سوچدیاں سوچدیاں گزر گئی اے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راؤ کا شف رحیم خان صاحب!

راؤ کا شف رحیم خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو چیز پر بیٹھنے کی مبارک باد دیتا ہوں اور جموروی حکومت کے پہلے بھٹ پر جو آٹھ سال کی لوٹ کھسوٹ کے بعد بنا وزیر خزانہ جناب تسویر اشرف کا رہ کو مبارک باد دیتا ہوں۔ میں اس ایوان میں پہلی دفعہ آیا ہوں چار ماہ سے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف کے ارشادات یہ تھے کہ پنجاب میں اب لوٹ کھسوٹ کا دور ختم ہو گیا ہے اور میرٹ کی بات ہو گی، قانون کی بات ہو گی لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ان چار پانچ ماہ میں نام کی بات ہو رہی ہے۔ قانون کی بات جو کرتا ہے اسے لوگ نک کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ معزز اکیں نے یہاں پر جو تین دن سے بحث کی، مجھے لگتا ہے کہ

یہ مسائل سن کر تمام ممبران پنجاب اسمبلی شاید کسی مرض میں بیٹلا ہو جائیں۔ حالانکہ اگر اس پنجاب میں قانون اور میرٹ پر عمل کرایا جائے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پنجاب کے تمام مسائل ان اگلے چھ ماہ میں ٹھیک ہو سکتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میں نے جب بھی انتظامیہ کے سامنے dead honest officers کی بات کی تو میرا مذاق اڑایا گیا کہ dead honest officers کماں سے لائے جائیں؟ جس ملک میں، جس صوبے میں کوئی آفیسر مذاق اڑائے ایمانداری کا، میرٹ کا تو میں یہ دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ ان تقویرروں سے پنجاب کے حالات بھی نہیں بد لیں گے۔ ہمیں اپنے قول و فعل سے پہ ثابت کرنا ہو گا کہ وہ لوٹ کھسوٹ کا دور ختم ہو گیا اور جو نیادور آیا ہے اس میں پارلیمنٹ superior ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ میں شاید پنجاب کا وہ بد قسمت ممبر پنجاب اسمبلی ہوں گا جس نے میرٹ کی بات کی تو اس کا مذاق اڑایا گیا، جب یہاں تباہوں کی بات کی گئی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں نے جس آدمی کا نام دیا، ایماندار آدمی کا نام دیا تو اسے reject کر دیا گیا اور مجھے یہ تسلی دی گئی کہ کچھ دیر انتظار کر لیں۔ اگر کوئی آدمی کسی کرپٹ آدمی کا نام دیتا ہے تو اسے فوراً لگادیا جاتا ہے۔ اگر ہم نے یہ اصول اپنانا ہے تو وہ ان آٹھ سالوں کا جس میں ہمارے قائد نے جلو اطمینی اختیار کی اور محترمہ بنے نظیر بھٹو کی جان گئی اس قربانی کا کیا فائدہ؟ میری آپ سے التماس ہے کہ یہ کرپٹ بیو روکریں جو ہم کو آپس میں لڑا رہی ہے ان کا سخت سے سخت احتساب کیا جائے۔ اگر ہم نے احتساب نہ کیا تو خدا کی قسم! نہ کل ممبران صوبائی اسمبلی کی عزت تھی اور نہ یہ آئندہ کریں گے۔

جناب سپیکر! اب میں بحث کی طرف آتا ہوں۔ تمام ممبران صوبائی اسمبلی جو تقریر کر چکے ہیں انہوں نے پنجاب میں امن و امان کے مسئلے پر بات کی کہ پنجاب میں ایف۔ آئی۔ آر درج نہیں ہوتی لیکن اس کا کسی نے آج تک حل نہیں بتایا۔ میری تجویز توجیہ ہے کہ پنجاب کے تھانوں کو وزیر اعلیٰ ہاؤس کے ساتھ کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے، آئی۔ جی آفس کے ساتھ کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے۔ اگر کوئی ایس۔ ایف۔ آئی۔ آر نہیں کاٹا تو اسے فوری طور پر معطل کیا جائے۔ اگر پنجاب کے 35 اضلاع میں صرف 35 ایس۔ ایف۔ او معطل کر دیئے جائیں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پنجاب کے آدھے جرام ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر زراعت کے حوالے سے خصوصاً شوگر مال مالکان کے رویے کے بارے میں بات کی گئی میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ فوراً پنجاب کے شوگر کیں

کمشنر کو طلب کیا جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ ان مظلوم زینداروں کا کیا تصور ہے کہ ہزار من گنا جب مل میں جاتا ہے تو اس پر بیس من کٹوتی کی جاتی ہے۔

رانامنور حسین المعروف رانا منور غوث خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانامنور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی جو شوگر ملوں کا مسئلہ بیان فرمائی ہے ہیں یہ مسئلہ کسی ایک ضلع کا نہیں بلکہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ ہمارے سرگودھا میں اس وقت کم و بیش 32 کروڑ روپیہ شوگر ملوں نے زینداروں کا ادا کرنا ہے۔ اس پر انہوں نے فرمایا ہے کہ شوگر کیم کمشنر کو طلب کیا جائے تو میری اس ہاؤس سے بھی گزارش ہو گی اور آپ سے بھی یہ گزارش ہے کہ چونکہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اس وقت پورے پنجاب میں شوگر مل مالکان زینداروں اور غریب کاشتکاروں کی رقوم دبکر بیٹھے ہیں اس پر فوری طور پر حکومت کو ایکشن لینا چاہئے اور کسانوں کو رقم واپس دلوانی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راوکا شف صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

راوکا شف رحیم خان: جناب سپیکر! میں شوگر مل مالکان کے بارے میں اس لئے یہ بات کر رہا ہوں کہ ضلع فیصل آباد میں پنجاب میں سب سے زیادہ شوگر ملیں ہیں۔ وہاں پر شوگر مل مالکان جان بوجہ کر رقوم ادا نہیں کر رہے۔ حالانکہ ان کے living standard میں کوئی فرق نہیں آیا اور مل مالکان نے payment کی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ لوگ زراعت چھوڑ دیں گے۔ کبھی آئے کا بحران ہو گا، کبھی کپاس کا بحران ہو گا اور یہ پنجاب اور پاکستان war civil کی طرف چلا جائے گا۔ اگر آپ اس پنجاب اور پاکستان کو war civil سے روکنا چاہتے ہیں تو خدا کی قسم ان کا احتساب کرنا ہو گا۔ ان ساٹھ سالوں میں ہم نے پالیسیاں بنائیں اور پولیس کو اتنے پیسے دیئے لیکن آج تک کسی نے یہ پوچھنے کی جرات نہ کی کہ آئی۔ جی پنجاب! تم نے ان پیسوں کا کیا کیا، کسی نے ڈی۔ پی۔ اوسے بات نہیں کی کہ یہ تمہارا جو صواب دیدی فندہ ہے کماں پر خرچ ہوا ہے؟ اگر آپ ان سب مسائل کا حل چاہتے ہیں تو خدا کی قسم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کا دور لانا ہو گا۔ جس میں عدل کی بات ہو، جس میں احتساب کی بات ہو۔ اگر یہ دور نہ آیا تو میں دعوے سے کہ سکتا ہوں کہ پاکستان کا نقشہ چند سالوں میں تبدیل ہو جائے گا اس لئے میری آپ سب ممبران سے گزارش ہے کہ احتساب پر

compromise نے کیا جائے کیونکہ ہماری جو coalition گورنمنٹ ہے لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ لوگ مایوسی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے ایکشن میں وعدہ کیا تھا کہ آئٹی کی قیمت کم کریں گے، اشیاء ضرورت کی قیمتیں کم کریں گے لیکن یہ تقریروں سے نہیں ہو گا۔ ہمیں ان لوگوں سے جو لوٹ کھسوٹ میں شامل ہیں ان سے حساب لینا ہو گا۔ انشاء اللہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ سب بحران ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد میں زراعت نہروں پر depend کرتی ہے۔ خصوصاً فیصل آباد کے زینداروں پر انتہائی ظلم یہ ہو رہا ہے کہ نہروں کو P.I.D.A کے حوالے کر دیا گیا ہے اور P.I.D.A میں سیاست ہو رہی ہے۔ وہاں پر زینداروں کا آبیانہ بھی اکٹھا کیا جاتا ہے۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کرتا ہوں کہ P.I.D.A کے معاملات کو فوری طور پر دیکھا جائے۔ اگر ان معاملات کو نہ دیکھا گیا تو یہ کوآپریٹو سکینڈلز کی طرح پنجاب کا سب سے بڑا سکینڈل ہو گا کیونکہ جو پیسے زینداروں سے اکٹھے کئے جاتے ہیں وہ پیسے A.P.I.D.A کے افران کی عیاشی اور ان کے سیاسی مقاصد پر استعمال ہو رہے ہیں اور میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ پانی کی جگہ ضلع فیصل آباد سے شروع ہو گی۔ لوگ ایک دوسرے کو پانی کی وجہ سے قتل کر رہے ہیں کیونکہ P.I.D.A والے جس کو پانی دیتے ہیں وہ اپنی مرضی ہی سے دے رہے ہیں۔ اگر مخالف نے ووٹ نہیں دیئے تو اس کا پانی بند کر دیا۔ جب کسی بڑے شخص کا یا زمیندار کا معاشی قتل ہو گا تو وہ لامحالہ reaction کرتے ہوئے قتل تک نوبت چلی جائے گی۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اس مسئلہ کو فوری طور پر چیک کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں تقریر up wind کریں۔

راوکاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جب میری باری آئی ہے تو آپ ایک منٹ میں up wind کا کہہ رہے ہیں حالانکہ یہاں آدھ آدھ، پون پون گھنٹہ تقریریں کرتے رہے ہیں۔ میں آپ کے حکم پر up wind ہی کر دیتا ہوں پھر کسی وقت تقریر کر لوں گا۔ (نعرہ ہائے حسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شاہ جمال احمد بھٹی صاحب!

جناب شاہ جمال احمد بھٹی: شکریہ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ 09-2008 کی عام بجٹ میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا۔ آج 21 جون ہے اور آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ بھی ہے اور کیسا co-incidence ہے کہ آج کے دن ہم پنجاب کے اندر بجٹ پر بھی بجٹ کر رہے ہیں۔

محترمہ نے ایکشن سے پہلے، اپنی شادت سے پہلے ہمارے لئے ایک منشور دیا تھا جو کہ five points Education, Employment, Environment, Energy and Equality اور مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اس بجٹ میں ان تمام عناصر کی عکاسی ہوتی ہے اور اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب اور ان کی تمام کابینہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے جس عزم کے ساتھ بجٹ پیش کیا ہے۔ (نرہ ہائے تحسین) اس کے بارے میں ایک شاعر نے کہا کہ:

نگاہ وقت دیکھے گی محبت کی جہانگیری
مٹا دیں گے ظلم کا ہر نشاں تم دیکھتے رہنا
کسی بھی گل کی حق تلفی نہ ہو گی اس گلستان میں
ملے گی خنک پھولوں کو بھی شبتم، تم دیکھتے رہنا

پنجاب کے مسائل ہم سب نے دیکھے ہیں۔ یہ پنجاب جو ہم نے inherit کیا ہے اس میں بہت سے مسائل ہیں۔ کچھ کا ذکر وائٹ پیپر میں بھی ہوا کہ جو بجٹ documents کے ساتھ ہمیں ملا ہے، اس میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب پر تقریباً 304۔ ارب روپے کا debt ہے جو کہ بہت بڑا بوجھ ہے اور وہ بجٹ کے اس documents میں 304۔ ارب بتایا گیا ہے لیکن اب تک وہ شاید 20۔ ارب بڑھ چکا ہے کیونکہ ڈالر کی قیمت کے ساتھ اگر linked ہے تو اس میں ساڑھے 62 روپے کے حساب سے ڈالر کا bound ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر سپلیمنٹری بجٹ پر بھی بجٹ ہوئی ہے اور ہم سب کو پتا ہے کہ اس کا بھی کیا حال ہے؟

جناب سپیکر! اس وقت پنجاب کے حالات کو درست کرنے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے fiscal responsibility کی اور یہ ہم پر اور اس حکومت پر عائد ہے کہ ہم اس کا مظاہرہ کریں اور آنے والے چند ہفتوں، میں میں اور آئندہ سال میں اس کا fiscal responsibility مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے اخراجات پر مکمل کنٹرول کریں۔ مجھے یہ پڑھ کر خوشی ہوئی ہے کہ 132۔ ارب روپے کا surplus ہے لیکن اس کو ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ کے ساتھ فناں بل بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس میں بڑی گاڑیوں پر ٹکس عائد کیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ وہ جائے 2005 سے اس سال سے لاگو ہونا چاہئے کیونکہ ہوتی ہے اور وہ اچھی legislation retroactive and punitive legislation نہیں

ہوتی تو میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گئی کہ وہ ٹیکس جو بڑی گاڑیوں پر لگایا گیا ہے اس سال سے لا گو ہو جانے اس کے کہ وہ retroactive ہو۔

جناب سپیکر! بہت کچھ cover ہو چکا ہے۔ وزیر خزانہ نے اپنی بحث تقریر میں تمام چیزیں cover کیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اگر مزید بہتری لانی ہے تو ہمیں پنجاب کے اندر gap کو کم کرنا پڑے گا۔ ہوتا یہ ہے کہ rural areas سے لوگ urban areas migrate کر کے urban areas میں آتے ہیں اس سے urban areas پر لا ہور، راولپنڈی اور ملتان جیسے بڑے شرود پر بوجھ پڑتا ہے اور پھر وسائل ان کی طرف divert ہوتے ہیں جو کہ اس بحث میں بھی تقریباً 7 ارب روپے urban development کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ایسے پروگرام بنائیں کہ لوگ بجائے بڑے شرود کی طرف رجوع کریں وہ اپنے بچوئی شرود، قصبوں اور دیہاتوں میں ہی اپنی زندگیاں بسر کریں تو اس کے لئے ہم rural development پر جتنا بھی زور دیں وہ کم ہے۔ ہمیں زیادہ سے زیادہ توجہ اس طرف دینی چاہئے اور اس کے لئے وہاں وسائل پیدا کریں تاکہ لوگ اپنے دیہاتوں اور قصبوں میں اپنی زندگیاں بسر کریں نہ کہ بڑے شرود کی طرف رجوع کریں۔

جناب سپیکر! پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور یہاں تقریباً 70 فیصد سے زیادہ لوگ زراعت کے پیشہ سے منسلک ہیں اور جتنی بھی توجہ اس پیشہ اور شعبہ پر دی جائے وہ کم ہے۔ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ اگر کسان خوشحال ہے تو پاکستان خوشحال ہے اور پاکستان کی خوشحالی کسان کی خوشحالی کے ساتھ منسلک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے اس بحث میں زراعت پر توجہ دی گئی ہے وہ تو بہت خوش آئندہ بات ہے لیکن اس کے ساتھ سب سیڈیز کھاد پر دی گئی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈیزیل پر زیادہ سے زیادہ سب سیڈی دی جائے۔ اگر آپ زمین کاشت نہیں کریں گے، اچھی طرح سے زمین میں بل نہیں چلانیں گے تو۔۔۔۔۔

ڈاکٹر سمیعہ امجد: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!
ڈاکٹر سمیعہ امجد: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر نیماں پر موجود محترمہ نے خاص طور پر کورم کی نشاندہی کی ہے تو گنتی کی جائے۔

(اس موقع پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا ہے۔ میں یہاں پر صرف یہ بات کروں گا کہ as a Speaker میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کا ہے کہ ہم اس House کو کامیاب کریں کیونکہ پورے پنجاب کے عوام کی نظریں اس House پر لگی ہوئی ہیں لیکن یہ طریقہ کار حلال کہ ہم نے opposition کو ہر طرح سے دعوت بھی دی ہے اور کہا بھی ہے کہ آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں کیونکہ یہ وہ اسمبلی ہے جو میں ذاتی طور پر بھی سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کی صحیح معنوں میں ترجیحی کرتی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ جو محترمہ یہاں پر کورم کی نشاندہی کرنے آئی ہیں ان سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر House کی کارروائی میں وہ پوری طرح شریک ہونا چاہتی ہیں تو وہ یہاں پیٹھیں اور پیٹھ کرے گزارش کروں گا کہ اگر House کی کارروائی میں شامل ہوں اور House کی اطلاع کے لئے یہ عرض ہے کہ کورم پورا ہے۔ (نعرہ بازی تحسین)

جناب افتخار احمد خان: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، افتخار احمد خان!

جناب افتخار احمد خان: جناب سپیکر! ان کا باہر سے اپوزیشن والوں کا اپنا کورم ٹوٹ گیا اور محترمہ کا ہمارے ساتھ شامل ہونے کے لئے پورا دل کر رہا ہے، اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان کو قبول کر لیں۔۔۔ کیونکہ ان کا ہمارے ساتھ شامل ہونے کے لئے بہت دل کر رہا ہے۔ اور ویکھو ہم وی اودھ رہے نہیں، اوناں دا پورا دل اے، تیس اونہاں نوں شامل کرلو۔ شکریہ

جناب آصف منظور موہل: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب آصف منظور موہل!

جناب آصف منظور موہل: جناب سپیکر! میں نے ایک اجلاس میں پہلے بھی اپوزیشن سے یہ عرض کیا تھا کہ وہ دستور پاکستان پڑھا کریں، دستور ظبور الہی نہ پڑھا کریں۔ آج میں پھر انہیں کہتا ہوں کہ بھاویں لکھ زور لا لو پر ویزاں آئے گا، نہیں آئے گا، نہیں آئے گا۔ (نعرہ بازی تحسین)

معز زار اکین حزب اقتدار: گو مشرف گو، گو مشرف گو۔۔۔ (نعرہ بازی)

رائے محمد شاہ جہاں خان: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ جہاں خان!

رائے محمد شاہ جہاں خان: جناب سپیکر! ہم محترمہ کو ایوان میں آمد پر خوش آمدید کرتے ہیں۔ شکر ہے کہ اپوزیشن کا کوئی رکن ہمارے اجلاس میں آیا ہے یہ ان کے باعث ختم ہونے کی نشانیاں ہیں۔ ایک ایک کر کے انشاء اللہ سب آجائیں گے۔ ہم ان کو welcome کرتے ہیں اور وہ پونٹ آف آرڈر چاہتی ہیں مرباںی کر کے انہیں موقع دیا جائے تاکہ کسی طریقے سے اس session میں ان کا حصہ شامل ہو سکے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اپوزیشن سے درخواست کروں گا کہ وہ تھوڑے تھوڑے نمائندے یہاں بھیجنے کی بجائے باہر ٹینٹ میں بہت گرمی ہے اس وقت دھوپ بھی بہت زیادہ ہے اب بہتران کے لئے یہ ہے کہ یہاں پر آہستہ آہستہ parts by آنے کی بجائے میں اپنی ممبر صاحب سے گزارش کروں گا کہ باقی لوگوں کو بھی آرام سے یہاں لے آئیں اور بجٹ کے پروگرام میں حصہ لیں تاکہ ہم جو اپنی غریب عوام کے لئے پروگرام پیش کر رہے ہیں اس میں ان کو بھی شامل کیا جائے یہ بھی ان لوگوں کا حصہ ہیں جو لوگ یہاں پر نمائندگی کرنے کے لئے آئے ہیں۔

ملک محمدوارث کلو: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کلو صاحب!

ملک محمدوارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سارے دوستوں کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا حق تھا وہ آئے اور جو جمیوریت کا دستور ہے اس حساب سے وہ تشریف لائے ہم ان کو خوش آمدید کرتے ہیں اور ہم ان کو یہ بھی عرض کرتے ہیں کہ اسی طرح جس طرح انہوں نے کورم پونٹ آؤٹ کرنے کے لئے اپنا جمیوری حق استعمال کیا ہے اسی طریقے سے وہ تشریف لائیں وہ معزز رکن ہیں اور ان کا اس ایوان میں ایک role ہے وہ ادا کرنے کے لئے اور بجٹ پر تنقید کرنے کے لئے تشریف لے آئیں ہم ان کو خوش آمدید کیں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ افشاں فاروق: پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ انشاں فاروق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جس گروہ سے میری بہن کا تعلق ہے وہ لیبرل، ڈاکوؤں اور چوروں کا گروہ ہے۔ اسمبلی میں آنان کا آئینی حق ہے لیکن یہ چور ڈاکوؤں کے گروہ سے تعلق رکھتی ہیں تو جس طرح سے یہ تشریف لائی ہیں بالکل چوروں والے style میں آکر بیٹھ جاتی ہیں چکلا چھوڑتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ ان کو تو اپنے آئینی حق کے بارے میں بھی بتانیں ہے انہوں نے عوام کے حقوق کی کیا بات کرنی ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ کل بھی میری بہن تشریف لائی تھیں اور ان کو بہت دکھ اور احساس ہوا تھا کہ غریبوں کی بجٹ پر بات نہیں ہو رہی ہے۔ آج بجٹ پر بات ہو رہی تھی تو وہ کورم پوائنٹ آوٹ کرنے کے لئے آگئیں۔ مجھے دکھ اس بات پر ہے اور میں پوائنٹ آوٹ کرنا چاہتی ہوں کہ (ق) لیگ کے پاس اب خواتین کے علاوہ شاید کوئی نہیں ہے ان کے کمپ میں بھی صرف خواتین بیٹھی ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر سامیہ امجد بھی لگتا ہے کہ "سامیہ امجد" کی بجائے "کورم بی بی" ہو گئی ہیں ان کو کورم پوائنٹ آوٹ کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے تو ہم کورم بی بی کو خوش آمدید کرتے ہیں۔ ہمارا کام کورم پورا کرنا تھا اور وہ ہم نے کر کے دکھا دیا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نسیم ناصر!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: جناب سپیکر! میں اپنی ڈاکٹر صاحبہ کی خدمت میں ایک شعر عرض کروں گی کہ:

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ان کے لئے میں صرف اتنا ہی کوں گی کہ۔ مک گیا تیرا شو مشرف، گو مشرف، گو مشرف

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فوزیہ براہم صاحبہ!

محترمہ فوزیہ براہم: جناب سپیکر! میں بہت خوش ہوں کہ جس طرح بھی سماں میری بہن اسے میں کارروائی میں حصہ تولیتی ہیں انہوں نے ایک دفعہ پہلے بھی کورم پوائنٹ آؤٹ کیا اور آج پھر کیا۔ میں ان کی خدمت میں صرف ایک شعر پڑھنا چاہتی ہوں۔

شاید مجھے نکال کے کچھ کھا رہے ہوں آپ
محفل میں اس خیال سے پھر آگئی ہوں میں
(فقط)

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! میں اپوزیشن والوں کو کھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ ہم نے آج کھانے کا اہتمام کیا ہے وہ اس میں شامل ہوں چونکہ کھانا تو اس ہاؤس میں نہیں ہے اس لئے وہ کھانے پر ضرور تشریف لا کیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے راتاً تجمیل بات کر لیں۔

جناب محمد تجمیل حسین: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اس معزز ایوان کی وساطت سے آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے ہیلٹ کی پابندی لگا کر موڑ سائیکل سواروں کا جینا مشکل کر دیا تھا۔ انہوں نے ایک فرم سے commission رکھ کر ہیلٹ کی پابندی لگائی تھی آج جوں جوں لائی کے مینے میں، ہیلٹ کی گرمی اور تین سوروں پے چالان کا ڈرلوگوں کو ذہنی طور پر اتنا پریشان کر رہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ مریانی فرم اکریہ پابندی ختم کریں تاکہ لوگ اپنا آثار ورزی اور دوسرا کاموں میں مصروف ہوں اور یہ خوف ختم ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کادن بجٹ پر بحث کے لئے ہے چونکہ کورم کی نشاندہی ہوئی تھی اس لئے پوائنٹ آف آرڈر کا نام دیا گیا ہے۔ میں اب ڈاکٹر سامیہ احمد سے کہوں گا کہ صرف ایک منٹ میں بات ختم کریں تاکہ ہم دوبارہ سے بجٹ پر بحث کو آگے بڑھا سکیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔

اغیار کی جفائیں تو زخمی نہ کر سکیں

معز زار اکین حزب اقتدار: گوماتی گو، گوماتی گو، گوماتی گو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بات سنیں! ہم نے اس اسمبلی کو جموروی طریقے سے چلانا ہے میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جس طرح میں نے کل بھی کما تھا کہ اپوزیشن کا بھی حق ہے آپ ان کی بات سنیں ان کو بات کرنے کا حق ہے۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ

اغیار کی جفائیں تو زخمی نہ کر سکیں

احباب کے خلوص کے مارے ہوئے ہیں ہم

مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ جب یہاں پر ساٹھ لوگ بیٹھے تھے تو کورم پوانٹ آؤٹ کیا لیکن غالباً کھانے کی اس banquet میز سے ذرا میں نے کھانا interrupt کیا ہے اب اکٹھے چلیں گے وہاں کھانا کھانے۔ میں نے صرف آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ سب سے زیادہ دوست آپ ہم سب کے ہیں۔ آپ نے پہلے پچاس پچپن لوگوں کو میرے لئے زیبازی بابات کرنے کا جو موقع فراہم کیا ہے اس پر میں آپ کا شکریہ ادا کر کے یہاں سے جا رہی ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں محمد رفیق!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں جموروی پارلیمانی روایات کورم سے متعلقہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ دنیا میں آج کمیں بھی نہ برطانوی پارلیمنٹ میں، نہ امریکہ میں اور نہ دیگر کسی جموروی ملک میں حتیٰ کہ بھارت میں بھی کورم کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اب یہ روایات ہمارے ہاں بھی ختم ہو جانی چاہئیں کہ اگر اپوزیشن چاہے تو ایوان کی کارروائی روکنے کے لئے کورم کا مسئلہ اٹھادے اور اگر سرکاری بخپر کے لوگ اپوزیشن کی کارروائی روکنا چاہیں تو وہ کورم کا مسئلہ اٹھادیں۔ اس لئے قواعد و ضوابط میں یہ ترمیم ہونی چاہئے کہ کوئی بھی کورم کا مسئلہ نہ اٹھائے چاہے ایک ہی ممبر بیٹھا ہو لیکن ایوان کی کارروائی چلتی رہنی چاہئے۔ جو لوگ ایوان میں بیٹھ کر علاقے کے مسائل کی بات نہیں کرتے ان کا احتساب ان کے حلقوں کی عوام

کرے گی اور پھر اس احتساب کے ڈر سے ممبر ان ایوان میں بیٹھیں گے۔ لہذا میں پھر استدعا کرتا ہوں کہ قواعد و ضوابط میں ترمیم کر کے کورم کامنلہ ختم کر دینا چاہئے ۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہاں پر ہم سب قواعد و ضوابط کے تابع ہیں اور سب سے بڑھ کر آئین پاکستان کے تابع ہیں۔ صحیح بھی ایک دو باقی ہوئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب relevant as a rules and relevant laws کے طالب علم ہیں اور ہم ساری عمر سمجھتے ہیں۔ میں آپ سب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے رولز آف پروسیجر کے مطابق کورم کے حوالے سے درج ہے کہ:

"If at any time during the sitting of the Assembly, the attention of the Speaker is drawn to the fact that when the members, less than one fourth of the total membership of the Assembly, are present, he shall suspend the sitting and order for bells to run for five minutes."

یہ تو ہمارے رولز آف پروسیجرز ہیں لیکن ہم نے یہ کہاں سے لئے ہیں؟ آئین پاکستان کا آرٹیکل 55(2) کرتا ہے کہ:

If at any time during a sitting of the National Assembly the attention of the person presiding is drawn to the fact that less than one-fourth of the total membership of the Assembly is present, he shall either adjourn the Assembly or suspend the meeting until at least one-fourth of such membership is present.

اب یہاں پر نیشنل اسمبلی کا ذکر ہے لیکن آئین کا آرٹیکل 127 کرتا ہے کہ:

Subject to the Constitution, the provision of clauses (2) to (8) of Article 53,

پھر آرٹیکل 54 کا ذکر ہے ان کے بارے میں ہے کہ:

In relation to a Provincial Assembly or a committee or members thereof or the Provincial Assembly.

یعنی یہ روز صوبائی اسمبلی پر لاگو ہیں۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں نے اس اسمبلی کو rules and procedure کے مطابق چلانے کے لئے mandate یا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس اسمبلی کو اسی طرح چلائیں گے۔ اب ہم دوبارہ بحث پر عام بحث کی طرف آتے ہیں۔ میں ملک جلال الدین ڈھکو صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث پر بات کریں۔

جناب شاہ جمال احمد بھٹی: جناب سپیکر! ابھی میری بات جاری تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شاہ جمال احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں اس interruption سے پہلے زراعت پر بات کر رہا تھا کہ خاص طور پر ڈیزیل پر مزید subsidy کی ترقی میں پانی کا اہم کردار ہے۔ لہذا میری گزارش ہو گی کہ جیسے وزیر اعلیٰ نے فرمایا تھا کہ 2010 تک ہر بچہ سکول جائے گا اسی طرح ہمارا ایک target ہونا چاہئے اور ایک ٹائم مقرر کر لیں کہ پنجاب کی تمام نسیں پختہ ہوں گی تاکہ صحیح طور پر ان میں پانی کا flow ہو سکے۔

جناب والا! شوگر ملز کے متعلق بہت گفتگو ہو چکی میں کہنا چاہتا ہوں کہ نکانہ صاحب میں بھی ایک شوگر مل ہے اس سے وہاں کے کاشتکار بہت تنگ ہیں۔ ابھی تک کاشتکاروں کے کروڑوں روپے کے dues کے ذمہ باقی ہیں۔ یہ سابقہ ادوار کی پالیسیز کی وجہ ہے کہ اتنی بڑی شوگر ملز توگ کیس لیکن کاشتکاروں کے چنگل میں آ گئے۔ لہذا ہماری موجودہ حکومت ایسی پالیسیز مرتب کرے کہ چھوٹی کی شوگر ملز جو one to two thousand tons of cane per day capacity اجازت دے تاکہ کاشتکار اپنی تحصیل اور یونین کو نسل کی سطح پر چھوٹی شوگر ملز اور گرینکلنے کے طریقے سے مستفید ہو سکے اور ان بڑے شوگر ملز مالکان کے چنگل سے نجات حاصل ہو سکے۔

جناب والا! یہاں قرضہ جات کے متعلق بات ہوئی۔ خواہش تو یہ تھی کہ خاص طور پر چھوٹے زمینداروں کے قرضہ جات معاف کئے جائیں۔ ہمارے ہمسائے ملک ہندوستان نے اپنے تمام چھوٹے کاشتکاروں کے تقریباً 10۔ ارب ڈالر سے زیادہ کے قرضے معاف کئے ہیں۔ گوہارے پاس

گنجائش نہیں لیکن میری خواہش تھی کہ قوی اسمبلی میں یہ سوال اٹھایا جاتا چونکہ اس وقت ہمارے پاس 132-ارب روپے کا surplus budget ہے لہذا میری سفارش ہو گی کہ اس میں سے کچھ رقم مختص کر کے پنجاب بھر میں ایک یا ڈیڑھ لاکھ تک کے تمام چھوٹے کاشتکاروں کے قرضہ جات معاف کئے جائیں۔ (نصرہ ہائے تحسین)

میں آپ کو مثال دیتا ہوں کہ میرے پاس 18-جنون کا خبریں اخبار ہے اس میں نیلام عام کا ایک اشتمار ہے جس میں کسی کا پچاہ ہزار outstanding ہے اور اس کی ایک کنال، ایک ایکڑیا و ایکڑ رقبہ اراضی نیلامی میں رکھا جا چکا ہے۔ اگر ہماری حکومت یہ مر بانی کرے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح طور پر کاشتکار کے بھلے کی بات ہو گی۔

جناب والا! اس بجٹ میں صحت پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ صحت کے میدان میں focus پر ہمارا prevention ہونا چاہئے۔ پیئے کا صاف پانی میا کیا جائے، دیہاتوں اور شرروں میں گندگی کی صفائی کی جائے تاکہ لوگوں کی صحت بہتر رہے اور ہمارے human resources پر impact generic تقریر میں drugs کے حوالے سے بات کی مجھے یہ کہتے ہوئے فخر ہے کہ یہ وہی پالیسی ہے جو آج سے تقریباً چالیس سال پہلے پاکستان پبلیک پارٹی کی حکومت کی طرف سے دی گئی تھی۔ اس وقت اس پر بہت زیادہ criticism ہوا تھا لیکن وقت نے یہ ثابت کیا ہے کہ generic drugs ہی ایک عام اور غریب آدمی کو سستی ادویات فراہم کرنے کا طریقہ ہے۔

جناب والا! تعلیم کے میدان میں پورے پاکستان اور خاص طور پر پنجاب میں ایک digital divide آچکی ہے۔ جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں بہاں فرمایا تھا کہ خاص طور پر شرروں میں بچے کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کی تو بات ہی کیا ہے کہ جہاں دو تین سال کا بچہ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر کے ذریعے تعلیم حاصل کرتا ہے لیکن میں اپنے ملک پاکستان کی بات کرتا ہوں کہ اگر آپ دیہاتوں میں جائیں تو بھی بھی بچے تختیاں لے کر پھر رہے ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ وزارت انفار میشن انڈیکنالوجی کو فعال بنایا جائے اور اس کے ذریعے تمام دیہاتوں تک internet connectivity کی رسائی دی جائے۔ جیسے ہندوستان میں لوگوں کو سوڈاں میں لیپ ٹاپ کی فراہمی کی پالیسی ہے اسی طرح ہمارے دیہاتوں میں بھی بچوں کو کمپیوٹر کا علم اور تعلیم دی جائے (نصرہ ہائے تحسین)

میں نے بجٹ کے سلسلے میں ایک سینار میں حصہ لیا تھا اس میں ایک عربی ٹیچر کے بارے میں بات ہوئی تھی کہ اسامی ہے لیکن وہ بھی تک پر نہیں کی گئی۔ لہذا اس سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ جماں بھی عربی ٹیچر زکی اسامیاں موجود ہیں انھیں fill کیا جائے۔

بجٹ کے اندر بڑے شروع کے لئے ایک ٹرانسپورٹ کے نظام کی گنجائش دی گئی ہے۔

میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں public private partnership کے تحت ایسی ہی transport service میا کی جائے۔ آپ دیہاتوں میں جائیں، خاص طور پر نکانہ صاحب میں جائیں تو وہاں آپ کو نظر آئے گا کہ بزرگ لوگ بسوں کے اوپر اور پیچھے لٹک لٹک کر جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس سواری کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہوتا۔ لہذا اسی طرز کی کوئی transport service at district level پر بھی شروع کی جانی چاہئے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

چونکہ میرا تعلق نکانہ صاحب سے ہے۔ نکانہ صاحب ایک internationally

recognized city ہے، ضلع ہے۔ اس کے چند مسائل ہیں جن کی میں نشاندہی کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ میری گزارش ہو گی کہ نکانہ صاحب کے گورونامک ڈگری کالج میں ایم۔ اے کی کلاسز کے اجراء کی اجازت دی جائے اور اس کے لئے درکار فنڈز میا کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نکانہ سے لاہور براستہ جسلافی ایک سڑک آتی ہے۔ میرے یہاں اور بھی دوست، بھائی نکانہ صاحب سے ممبر ہیں وہ میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ وہ نکانہ سے لاہور کا ایک shortest route ہے جو کہ neglect ہوا ہے۔ اس پر خاص توجہ دی جائے اور اس کے لئے خصوصی فنڈز میا کئے جائیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈو کیٹ) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر کی کامل طور پر تائید کرتا ہوں کیونکہ اس سے قبل نکانہ سے لاہور کے لئے ایک dual carriage بن چکی ہے۔ وہ بالکل بد دیانتی کی بنیاد پر بنائی گئی ہے۔ سابقہ چیف سیکرٹری نے اپنی زمینوں سے سڑک گزارنے کے لئے یہ dual carriage ناجائز طور پر بنوائی ہے۔ میری جناب سے گزارش ہے کہ اس بارے میں فوری طور پر high level کی ایک انکوائری کروائی جائے۔ ذمہ دار ان کے خلاف کارروائی کی جائے اور ان سے وہاں پر لگائی گئی قومی دولت وصول کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ جماں بھٹی صاحب! آپ اب ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب شاہ جماں احمد بھٹی: جناب سپیکر! نکانہ صاحب ایک نیا ضلع ہے اور اس میں پریس کے لئے کوئی خاص جگہ مخصوص نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ

نکانہ صاحب میں ڈسٹرکٹ پریس کلب کے لئے خصوصی فنڈز جاری کروائیں۔ پریس کلب کی عمارت کے لئے میں ایک پراجیکٹ پیش کروں گا اسے بھی منظور کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ پچھلے سال نکانہ صاحب کی بار ایسو سی ایشن نے وکلاء کی تحریک میں ایک اہم کردار ادا کیا تھا۔ نکانہ صاحب کے وکلاء کے خلاف پچھلے دور میں charges کے fund کے جاری کیا جائے۔ نکانہ ڈسٹرکٹ بار ایسو سی ایشن کو پنجاب حکومت کی طرف سے پچھلے سال ان کے جو shares ہیں وہ بھی نہیں مل تو میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ درخواست کروں گا کہ نکانہ ڈسٹرکٹ بار ایسو سی ایشن کے لئے خصوصی فنڈز جاری کئے جائیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہوں گا۔ بہت شکریہ

شیخ علاؤ الدین: پونٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایک نہایت ہی ضروری مسئلہ اس ایوان اور حکومت کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ دلدار پرویز بھٹی صاحب نے صرف عظیم استاد بلکہ compare اور بہت بڑے artist بھی تھے۔ انھوں نے شوکت خانم ہسپتال کے لئے چندہ اکٹھے کرتے ہوئے شہادت پائی۔ ان کی بیوہ کو ایک کوارٹر دیا گیا تھا۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ اب ان سے وہ کوارٹر چھیننا جا رہا ہے۔ مجھے ابھی پیغام دیا گیا ہے کہ میں آپ اور حکومت کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ اس کے اوپر ایک یقین دہانی لی جائے کہ ان کی بیوہ سے وہ کوارٹر نہ چھیننا جائے۔ وہ ایک عظیم درویش صفت آدمی تھا۔ یہاں لوگوں نے دس دس کنال کی کوٹھیاں دہانی ہوئی ہیں لیکن انھیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ دلدار پرویز بھٹی (مرحوم) کی بیوہ اور اس کے بچوں سے وہ کوارٹر نہ لیا جائے۔

بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں کامران ماہیل صاحب سے کہوں گا کہ اس مسئلے کو دیکھیں اور پھر ہاؤس کو اس بارے میں آگاہ کریں۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈو وکیٹ): پونٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈو وکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت اور صنعت میں بڑا فرق ہے۔ اگر کوئی صنعت کار اپنی انڈسٹری کے لئے کوئی قرضہ لیتا ہے تو اسے ایک فیصد یادو فیصد سو روپیہ جاتا ہے جبکہ اگر کوئی زراعت پیشہ یا کسان قرضہ لیتا

ہے تو اسے 14 یا 15 فیصد سود پر دیا جاتا ہے۔ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس ملک کا 80 فیصد انحصار زراعت پر ہے۔ اس کے بعد ظلم یہ ہے کہ اگر کوئی صنعت کار قرضہ لیتا ہے، فرض کریں کہ اس کی انڈسٹری 10 لاکھ مالیت کی ہے اور وہ ایک کروڑ روپے قرضہ لے کر کھا جاتا ہے تو اس کی 10 لاکھ انڈسٹری کو نیلام کر دیا جاتا ہے اور اس میں بھی اس صنعت کار کو منافع بھی مل جاتا ہے۔ جب ایک کسان قرضہ لیتا ہے تو اس کو دوسرا میں دی جاتی ہیں۔ ضابطہ فوجداری 403 کے تحت ایک جرم میں دو سزا میں نہیں ہو سکتیں۔ اگر ایک سزا ہو گئی ہے تو پھر دوسرا نہیں دی جاسکتی۔ کسان کو دوسرا میں دی جاتی ہیں۔ اس سے قرضہ بھی وصول کیا جاتا ہے اگر وہ قرضہ نہیں دیتا تو اس کو جیل میں بھی بند کر دیا جاتا ہے۔ چلیں ٹھیک ہے اس نے قرضہ والپس نہیں کیا تو اس کو جیل میں بند کر دیا جائے مگر اس کے بعد اس کی زمین کی نیلامی بھی کر دی جاتی ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ضابطہ فوجداری کے تحت کسی ایک جرم کی دوسرا میں نہیں ہوتیں تو پھر کسان جو اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے، جو اس ملک کا کاماؤپٹر ہے اس کے ساتھ یہ ظلم کیوں کیا جاتا ہے؟ میں آپ کی وساطت سے یہ بات وزیر زراعت اور وزیر خزانہ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے قانون سازی کریں اور اس کو بجٹ کا حصہ بنائیں کہ کسان کو اگر سزادینا مقصود ہے تو ایک سزادی جائے یا تو اس کو اندر دے دیں یا پھر اس کی زمین ترق کر لیں۔ اس کو ایک جرم کی دوسرا میں نہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں ملک جلال الدین ڈھکو صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں بھی بجٹ پر کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔ پنجاب کا یہ بجٹ متوازن اور فلاہی بجٹ ہے۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میان محمد شہباز شریف کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ کارہ صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بجٹ پر بڑی لمبی چوڑی بجٹ و محیص ہو چکی ہے۔ میں بھی اپنے point of view سے چند گزارشات کروں گا کیونکہ یہ پنجاب کی تقدیر کا مسئلہ ہے۔ اگر ہمت کی جائے تو ایک سال میں بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ موجودہ وزیر اعلیٰ کو میں بڑی دیر سے جانتا ہوں۔ یہ بڑی صلاحیتوں کے حامل ہیں اور مجھے یقین کامل ہے کہ انھوں نے بجٹ پر جوابیں کی ہیں وہاں پر یقیناً عملدرآمد بھی کروائیں گے اور مسائل حل کریں گے۔

بجٹ میں ساڑھے بارہ ایکڑ زمین پر گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ ایکڑ اور کم از کم چار پانچ ایکڑ زمین رکھنے والے کاشت کار کے لئے اس سکیم کا اجراء کیا گیا ہے۔ یہ بڑی اچھی سکیم ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے یہ سکیم اپنے پچھلے دور حکومت میں بھی جاری کی تھی اور اس پر عمل کروایا تھا۔ کپیوٹر کے ذریعے قرム اندازی ہو گی اور اس میں قطعاً اس بات کی تخصیص نہیں ہو گی وہ آدمی ہماری پارٹی کا ہے یا غیر پارٹی کا ہے۔ یہ قرム اندازی کے ذریعے ہو گی، انصاف کا تقاضا پورا ہو گا اور میں اس میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک چھوٹی سی ترمیم کر لی جائے کہ اگر ایک ہی گھر کے تین چار آدمی درخواست گزار ہوں اور ایک ہی گھر کے دو ٹریکٹر نکل آئیں تو مقامی انتظامیہ کے جو لوگ ہیں، قرム اندازی کرانے والے جو لوگ ہیں ان کو حکم دیا جائے کہ ایک گھر سے صرف ایک درخواست وصول کی جائے۔ یہ بڑی اچھی سکیم ہے لیکن اس میں یہ تھوڑی سی ترمیم کر لی جائے۔ ایک لاکھ روپے کی چھوٹ بڑی اچھی چھوٹ ہے اور اس میں ایک غریب آدمی کو کافی رعایت ملے گی۔ اس کے بعد حکومت نے ساڑھے بارہ ایکڑ زمین lease پر جو دینے کا فیصلہ کیا ہے یہ بھی حکومت پنجاب کا ایک اچھا فیصلہ ہے قابل تحسین قدم ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہو گی کہ آپ پنجاب کے اندر خود سروے کر لیں بہت سی زمینیں بے آب پڑی ہیں۔ انڈیا جائیں جب یہ border cross کریں تو آپ کو غیر آباد زمین نظر نہیں آئے گی۔ میں نے انڈیا کا سروے کیا ہے وہاں پر حکومت نے مسلسل جدوجہد کے ذریعے اپنی تمام خبری زمینیں آباد کر لی ہیں۔ ہمارے ملک میں اور خاص طور پر پنجاب میں کافی خبری زمینیں پڑی ہوئی ہیں۔ اگر ساڑھے بارہ ایکڑ زمین غریب کاشت کار کو lease پر دی گئی تو اس سے غریب کاشت کار کا بیٹھ بھی بھرے گا زمین بھی آباد ہو گی اور ملک کو بھی فائدہ ہو گا۔ یہ بھی ایک قابل تحسین قدم ہے جو پنجاب حکومت نے اٹھایا ہے۔ اس کے علاوہ غریب آدمی کے علاج معا لجے اور خورد و نوش کے لئے 17 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمیں سب کو علم ہے کہ غریب آدمی ہسپتا لوں میں علاج کروائی نہیں سکتا۔ وہ علاج معا لجے کی خاطر سک سک کر مر جاتا ہے لیکن اپنا علاج نہیں کرو سکتا۔ یہ پروگرام بھی بہت اچھا ہے اس پر بھی میاں محمد شہباز شریف نے جو فیصلہ کیا ہے میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد بے گھر لوگوں کے لئے بھی ایک سکیم شروع کی گئی ہے اور اس کے لئے ایک ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اگر اس پر عمل ہو تو یہ بھی بہت اچھی سکیم ہے۔ اگر اس پر صحیح طریقے سے عمل ہو تو یہ بے سارا اور بے گھر لوگوں کے لئے یہ ایک اچھی سکیم ہو گی۔ سب سے پہلے یہ جو نیجو صاحب کے دور میں سکیم

شروع ہوئی تھی لیکن اس پر صحیح طریقے سے عملدرآمد نہ ہو سکا۔ اب میری یہ گزارش ہو گی کہ اس پر صحیح طریقے سے عملدرآمد کروایا جائے اور میں میاں شہباز شریف صاحب کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

محترمہ نسیم ناصر خواجہ بپاہنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی نے گروں کی بات کی۔ بچھلی حکومت نے سرکاری ملازمین کو ایک سوالت فراہم کی تھی جس کے تحت ان کی تخلی ہوں سے ماہنہ کٹوتی ہو رہی تھی تاکہ حکومت ان ملازمین کو retirement کے بعد مکان فراہم کرے۔ نہ جانے اس سیکم کا کیا بنا کیوں نکلہ موجودہ بجٹ میں اس کا کہیں ذکر نہیں ہے اس سے سرکاری ملازمین میں میں اضطراب پایا جا رہا ہے اس لئے مرتبانی فرمائیں اس کے اوپر روشنی ڈالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب والا! میں بھی ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک مقرر جب تقریر کر رہا ہوتا ہے اس کا اس طرح سے تسلسل ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر کوئی میراد و سمت بھائی معزز رکن اسمبلی کوئی بات کرنا چاہتا ہے تو وہ مقرر کی تقریر کے بعد اپنی بات کرے اور مقرر کو اپنی بات کے درمیان سے نہ روکا جائے۔ مرتبانی۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ پنجاب کا ترقیاتی بجٹ 160۔ ارب روپے کا ہے جو کہ ایک ریکارڈ بجٹ ہے اور یہ بھی پہلی دفعہ اتنی رقم رکھی گئی ہے اور یہ ایک قابل تحسین قدم ہے اور مجھے یہ بھی یقین کامل ہے کہ میاں صاحب یہ ترقیاتی سکیمیں مکمل بھی کروائیں گے۔ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا ہے کہ ہمیں ایک بڑے بحران کا سامنا ہے۔ اس وقت بجلی پانی اور عدالتی بحران کا سامنا ہے۔ میاں صاحب آپ نے تو تقریر میں یہ بات کی ہے اور آپ نے جو بات بھی کی ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ:

"کائنتوں میں الجھ کر زندگی کی خوکر لے"

ہمت سے ہی مسائل حل ہوں گے اور اگر میاں صاحب نے ہمت کی تو انشاء اللہ ان مسائل پر بھی قابو پایا جائے گا۔

اس کے بعد بیوگان کے لئے اور غریب عورتوں کے لئے قرضے کی معافی کا جو فیصلہ کیا ہے وہ بھی قبل تحسین قدم ہے۔ اس کے بعد کچھ آبادیوں کے متعلق عرض کروں گا۔ اس کی development کے لئے بھی 2۔ ارب روپے مختص کئے گئے ہیں یہ بھی بڑا چھا قدم ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے یقین کامل ہے کہ میاں صاحب اس پر بھی عملدرآمد کروائیں گے میں میاں صاحب کو بڑی دیر سے جانتا ہوں وہ بڑے محنتی انتہک اور اپنی بات پر قائم رہنے والے انسان ہیں۔ ان ساری باتوں کے علاوہ میں چند ایک اور گزارشات بھی بجٹ پر کرنا چاہتا ہوں جو کہ اس صوبہ کے لئے بے حد ضروری بھی ہیں۔ میں 1985 سے اس اسمبلی میں آرہا ہوں سوائے 1993 کی اسمبلی کے اور میں چھ دفعہ اس اسمبلی کا ممبر رہا ہوں۔ بجٹ پر تقریروں تو ہم کرتے ہیں لیکن اس پر عمل کم ہوتا ہے۔ میں جناب سپیکر کو یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس بات کی کوشش کریں کہ جو باتیں اور جو مسئلے آپ کو پنجاب کے مفاد میں نظر آئیں اس کے لئے ایک کمیٹی بنادیں تاکہ وہ اس میں ان معاملات کو discuss کر سکیں اور عملی جامہ پہنا سکیں۔ اس ہاؤس کے لئے بھی یہ ایک اعزاز ہو گا۔ ہم یہاں تقریروں تو کر جاتے ہیں لیکن ان تقریروں پر کوئی عمل نہیں ہوتا اس سے اس معزز ایوان کی بھی insult ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پنجاب کی تقدیر کو بد لئے کے لئے بڑی ہمت اور محنت کی ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چار مسئلے ایسے ہیں جو بہت اہم ہیں اور کسی بھی حکومت کا ان کو حل کرنا بہت ضروری ہے۔ حکومت کا سب سے پہلے فرض یہ ہے کہ وہ ملک اور صوبے میں امن قائم کرے۔ زراعت کا مسئلہ بھی بڑا اہم ہے لیکن سب سے پہلے امن و امان کا مسئلہ ہے۔ جس ملک میں امن نہیں، جس خطے میں امن نہیں، جس گھر میں امن نہیں، جس صوبے میں امن نہیں اگر وہاں پر ساری سلوکیات بھی میسر ہوں تو وہاں پر زندگی گزارنا نامایت مشکل ہو جائے گا۔ امن کے لئے ہمیں عملی اقدامات کرنے پڑیں گے۔ اگر زبانی جمع خرچ کیا تو حالت اور خراب ہو جائے گی۔ میں خود دیبات کا رہنے والا ہوں اتنی چوریاں ہو رہی ہیں، لوگ اتنی بد معاشیاں کر رہے ہیں، اتنے لوگ ڈال کے ڈال رہے ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے اور یہ سب کچھ میرے دوستوں کو پتا ہے کیونکہ زیادہ دوست دیبات کے رہنے والے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کا سد باب نمایت ضروری ہے۔ اس میں بھی دو مسئلے ہیں نمبر ایک تو پولیس کا مسئلہ ہے۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ کی اصلاح کے لئے یہاں پر ہزار مرتبہ باتیں ہوئی ہیں پولیس کو سدھارنے کے لئے یہاں پر بڑی باتیں ہوئیں لیکن اس پر بھی عمل نہ ہوا۔ عملی قدم اٹھانا ضروری ہے۔

پولیس ڈیپارٹمنٹ اس وقت جو کام کر رہا ہے وہ بھی آپ کو بتا ہے وہ چور سے پیسے لے لیتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے، ڈکیت سے بھی لے لیتا ہے، قاتل سے لے لینا اور چھوڑ دیتا ہے لیکن کسی corrupt officer کے خلاف آج تک کارروائی نہیں ہوئی۔ آپ خود بتائیں کوئی corrupt officer آج تک جیل میں گیا، کسی corrupt officer کو گولی ماری گئی، کسی کو کوڑے مارے گئے تمام کے تمام اسی طرح سے پھرتے ہیں اور ان کو یہ بھی یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ suspend کر دیں گے۔ اگر ڈی آئی جی معطل کر دے گا تو آئی جی بحال کر دے گا۔ وہ tribunal میں چلا جائے گا اور وہاں سے بحال ہو جائے گا۔ میں اس بات کی طرف آپ corrupt officer کے خلاف آپ جب تک عملی قدم نہیں اٹھائیں گے تب تک کچھ نہیں ہو گا۔ آپ حضرت فاروق اعظم کا دور دیکھیں آپ خلیفہ وقت تھے اور اتنے جلیل القدر خلیفہ تھے جس کا آپ کو بھی علم ہے جس کی administration کی انگریز بھی مثالیں دیتے ہیں۔ ان پر بھی تقید ہوئی کہ آپ نے مال غمیت سے دو کرتے لئے ہیں۔ انہوں نے آکر کھلے بندوں اعلان کیا کہ ایک کرتا میرے بیٹے کا ہے، ایک میرا ہے۔ بہاں تو ایک سب انسپکٹر چھوٹ جاتا ہے۔ مہربانی فرمائیں ایسے اقدامات کریں اور ان اقدامات کو اسمبلی کی باتوں تک نہ رکھیں۔ کابینہ کے ممبران بھی بہاں بیٹھے ہیں اور چیف منسٹر صاحب سب مل کر عملی فیصلہ کریں۔ نہیں معلوم ہے کہ یہ بندہ کر پڑتے ہے ان کی لسٹیں بنائیں، انہیں فارع کر کے سزا و جزادیں پھر آپ کے ملک میں امن ہو گا، ورنہ نہیں۔

تمہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

اس کے بعد میں یہ گزارش کروں کہ امن سب سے ضروری ہے۔ وقت کی کمی کے پیش نظر اب میں زراعت کی بات کروں گا۔ زراعت پر بڑی لمبی چوری بحث ہو چکی ہے۔ احمد خان صاحب نے بھی اس پر بڑی بحث کی، دوسرا بھائیوں نے بھی بڑی بحث کی۔ جس وقت انگریز نے اس ملک اور اس خطے کو چھوڑا تو پنجاب کے بارے میں انگریز کے remarks یہ تھے کہ یہ golden sparrow ہے۔ آج کل یہ golden sparrow ہر چیز باہر سے درآمد کر رہی ہے۔ اجناں باہر سے درآمد کر رہی ہے۔ برآمد کی بجائے درآمد کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ جب تک اس زراعت کو ٹھیک نہ کیا گیا تو پھر آپ کا کسان اور آپ کاملک خوشحال نہیں ہو سکتا اور اس صوبے کی تقدیر کسی قیمت پر نہیں بدل سکتی، چاہے آپ لاکھ چارہ کر لیں۔ زبانی بمحض خرچ کی بجائے ہم سب لوگ

ممبران صوبائی اسمبلی، جناب سپکر! آپ بھی اور چیف منسٹر صاحب مل جل کر سب اس رسی کو مضمبوطی سے پکڑیں اور اس ریڈھ کی ہڈی کو مضبوط کریں اور اس کے لئے کچھ سوچیں۔

(اذان نظر)

جناب سپکر! میں زراعت کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ وقت کی کمی کے پیش نظر میں بھی اپنی بات کو مختصر کروں گا۔ میں چند ایک تجویزیوں ناچاہتا ہوں۔

جناب سپکر! زراعت کے بارے میں میری ایک تو سب سے بڑی تجویزی ہے کہ پنجاب کا مکملہ انہار کا نظام پوری دنیا کا سب سے بڑا نظام تھا جو برباد ہو چکا ہے۔ نسرا نی نظام جب تک درست نہیں ہو گا اس وقت تک پنجاب میں فصلات اس طریقے سے نہیں الگائی جائیں گی جس سے production پوری ہو سکے۔ اس نسرا نی نظام کو درست کرنے کے لئے آپ کے پڑوسی ملک انڈیا نے 54 ڈیم بنائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے ایک ڈیم نہیں بنایا۔ ایک کالا باغ ڈیم تھا، خیر اس کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نسرا نی نظام کے لئے ڈیم بنانے بے انتہا ضروری ہیں ورنہ آپ کا نسرا نی نظام ٹھیک ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ کے دریاؤں میں پانی نہیں آئے گا۔ آپ سٹرل گور نمنٹ سے مطالبه کریں اور ہمت اور محنت کے ساتھ ڈیم بناؤں کیونکہ اس ملک کی خواراک کا مسئلہ ہے۔ یہ جو بار بار کہتے ہیں کہ زراعت اس ملک کی ریڈھ کی ہڈی ہے اگر اس کو آپ نہیں مضبوط کریں گے تو آپ کا ملک کیسے قائم رہے گا؟ باقتوں باقتوں میں بات نہیں بننے گی۔ اس پر عمل ہونا چاہئے یعنی ڈیم شروع کرانے چاہئیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ غیر متنازعہ ڈیم بنائیں، جماں پر متنازعہ ہیں وہاں نہ بنائیں۔ نسروں کے نظام کو اور بہتر بنانے کے لئے وہاں پر سرکاری بنگلے بننے تھے۔ آپ وہاں جا کر سرکاری بنگلوں کی حالت دیکھیں سارے تباہ ہو چکے ہیں وہاں پر کوئی آدمی نہیں رہتا۔ اور سیئر رہتا ہے اور نہ پتواری۔ بیلدار نہیں ملتا، بیلدار ایسکین اور ایس۔ ای کے گھر میں کام کرتا ہے حالانکہ بیلدار کی ڈیوٹی یہ ہے کہ وہ کسی لے کر راجا جا پر پھرے اور اس کے کٹ ٹھیک کرے لیکن بیلدار کماں؟ راجہ ریاض صاحب آج نہیں بیٹھے، میں ان سے direct بات کرتا۔ اگر آپ اس نسرا نی نظام کو ٹھیک نہ کر سکے تو پھر کسی آدمی کو وزارت کرنے کا حق نہیں ہے۔ آپ اپنے ٹھیکنے کو ٹھیک کریں۔ ہر وزیر اپنے ٹھیکنے کو ٹھیک کرے۔ جب تک نسرا نی نظام ٹھیک نہیں ہو گا اس وقت تک آپ بھر پور طریقے سے اجنس کی production نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں ہندوستان کی مثال اس لئے دیتا ہوں۔ آپ دیکھ لیں وہاں پر جگہ جگہ بھلی کے ٹیوب دیل لگے ہوئے ہیں اور ان کے flat rate مقرر ہیں۔ پہلے 500 روپے تھے اب میرا خیال ہے انہوں نے 1200/1100 روپے کر دیے ہیں۔ یہاں پر ایک غریب کاشت کار اگر دوسرا بعد بھلی کا ٹیوب دیل لگوا بھی لیتا ہے۔ اول تو demand notice ہی نہیں لیتے۔ سنشل منٹر سے مہر لگوا کر لے آؤ اس کا demand notice بنے گا ورنہ تھجے والے demand notice وصول کرتے ہی نہیں۔ میں نے ایکسٹین سے یہ بات بار بار کی انہوں نے کہا، یہ ہمیں حکم ہے کہ جس پروزیر کی مرزا ہو گی وہ ہم وصول نہیں کریں گے اور وزیر بھی چند چھیتوں کو لگا کر دے دیتا ہے۔ یہ تو common man کی بات ہے، یہ گندم اگانے کی بات ہے، یہ فروٹ اور غذہ اگانے کی بات ہے اس میں آپ قطعی طور پر یہ نہ دیکھیں کہ یہ کس پارٹی کا کون آدمی ہے۔ وہاں پر تھجے کو ہدایات جاری کی جائیں کہ فوری طور پر ٹیوب دیل لگائیں۔ انڈیا میں ایک آدمی سفید کاغذ پر درخواست دیتا ہے۔ Within 7 days the government is bound کے اسے ٹیوب دیل لگا کر دے اور flat rate مقرر ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ (قطع کلامیاں)

کیونکہ سپیکر مخاطب نہ ہوتا بت نہیں بنتی۔ میں سپیکر سے ہی مخاطب ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ آپ دنیا کے کئی ملکوں کے سروے کریں۔ خاص طور پر اپنے پڑو سی ملک کا سروے کریں وہاں پر زون مقرر ہیں۔ گندم، کماد، آلو اور کمی کا زون مقرر ہے۔ وہاں کی production کیا ہے گندم کی چالیس سے پچاس من فی ایکڑ ہے۔ یہاں پر گندم کی اٹھارہ سے پچھیس من فی ایکڑ production ہے۔ اس سے بڑھ کر یہاں پر production نہیں ہے۔ وہ اس لئے کہ ہمارے کاشتکار کو پوری سہولت میسر نہیں اور ہمارا کاشتکار فروری تک گندم کاشت کرتا ہے اور کاشتکاری کا اصل وقت مقرر کیا جائے 25 نومبر کے بعد گندم کی کاشت روک دی جائے تاکہ چھیس production مل سکے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔۔۔

ایک خاتون ممبر بہہ وی جاؤ ہن۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھکو صاحب! ایک منٹ میں up wind کیجئے گا۔

سید حسن مرتضی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتفعی: جناب سپیکر! محترمہ کارروائیہ برائنا مناسب تھا۔ انہوں نے ایک فاضل ممبر کی ہاؤس کے اندر بے عزتی کی ہے اور اگر کوئی اپنے حلقہ سے جرزل سیٹ پر ایکشن لڑ کر اور منتخب ہو کر آتا ہے تو اس کو اس کا مقام ملنا چاہئے ہر آدمی کے اپنے اپنے مسائل ہیں ہر آدمی کی اپنی اپنی تکالیف ہیں وہیاں بیان نہیں کرے گا تو اور کس فورم پر وہ جا کر بیان کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اسی کے ساتھ آپ کی توجہ چاہوں گا کہ یہاں ہمارے اسمبلی سیکرٹریٹ میں 1995-1996 میں چھوٹے ملازمین نے اپنی ایک دیلفیئر سوسائٹی بنائی تھی۔ جناب رائے صاحب نے اس میں دولاٹھ روپے donation بھی دیئے تھے، نجی صاحب جو ہمارے سابق سیکرٹری تھے انہوں نے اس پر پابندی لگا دی۔ ملازمین بیچاروں نے اپنی مدد آپ کے تحت دیلفیئر سوسائٹی بنائی تھی۔ وہ دس دس، میں میں روپے collect کر کے وہ سوسائٹی چلا رہے تھے اگر کوئی ملازم وفات پا جاتا تھا تو اس کے لواحقین کی مدد ہو جاتی تھی، اگر کسی کی بیٹی کی شادی ہوتی تھی تو اس کی مدد ہو جاتی تھی اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی ایک طویل جدوجہد کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیں اور حکم صادر فرمائیں کہ اس سوسائٹی کو بحال کیا جائے تاکہ وہ اپنی دیلفیئر کے کام کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! اس سلسلے میں آپ میرے چیمبر میں آئیں ہم بات کر لیں گے۔ ڈھکو صاحب! اب آپ up wind کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب والا! جو نکہ میں ایک agriculturist ہوں اور اس وقت agriculture کو develop کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ (قطعہ کامیاب)

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبر ان سے گزارش کروں گا کہ مجھے بھی معلوم ہے جب ہم نے صحیح اجلاس کی کارروائی کو شروع کیا تھا تو میں نے دس منٹ کا تاثم رکھا تھا۔ ڈھکو صاحب نے جس طرح خود فرمایا ہے کہ ہم لوگوں کو اپنے سینٹر اور جو نیز کا خیال رکھنا چاہئے۔ آج جو سا تھی یہاں پر پہلی دفعہ آئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ پھر بھی آئیں گے۔ آج اگر وہ اپنے سینٹر کا خیال نہیں کریں گے تو تکل ان کے جو نیز بھی ان کا خیال نہیں کریں گے ہم نے ایک decorum کو لے کر چلانا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو بتاتا ہے کہ یہاں پر اپوزیشن کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر ڈھکو صاحب کچھ زیادہ وقت لے رہے ہیں تو یہ اپوزیشن کے ممبر ہیں۔ مجھے بتاتا ہے کہ میں نے دس منٹ کا وقت رکھا ہے لیکن جو نکہ ان

کا تعلق اپوزیشن سے ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اپوزیشن کی نمائندگی کر رہے ہیں اس لئے اگر وہ کچھ ٹائم زیادہ بھی لے رہے ہیں تو اس سے فرق نہیں پڑتا۔

ملک جلال الدین ڈھکو: میں agriculture کے بارے میں بات کروں گا اور دو تین منٹ میں wind up کرتا ہوں۔ میں agriculture کے بارے میں ایک گزارش کروں گا کہ ڈیزیل کو ہر حالت میں سستا کیا جائے اور کھاد کی قیمتیں کو کم کیا جائے۔ اس کے بعد میرے ایک دوست نے بات کی تھی کہ فصلوں کی بھی قدرتی اور نامانی آفت پر انشور نس ہونی چاہئے۔ بعض اوقات فصلیں جب کپک جاتی ہیں، گندم کپک جاتی ہے تو ٹالہ باری سے گندم تباہ ہو جاتی ہے تو اس پر پورا پورا ریلیف لانا چاہئے۔ میرے کچھ دوستوں کو ناگوار گزر رہا ہے کہ یہ بات لمبی کر رہا ہے، میں باقیں تو وہی کر رہا تھا جو آئے دن ہمارے تجربے میں آتی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ وہ باقیں آپ کے نوٹس میں لائی جائیں تاکہ ان کا سد باب ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد چھوٹی سی بات صحت اور تعلیم پر کروں گا باقی باتوں کو میں چھوڑ دیتا ہوں۔ تعلیم کے بارے میں کافی باقی ہو چکی ہیں۔ حکومت کے 1100 سکول تقریباً 3۔ ارب روپے سے upgrade ہوں گے۔ میں ان کو سراہتا ہوں لیکن اساتذہ کے بارے میں یہ بات کروں گا کہ ہماری شرح تعلیم جب پاکستان بناتھا تو 25 فیصد تھی اب بڑی مشکل سے 60 سال کے اندر 35 فیصد پر پہنچی ہے۔ اندیا کی بھی 25 فیصد تھی وہ 60 فیصد پر چلے گئے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ سکول بنانے چاہیں، upgradation ہونی چاہئے، یہ سب کچھ ہونا چاہئے لیکن شرح تعلیم بڑھانے کے لئے ذرائع اور طریقہ کار اور ہیں۔ کمال ایتھر کے جب تک کا انتظام سنپھالا تو لوگوں نے کما کہ یہاں پر بڑھانے کے لئے کوئی عمارت ہی نہیں ہے، بیٹھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے اس پر انہوں نے کما کہ درختوں کے نیچے بڑھائیں تو تین سال تک نیچے درختوں کے نیچے پڑھتے رہے ان کی شرح تعلیم اس وقت 95 فیصد ہے۔ اس وقت شرح تعلیم بڑھانے کے لئے سکولوں کے اساتذہ کا کردار بہت ضروری ہے۔ جب سکول ٹیچر سکول میں جاتا ہے تو اس کی ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ اس گاؤں میں لڑکوں کو گھر گھر جا کر motivate کرے، وہ ان کے بزرگوں کو، ان کے والدین کو کہیں کہ وہ نیچے کو ضرور سکول میں بڑھائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک اور درخواست کروں گا کہ بچوں کے سکولوں میں خاص طور پر لڑکوں کے سکولوں میں جماں پر اتنا دکام کر رہے ہیں وہ اتنا داپنے گاؤں میں تعینات نہ ہوں بلکہ اپنے

گاؤں سے پانچ یاد میل کے فاصلے پر تعینات ہوں۔ یہ میرا عملی تجربہ ہے کہ اپنے گاؤں میں سکول استاد قطعی طور پر بچوں کو نہیں پڑھاتا وہ بچوں سے اپنے بخی کام کرواتا ہے۔ یہ مجھے اپنے گاؤں کا تجربہ ہے اور ارد گرد کا بھی تجربہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور گزارش کروں گا کہ جب بھی بجٹ اجلاس ہو اور تقاریر ہوں تو میرے خیال میں وزراء کو ایوان میں حاضر ہونا چاہئے۔ جب وزیر ہی غیر حاضر ہوں تو ہم کس کو اپنارونا سنائیں گے۔ وزراء کو بتاہی نہ ہو کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے بارے میں دو باتیں کروں گا کہ جو C.R.C اور U.H.B بنے ہوئے ہیں۔ وہاں پر جو ڈاکٹر حضرات موجود ہیں وہ ڈسپنسروں سے مل کر ساری کی ساری دوائی کھا جاتے ہیں اور غریبوں کو دوائی نہیں ملتی اس کا سد باب ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے سب ممبران کا مشکور ہوں کہ آپ نے میری تین باتیں بھی سئیں۔ شاید میں بُری باتیں کر رہا تھا۔ مجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ میں آپ سے معذرت خواہ ہوں اور خاص طور پر خواتین سے معذرت خواہ ہوں کہ انہوں نے بُرا محسوس کیا۔ میں تو وہ باتیں کر رہا تھا جو اس ملک اور اس صوبے کے لئے ہیں۔ اس صوبے کی تقدیر کو اگر آپ نے بدلتا ہے تو پھر عملی قدم اٹھانے پڑیں گے، خاص طور پر زراعت میں اٹھانے پڑیں گے۔ اگر نہ اٹھاؤ گئے تو پھر چند دنوں کے بعد آپ دیکھ لیں گے کہ کیا ہو گا۔ آپ کا پڑو سی ملک ہندو ہے، غیر مسلم ہے، کافر ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے خود کما تھا کہ کافر کی حکومت بے انصاف حکومت سے بہتر ہے۔ مجھے بھی علم ہے لیکن اگر ہم اپنے آپ کو نہ سنواریں گے، اپنے ملک کو نہ سنواریں گے، اپنے صوبہ پنجاب کو نہ سنواریں گے اور عملی قدم نہ اٹھائیں گے تو پھر سمجھ لو کہ:

تمہاری دستاں تک نہ ہو گی دانتانوں میں

جناب قائم مقام سپیکر! ڈھکو صاحب! بہت شکریہ۔ اس وقت ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ جس طرح میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ واضح رہے کہ آج کے دن 75 معزز اکان نے list دی تھی کہ وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ اب یہ بات آپ کے سامنے ہے کہ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ابھی تک کتنے معزز اکان بات کر سکے ہیں۔ آج کے اجلاس میں جس طرح دو شستیں ہوئی ہیں۔ پہلی نشست 2:00 بج تک کی تھی۔ اب پہلی نشست کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ اب 4:00 بج تک نماز اور کھانے کا وقت ہے۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کیفی ٹیریا کے اندر مردار اکین کے لئے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور

اس سے ملختہ کمیٹی روم میں خواتین ارکین کے لئے کھانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اب اس وقٹے کے بعد ہم سب نے دوبارہ ہمارا پر اکٹھے ہونا ہے۔ اب دوبارہ اس ایوان کی کارروائی 4 نج گر 15 منٹ پر شروع ہو گی۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر اور کھانے کے لئے معزز ایوان کی کارروائی متوzi کی گئی)

(نماز ظہر اور کھانے کے وقٹے کے بعد 4.30 پر)

جناب قائم مقام پسیکر کر سی صدارت پر متینکن ہوئے

جناب قائم مقام پسیکر: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اب ہم وقٹے کے بعد کارروائی کا دوبارہ آغاز کرتے ہیں۔ میں سب سے پہلے ڈاکٹر زمردیا سمیں رانا صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ بات کریں۔

ڈاکٹر زمردیا سمیں رانا: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ما بعد۔ جناب پسیکر! میں آپ کو اس مسند پر بیٹھنے پر اپنے دل کی اتھاگھرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں اور آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان کے سامنے بولنے کے لئے کچھ منٹ عطا فرمائے تاکہ میں دل کی آواز زبان پر لا سکوں۔ میں اس معزز ایوان میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف، ان کی کابینہ کے تمام ارکین اور وزیر خزانہ جناب تنور اشرف کا رہ صاحب کو اتنے مشکل حالات میں اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ good governance اور اچھی ایڈمنیسٹریشن ہمارے قائد کی وہ خوبیاں ہیں جن کی مخالفین بھی تعریف کرتے ہیں۔ آپ کی اعلیٰ انعام و فرست کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ معزز ارکین کے سر فخر سے بلند ہیں اور ہم خدائے بزرگ و برتر کے اس عظیم احسان پر شکر گزار ہیں۔ تمام معزز ارکین جانتے ہیں کہ وسائل کی کمی اور تمام تر رکاوٹوں کے باوجود اس طرح کا بجٹ پیش کرنا جس میں غریب عوام کو ریلیف ملا ہو ایک نہایت ہی قابل تحسین قدم ہے۔ یہ عوام کی محبتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ میاں صاحب بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں، حمزہ شہباز صاحب این اے۔ 119 سے بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں اور یقینی طور پر یہ اس ایوان کی فتح ہے۔ یہ فتح آپ کی فتح ہے۔ یہ فتح میری فتح ہے اور یہ فتح ہمارے ان مظلوم بھائیوں کی ہے جو پچھلے آٹھ سالوں سے ظلم کی چکی میں پستے رہے ہیں۔

جناب پسیکر! اس بجٹ کی خوبصورتی یہ ہے کہ اس میں ٹیکسوں کی مدد سے حاصل کی گئی تمام آمدی کو غریب، نادر اور مغلس لوگوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ سرکاری ضیافتوں میں کافیت شعاری، نئی گاڑیوں پر پابندی لگانا، ڈائلکسیز سنسٹر ز کو نعال بنانا، مفت ادویات کی فراہی، drugs pricing

performance based policy, emergency services in all districts ایسے اقدامات ہیں جن کی تعریف نہ کرنا بحث کے ساتھ زیادتی ہے۔ میرٹ پر سختی سے پابندی اور سیلف فناں کا خاتمہ نہیں ہے۔ اب ان تمام سٹوڈنٹس کا خرچہ ہماری حکومت پنجاب اٹھائے گی جو میرٹ پر داخلہ ملنے کے باوجود بھی پروفیشنل تعلیم کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے۔ یہ ایک نہایت ہی قابل تحسین قدم ہے۔ صحت ہماری بنیادی ضرورت ہے it is beyond international borders and races یہ غریب امیر، سکھ عیسائی مسلمان حتیٰ کہ سب کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

Majority of our population is either totally un-served, under served and at the best inappropriately served in the September 2000, 189 countries endorse a declaration.

جسے ہم M.D.G یعنی Millennium Development Goals کام کرنے کے لئے یہ ایک صحیح سمت کا تعین ہے اور اس میں تمام ترقی پذیر ممالک کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں آگے جانے کے لئے اقدامات کی سمت کا تعین کیا گیا ہے تاکہ ترقی پذیر ممالک وقت کے ساتھ ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔

جانب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گی کہ اس میں M.M.R یعنی Maternal Mortality Rate ان خواتین کو represent کرتا ہے جو زنگی کے دوران مر جاتی ہیں۔ 2006-07 میں اس کی 384 ratio ہے اور ہم نے 2015 تک اسے 140 تک decrease کرنا ہے۔ جب ہم نے اسے 2000 میں شروع کیا تھا تو اسے 384 سے صرف 300 تک کر سکے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ہمارا آدھے سے زیادہ کام رہ گیا ہے۔ اسی طرح جو mortality rate 2000 میں سو فیصد تھا وہ 2006 تک 77 فیصد ہوا ہے اور ہم نے اسے 30 فیصد تک لے کر جانا ہے۔ ابھی ہم Millennium Development Goal کے بہت پیچھے ہیں اور ہمیں ان کے لئے بت زیادہ hard working کی ضرورت ہے۔ یہ ہمارے قائد کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے تمام ایم پی۔ ایز کے حلف اٹھانے سے پہلے ہی لمحہ ورنگ گروپ کے نام سے ایک گروپ تشکیل دیا جنہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے کہ وہ ان goals کو سو فیصد achieve کریں گے۔

جانب سپیکر! میں اس معززاً یوں کی توجہ ایک نہایت ہی اہم قومی مسئلے کی طرف مبذول کرنا چاہتی ہوں جو بڑا ہی shockable ہے کہ وفاتی بجٹ میں کالا باغ ڈیم کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ فصلوں کی آبیاری کے لئے پانی الٹ انگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ بھلی کی کامیابی بھی درپیش ہے۔ ہمارے ہمسایہ ملک میں بچاں سے زائد چھوٹے بڑے ڈیم ہیں۔ چاہنہ میں سو سے زیادہ ڈیم موجود ہیں لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے ملک کو میر 144 ملین ایکڑ فیٹ میں سے صرف 44 ملین ایکڑ فیٹ فصلوں کی آبیاری کرتا ہے اور ڈیموں کی کمی کی وجہ سے باقی سارے کاسار اپنی سمندر میں گرانا پختا ہے۔ ایک اتنا بڑا منصوبہ جس کی feasibility report پر ایک خطیر رقم خرچ کی جا چکی ہے اسے کیسر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ یہ بت اہم مسئلہ ہے اگر ہم نے اس کی طرف توجہ نہ دی تو پھر ہمارا ملک چوتھا ہے اور خدا نخواستہ خدا نخواستہ پانی کی بوند بوند کو ترسنے لگیں گے۔ لہذا اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ چاروں صوبوں کے انجینئرز کو اکٹھا بٹھا کر ان کے لئے ایک debate کروائی جائے اور یہ پتا کیا جائے کہ اس کے کیا کیا فائدے اور نقصان ہیں لیکن اس میں سے سیاستدانوں کو نکال دیا جائے پھر اس کا کوئی حل نکلا جائے تب ہی اس مسئلے کا کوئی حل نکل سکتا ہے۔

جانب سپیکر! اب میں آپ کی توجہ پولیس ڈپارٹمنٹ کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ پولیس ایک محکمہ تو ہے لیکن اس میں مختلف چھوٹے بڑے شعبے ہیں جیسے موڑو پولیس علیحدہ ہے، ضلع کی پولیس بالکل مختلف ہے، ہائی وے پٹرولنگ behave differently کرتی ہے اور سب سے اہم مسئلہ ہے کہ ان سب لوگوں کی گریڈ کے حساب سے تباہیں بالکل مختلف ہیں۔ ٹرینک وارڈن کی تباہی زیادہ ہے لیکن کام کرنے کا تام سب سے کم ہے۔ اگر یہ صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ رشوت سے بچنا ہے یا اس وجہ سے رشوت ختم ہو گئی ہے جس کا کوئی امکان نظر نہیں آتا اور اگر واقعی ختم ہو گئی ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمارے لئے positive achievement ہے اور اگر ہم باقی لوگوں کی بھی تباہیں بڑھادیں گے تو پھر ان میں بھی رشوت ختم کی جاسکتی ہے۔ میں آپ سے تھوڑا سا وقت اور چاہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک کو بہت زیادہ وسائل سے نوازا ہے اور یہ مسلم لیگ (ن) کا ہی کارنامہ ہے کہ اٹاک میں بنانا کردیا میں عزت حاصل کی ہے اور اب پاکستان اپنا دفاع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ تمام ادارے اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ اگر خدا نخواستہ فوج ایوانوں میں بیٹھ جائے جو اکثر اوقات اس میں شوق پایا جاتا ہے تو ملک تباہی کے دہانے تک پہنچ جائے گا۔

جناب والا! ہمارے ملک کے ٹیکنولوگیس بھی کسی ملک سے کم نہیں ہیں پیڑوں کی قیمتیں جو آسمان سے باقی کر رہی ہیں انھیں G.C.N. alternatives کی طرح دوسرے استعمال کر کے کم کیا جاسکتا ہے۔ میری مراد energy solar ہے جس کا استعمال نہایت ہی سودمند ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہی علاقوں میں بائیو گیس پلانٹ جو گوبر کی مدد سے چلانے جاسکتے ہیں۔ متعارف کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر آپ kindly اب ایک منٹ میں wind up کریں۔

ڈاکٹر زمردیا سمیں رانا: جی، بہتر ہے۔ جناب سپیکر! پشاور سے کراچی جانے کے لئے ایک ٹرالر کا جتنا خرچہ آتا ہے وہی خرچہ ایک ریلوے انجن کا ہے جو 38 سے 40 بوگیاں لے کر چلتا ہے۔ ہمارے پاس ریلوے کا ایک بہترین نظام موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ transport system میں تبدیلیاں لائی جائیں اور اپنی تمام ٹرانسپورٹ کو maximum گیس کے اوپر چلایا جائے تاکہ ہم اپنا وہ زر مبادلہ بچاسکیں جو ہم پیڑوں کو خریدنے کی صورت میں صرف کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! بھی تو میں نے بہت سی باقی کرنی تھیں لیکن آپ نے فرمادیا ہے کہ ایک منٹ میں بات ختم کر لوں۔ بہر حال یہ آپ کی مربانی ہے کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آخر میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان کی قیادت میں پنجاب دن دُنی رات چگنی ترقی کرے گا کیونکہ جیسے ہمارا پرچم ایک عظیم پرچم ہے ویسے ہی ہمارا قائد ایک عظیم قائد ہے۔ میں آخر میں دعا گو ہوں کہ:-

صدرا تم بماروں کا محور رہو
تمہیں وہ ملے جس کی ہے جستجو
نہ کوئی تمنا ادھوری رہے
نہ تشنہ رہے کوئی بھی آرزو
(نعرہ ہائے تحسین)

پوانٹ آف آرڈر

سینئر وزیر، وزیر آبادی و قوت بر قی (راجہ ریاض احمد) : پوانٹ آف آرڈر۔
جناب قائم مقام سپیکر: جی، راجہ صاحب!

محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی جمورویت کے لئے عظیم قربانی اور پاکستانی عوام کی خدمات پر خراج تحسین کا پیش کیا جانا

سینئر وزیر، وزیر آبادی و قوت بر قی (راجہ ریاض احمد) : جناب سپیکر! جس طرح آپ کے علم میں ہے کہ آج محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحب کی سالگردہ کادن ہے اور آج ان کی یہ پسلی سالگردہ ہے کہ وہ ہم میں موجود نہیں ہیں۔ پوری قوم آج اس ملک اور عوام کے لئے ان کی خدمات ہیں اس پر انھیں خراج تحسین پیش کر رہی ہے۔ آج ہمارے قائد جناب اصف علی زرداری کی ہدایت پر پورے ملک میں کارکن محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں پورے پنجاب میں خون کے عطیات دیئے جا رہے ہیں۔ وزیر خزانہ جناب تسویر اشرف کارہ، وزیر کھلیل جناب تسویر الاسلام اور میں نے خصوصی طور پر شوکت خانم ہسپتال میں جا کر اپنے خون کا عطیہ دیا ہے۔ ہمارے پاس محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے تصویر والے bags تھے وہ تو انھوں نے ہم سے نہیں لئے لیکن انھوں نے اپنے bags میں خون لے لیا ہے۔ آج مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ میں ایک ایسی پارٹی کا کارکن ہوں جس کے قائدین نے اس ملک کے لئے اپنی جان کی قربانیاں دی ہیں۔ آج اگرچہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہم میں نہیں ہیں لیکن ان کے نام پر آج بھی غریبوں کے لئے خون کے عطیات دیئے جا رہے ہیں۔ یہ اس چیز کو ثابت کرتا ہے کہ محترمہ ابھی زندہ ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ جب تک یہ دنیا قائم ہے ان کے کارکن ان کے لئے خون اور اپنی جانوں کی قربانی دے کر ان کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ اس ملک کے تحفظ اور عوام کے حقوق حاصل کرنے کے لئے جو جنگ شروع ہے وہ لڑتے رہیں گے۔ آج ہم محترمہ کی سالگردہ کے موقع پر یہ عمد کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ذوالفقار علی بھٹو شہید اور محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے مشن کو جاری رکھیں گے۔ اس کے لئے اگر ہمیں اپنے خون اور جان کی قربانی بھی دینا پڑی تو ہم ہرگز اس سے گریز نہیں کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار شہزاد رسول خان جتوی پاہنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں محترمہ کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

یوں تو میرے خلوص کی قیمت کچھ کم تو نہ تھی
مگر وہ لوگ بے شناس تھے دولت پر مر مئے

رانے محمد شاہ جمال خان: جناب سپیکر! بے شک مسلم لیگ (ن) کو یہ credit جاتا ہے کہ انہوں نے ایسٹی دھا کا کیا لیکن آج محترمہ کی سالگردہ کے دن میں یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے قائدین نے ایسٹی پروگرام شروع کرنے کی بہت بھاری قیمت ادا کی ہے۔ تقس، مقابلہ گاہیں دیکھی ہیں۔ ہم نے خون دیا ہے اور ایسٹی قوت بننے کے لئے شہید ذوالفقار علی بھٹو اور ان کے خاندان نے جو قیمت ادا کی ہے وہ کسی دوسرے سے کم نہیں ہے۔ لہذا ہمارے قائدین کے ان شہیدوں کے لئے کو بھی یاد رکھا جائے، ان کی قربانیوں کو بھی یاد رکھا جائے جو انہوں نے اس سلسلے میں دی بیان کی نذر ایک شعر ہے کہ:

ہمارا بھی خون شامل ہے تینین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا گلشن میں جب بمار آئے
(نعرہ ہائے تحسین)

سالانہ بحث بابت سال 2008-09 پر عام بحث

(..... جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب بحث کی بحث کو آگے چلانیں۔ میں رانا منور غوث صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث پر بحث کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! بے حد شکریہ کہ آپ نے مریبانی فرمائی، آج ایک ایسے موقع پر آپ نے مجھے دعوت خطاب دی ہے جو کہ ہماری عظیم قائد محترمہ بے نظر بھٹو شہید کی سالگردہ کا دن ہے۔ پاکستان پبلز پارٹی کے کارکن اور پوری قوم اس وقت محترمہ بے نظر بھٹو کی سالگردہ اپنے خون کے عطیات دے کر اور عقیدت کے پھول نچاہو کر کے منار ہی ہے۔

جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے 09-2008 کا بجٹ بہت اچھا پیش کیا گیا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ تو پیر اشرف کائزہ کی انتحک کو ششوں اور محنت سے ایک متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ پچھلی حکومت کی نا ابیلوں کا نتیجہ موجودہ عوامی حکومت کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے قائدین نے اللہ کے فضل و کرم سے دن رات محنت اور کوشش کر کے بڑا اچھا اور متوازن بجٹ بنایا ہے۔

میں سب سے پہلے آپ کی توجہ reservoirs کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ ایوان میں بحث کے دوران نہری پانی کے حوالے سے بہت سی تجویز پیش کی گئی ہیں۔ ہمارا صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے جو کہ اس وقت انتہائی مشکل حالات سے دوچار ہے۔ جب ہم نہری پانی کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنے دریا اور نہریں خنک نظر آتی ہیں۔ کھادوں کے نرخ آسمان سے باقی کر رہے ہیں۔ جب ہم کھیتوں کی طرف دیکھتے ہیں تو کھیتوں میں ہر یالی کی جگہ ویرانہ نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی یہ بڑی محنت اور کوشش ہے کہ انہوں نے small dams کے لئے 130.75 ملین روپے رکھے ہیں۔ یہ ایک قابل تحسین عمل ہے۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر آبادی سے گزارش کروں گا کہ یہ ایک اہم اور بڑا issue ہے لہذا اس پر ایک think tank بنایا جائے۔ محکمہ انمار اور محکمہ خزانہ سے technical لوگ لئے جائیں جو small tanks کے لئے پلاننگ کریں اور ان کے لئے جگہ تجویز کریں۔ میں بھی اس حوالے سے ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے سرگودھا ضلع کے ساتھ ملکہ ضلع جھنگ ہے۔ وہاں پر چنیوٹ کے قریب دریائے چناب پر دوپل بننے ہوئے ہیں۔ ان دونوں پلوں کے نیچے سے پانی گزرتا ہے اور ان کے اطراف میں بڑی بڑی بہماڑیاں ہیں۔ میری تجویز ہے کہ وہاں پر دو small dams بنائے جائیں جو کہ پانی کو store بھی کر سکتے ہیں اور power بھی پیدا کر سکتے ہیں۔ تو اگر آپ کو وقت اجازت دے، فنڈ اجازت دیں تو ہمارے اس چنیوٹ کے دریا کو بھی consider کر لیا جائے۔ اس وقت ہمارے سرگودھا کی جو نہریں ہیں، خاص طور پر سرگودھا کینال میں تحصیل سلانوالمی کے area کی نہر بالکل خنک رہتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا پانی کم آتا ہے۔ دریاؤں میں پانی کم ہے جس کی وجہ سے نہروں میں پانی کم چھوڑا جاتا ہے اس طرح کاشت کے لئے جتنی پانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ دریا پوری نہیں کرتا۔ ہماری تحصیل سلانوالمی میں زمینی پانی ٹھیک نہیں ہے brackish water ہے اس

لئے میری یہ گزارش ہے کہ سرگودھا کینال کا پانی کا کوٹہ زیادہ کیا جائے اور اس کو بچتہ کرنے کے لئے وزیر خزانہ صاحب خصوصی فنڈز جاری فرمائیں۔

جناب والا! پولیس آرڈر 2002 میں جو تبدیلیاں کی گئی ہیں وہ آپ کے علم میں ہیں کہ پولیس کی تقییش پلے level local اپر ایس۔ ایس۔ پی جواب ڈی۔ پی۔ او کملاتا ہے وہ تبدیل کرتے تھے لیکن اب اگر کسی کی ایف۔ آئی۔ آر کسی تھانے میں درج ہوتی ہے تو اس کو اگر وہاں پر انصاف نہیں ملتا تو اس کو انصاف لینے کے لئے آئی۔ جی آفس لاہور تک آنا پڑتا ہے۔ ہر بندہ اتنے وسائل نہیں رکھتا کہ لاہور کے سیکرٹریٹ میں آئی۔ جی آفس کے چکر لگا سکے۔ اس کو تو کم از کم ڈی۔ پی۔ او کے level پر یا زیادہ سے زیادہ آر۔ پی۔ او کے level پر انصاف ملتا چاہئے لیکن اس پولیس آرڈر 2002 میں پولیس کو جو بے پناہ اختیارات دیئے گئے ہیں آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان اختیارات کا انہوں نے کتنا ناجائز استعمال کیا ہے۔ آپ بھی اپوزیشن میں رہے ہیں، ہم سب اپوزیشن میں رہے ہیں، ہم سب پولیس کے ناجائز اختیارات کا شکار ہوئے ہیں لیکن میری آج آپ سے گزارش ہے کہ پولیس آرڈر 2002 میں جو بے پناہ اختیارات دیئے گئے ہیں ان کو ختم کیا جائے لیکن ان کی بہتری کے لئے اس بجٹ میں خطیر رقم رکھی گئی ہے جو کہ اربوں روپے میں ہے۔ اگر اتنی خطیر رقم آپ ان کو دے رہے ہیں کہ وہ عوام کو سمولیات دیں اور اپنی سروں کو بھی بہتر کریں تو وہاں پر میری جناب سے بھی گزارش ہے کہ پولیس آرڈر 2002 میں بھی تمیم کی جائے تاکہ لوگوں کی تقییش ڈی۔ پی۔ او level پر تبدیل ہو سکے یا پھر آر۔ پی۔ او level پر تبدیل ہو سکے۔ اگر وہاں پر ان دونوں forum پر لوگوں کو انصاف نہیں ملتا تو پھر اس کے بعد وہ آئی۔ جی کے پاس آئیں۔ میری یہ آپ سے گزارش ہے کہ جماں پر ہم عوام کو ست انصاف فراہم کرنے کے لئے بات کر رہے ہیں وہاں پر پولیس کے بے پناہ اختیارات کو بھی ہمیں کم کرنا چاہئے۔

جناب والا! شعبہ تعلیم کے متعلق میں عرض کروں گا کہ بجٹ میں اس مد میں ایک اچھی رقم رکھی گئی ہے جس سے ہمارے سکولوں کی upgradation ہو گی، دیہاتوں کے سکولوں کی بھی upgradation ہو گی، نئے ڈگری کالج بھی بنیں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں عرض کروں گا کہ ہمارے دیہاتوں کا ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ دیہاتوں کے سکول upgrade تو کر دیئے جاتے ہیں لیکن ان سکولوں میں سائنس ٹیچرز کا نقصان ہمیشہ رہتا ہے۔ آپ آج بھی کسی انکوائری ٹیم سے چیک کروا لیں بلکہ ہر ضلع میں ای۔ ڈی۔ او ایجوکیشن کو ہر ضلع میں یہ آرڈر دیں کہ وہ آپ کو یہ رپورٹ

ارسال کریں کہ دیہاتوں میں سامنے ٹھپر اور کمپیوٹر ٹھپر کتنے ہیں۔ آپ کو یقیناً دس فیصد سے زیادہ نہیں ملیں گے۔ جہاں پر آپ ان پیسا خرچ کر رہے ہیں وہاں پر میری humble request یہ بھی ہے کہ دیہاتی ٹھپروں کے لئے کہ ایک خصوصی مراعتی پیکچ کا اعلان فرمایا جائے تاکہ دیہاتوں میں سکول آباد ہو سکیں۔ بچوں اور بچیوں کو سامنے اور کمپیوٹر کی تعلیم اپنے قریبی سکولوں میں مل سکتے تاکہ تعلیم عام ہو سکے اور لوگوں کو زیادہ اچھے طریقے سے تعلیم حاصل کرنے کے موقع میسر آ سکیں۔

محکمہ صحت کے لئے بھی 117-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ غریبوں اور مسکینوں کی امداد کے لئے بھی خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے اور یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پچھلی حکومت میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا نظام آیا ہے ڈی-اتچ۔ اپ دیکھیں اس میں ایم۔ ایس، ای۔ ڈی۔ او اور devolution of power ہوا ہے۔ آپ دیکھیں اس میں ایم۔ ایس، ای۔ ڈی۔ او اور ڈی۔ ایم۔ ای۔ اکو بے پناہ اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔ دوائیں خریدنے کی مدد میں وہ جتنا مرضی اپنے اختیارات کا استعمال کر لیں، صحیح کر لیں یا ناجائز کر لیں یہ ان کا اپنا اختیار ہے۔ آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے میری یہ گزارش ہے کہ اس نظام کو transparent کرنے کے لئے ایم۔ ایس، ای۔ ڈی۔ او (ہیلچ) اور ڈی۔ ایم۔ ای۔ اکو اتنے اختیارات نہ دیئے جائیں بلکہ transparency کرنے کے لئے ان کے ساتھ ایک کمیٹی بنائی جائے جو دوائیں بھی خریدے اور غریبوں کو پہنچانے کے لئے بھی کوئی اچھا نظم کرے تاکہ غریب لوگوں تک ان کا حق پہنچ سکے۔

جناب والا بڑوں پہپ اور سی۔ این۔ جی شیش بے تحاشہ لگ رہے ہیں اور یہ کاروباری معاملات آگے بڑھ رہے ہیں جس سے یقیناً کاروباری طبقے کو فائدہ ہو رہا ہے لیکن اس کی منظوری صرف ڈی۔ سی۔ او ڈسٹرکٹ ڈیلپمنٹ کمیٹی دیتی ہے جس کا پنجاب گورنمنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ان کی مرضی کی بات ہے کہ وہ ادارے ان سے کتنا لیکس وصول کرتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ پڑوں پہپ اور سی۔ این۔ جی شیش جتنے بھی لگیں پنجاب حکومت کو ان پر چیک رکھنا چاہئے، ان کے پیچانے پر اور ان کی منظوری کے وقت بھی ایک خاص لیکس ہونا چاہئے تاکہ حکومت پنجاب کی اس مدد میں آمدن بڑھ سکے۔

جناب سپیکر! جنگلات کا محکمہ بھی اس وقت بے پناہ تباہی کا شکار ہے۔ جیسا کہ کل بھی ہمارے ایک فاضل ممبر نے آپ سے گزارش کی تھی کہ چھانگانگا کے جنگل کی آپ صورتحال دیکھیں تو آپ کو

خود ہی محسوس ہو جائے گا۔ چند سال پہلے وہاں پر ایک بہت بڑا جنگل تھا لیکن اب وہ ایک دیرانے کی شکل اختیار کر رہا ہے ایک desert بن رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب آپ ایک منٹ میں up wind کریں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: ٹھیک ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ جنگلات کے چمکے پر بھی خصوصی توجہ دی جائے اور ایک ایسی task force بنائی جائے جو کو شش کرے کہ پورے پنجاب میں جنگلات کو زیادہ سے زیادہ develop کرے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے شہید ذوالقدر علی بھٹونے پانچ مرلہ کالونیاں بنائی تھیں پھر میاں محمد نواز شریف صاحب جب 1985 اور 1988 میں وزیر اعلیٰ بنے تو انہوں نے پانچ مرلہ جناح کالونیاں بنائیں۔ اب میری حکومت پنجاب سے یہ submission ہے کہ شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام پر ہر کچھ آبادی میں، ہر شر میں، ہر دیہات میں پانچ مرلہ کالونیاں بنائی جائیں تاکہ ان غریب لوگوں کو جدید سولتیں فراہم کی جائیں۔

جناب والا! میاں محمد شہباز شریف نے جس دن اعتماد کا ووٹ لیا ہے انہوں نے اعلان فرمایا تھا کہ ہم عوام کی دلیل پر سنتا انصاف فراہم کریں گے۔ یہ ان کا قابل تحسین قدم ہے اور انہوں نے جوں کی تجوہیں تین گناہ کر بھی اس اعلان سے ثابت کر دیا ہے کہ پنجاب حکومت واقعی عملی طور پر کوئی کام کرنا چاہتی ہے۔ جہاں آپ عدیہ کو اتنی سوتیں دے رہے ہیں، اتنی اچھی مراعات دے رہے ہیں وہاں پر میری یہ بھی گزارش ہے کہ جہاں پر دور دراز علاقوں میں چھوٹی تحصیلیں ہیں وہاں پر ایڈیشن سیشن جوں کے کمپ بنائے جائیں اس کے علاوہ سول جوں کو بھی تعینات کیا جائے۔ ہمارا ضلع سرگودھا اس وقت چھ تحصیلوں پر محیط ہے لیکن ہماری چار تحصیلیں ایسی ہیں جن میں شاہ پور، ساہیوال، سلانوالی اور کوٹ مومن شامل ہیں جہاں پر کوئی ایڈیشن سیشن نج بیٹھتا ہے اور نہ ہی کوئی سول نج بیٹھتا ہے۔ سب لوگوں کو انصاف کے لئے ضلعی ہیڈ کوارٹر سرگودھا میں جانا پڑتا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب کی تحصیلوں جو دور دراز علاقوں میں ہیں وہاں پر ایڈیشن سیشن نج کا کمپ آفس ہو اور اگر وہاں تحصیل بڑی ہے تو اس کا مستقل آفس وہاں پر بنایا جائے۔ اس کے علاوہ دو سول نج بھی وہاں پر ہونے چاہیں تاکہ عوام کے pending cases ہیں اور لوگوں کو سالانہ اسال ان کی پیروی کرنی پڑتی ہے ان کو سنتا انصاف مل سکے۔

جناب پیکر! جو سال گزر اے اس میں ایم۔پی۔ ایز کو اسی، اسی لاکھ روپے کی گرانٹ دی گئی ہے آپ دیکھیں کہ اس منگانی کے دور میں پرمناندہ علاقوں کے لئے کوئی جیش نہیں رکھتی بلکہ یہ اونٹ کے منہ میں زیرہ دینے والی بات ہے۔ آپ دیکھیں کہ پچھلی (ق) لیگ کی گورنمنٹ نے اپنے ایم۔پی۔ ایز کو سالانہ گرانٹ تین تین کروڑ روپے دی ہے۔ اس سلسلے میں ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں اس لئے میری آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ مودبنا گزارش ہے کہ ایم۔پی۔ ایز کو اگر آپ پانچ کروڑ روپے سالانہ کی گرانٹ نہیں دے سکتے تو کم از کم تین کروڑ روپے سالانہ ایم۔پی۔ ایز کی گرانٹ ہونی چاہئے۔ محکمہ لاپیٹاک کو آپ نے ایک اچھا پیکج دیا ہے جس سے ہمارے دودھ اور گھنی کی دافر مقدار میں بڑھے گی لیکن پچھلی حکومت میں محکمہ لاپیٹاک کی ترقی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ اس دفعہ اس کے لئے ایک اچھا پیکج رکھا گیا ہے لیکن میری پنجاب حکومت سے یہ گزارش بھی ہے کہ لاپیٹاک ڈپارٹمنٹ میں اس سے بھی زیادہ کام کیا جائے اور اس کو زیادہ ترقی دی جائے تاکہ ہماری روزمرہ کی مشکلات کم ہو سکیں۔

جناب پیکر! میرا تعلق ضلع سرگودھا سے ہے جو معدنی وسائل سے مالا مال ہے۔ میرا حلقہ بھی خوش قسمتی سے اسی علاقہ میں ہے جہاں پر ہمارے Mines and Mineral department کی پہاڑیاں موجود ہیں۔ وہاں سے حکومت پنجاب کو کروڑوں روپے آمدی ہوتی ہے لیکن اس مد سے عوام الناس، غربیوں اور مزدوروں کے لئے کوئی ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جاتا۔ اس کو mines minerals development and labour departments deal کرتے ہیں۔ آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ کم از کم ایک لاکھ مزدور پی پی۔35 اور پی پی۔36 میں پہاڑیوں پر کام کرتا ہے ان کے لئے اچھے سکول اور اچھی ڈسپنسریاں بنائیں گے کیونکہ وہاں پر اکثر حادثات ہو جاتے ہیں تو وہاں پر ایک بڑے ٹریمانسٹر ہسپتال کی ضرورت ہے اور ایک بولینسوں کی ضرورت ہے تو مربانی کر کے Mines and Minerals department کے لئے آپ نے جو بحث رکھا ہے اس میں یہ سوتیں وہاں کی عوام کو دی جائیں۔ یہ خوش آئندہ بات ہے کہ آپ نے نئی سبزی منڈیوں کے قیام کے لئے ایک خطیر رقم رکھی ہے جس سے کسان کی حوصلہ افزائی ہو گی، بیڈ اور بڑھے گی اور شرکوں میں زیادہ سے زیادہ پکھل اور سبزیاں آئیں گی لیکن کچھ شرک ایسے ہیں جہاں پر ابھی تک نئی سبزی منڈیاں نہیں بنائی گئیں تو اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ

آپ check کروالیں کہ جن تحصیل اور ضلعی ہیڈ کوارٹرز میں سبزی منڈیاں نہیں ہیں وہاں پر نئی منڈیاں قائم کرنے کے لئے آپ خصوصی کوشش اور مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر! سال انڈسٹریز کے لئے ایک ارب 30 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے لیکن چھوٹے شروع میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جا رہی۔ آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے میری گزارش ہے کہ سال انڈسٹریز میں چھوٹے شروع کو بھی شامل کیا جائے۔ ہمارے تحصیل ہیڈ کوارٹر سلانوالی ایک ہینڈی کرافٹ پیش کرتی ہے جہاں پر پورے پنجاب، پورے پاکستان بلکہ اب تو اس میں export کیا جا رہا ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ سے written بھی درخواست کی ہے کہ وہاں پر ایک ہینڈی کرافٹ سمنٹر قائم کیا جائے۔ ایک سال انڈسٹریل زون بنایا جائے جو صرف ہینڈی کرافٹس تیار کرے تو انشاء اللہ اس سے پنجاب اور پاکستان کو ایک خاطر خواہ آمدن حاصل ہوگی اور اس سے غریب لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور ہماری یہیں بھی export ہوں گی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ فوزیہ براہم صاحبہ!

محترمہ فوزیہ براہم: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ الحمد لله رب العالمین۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے باضابطہ اجازت لینا چاہتی ہوں کہ اگر کہیں انگلش کے الفاظ استعمال کر جاؤں تو آپ کی اجازت ہونی چاہئے۔

جناب والا! بات تمہید کے بغیر بجٹ تک پہنچتی نہیں۔ یہ جمورویت کا وقت ہے، ہم میں آمریت زور آور جمورویت خون آمیز ہے۔ 14۔ اگست 1947 سے لے کر آج تک بھٹو شہید، سینکڑوں کارکنان حقوق کی صلیب چڑھ چکے ہیں۔ جمورویت کو بچاتے بچاتے ہمارے عظیم فائدہ ختم ہو گئے مگر آفرین ان پر جو جھکے نہیں، بلکہ نہیں اور جنموں نے اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔ جنموں نے "Have no's" سے "Have not's" کا حق لینے کے لئے بالآخر اپنی جان دے دی مگر علم اپنے ہاتھ سے گرنے نہیں دیا۔ میری مراد محترمہ بے نظر بھٹو شہید، محترم میاں محمد نواز شریف، محترم میاں محمد شہباز شریف، بھٹو اور شریف خاندان کے ساتھ ساتھ بلاشبہ جناب آصف علی زرداری صاحب کی رواداری اور حکمت عملی کا ہاتھ ہے۔ میں ان شخصیات خصوصاً محترمہ بی بی شہید صاحبہ کو عدالتوں میں لگاتار جھوٹے کیس بھگتتے دیکھا۔ انکے قلعے اور احتساب عدالتوں میں آصف علی زرداری صاحب کو تھاڑتے ہوئے دیکھا۔ آٹھ سالہ قید و بند کی بھٹی سے نکلے ہوئے وہ آج مختلف انسان ہیں جو سیاسی اور قومی تحریکی کو فروغ دے رہے ہیں۔

خواتین سے سلوک پہلپز پارٹی نے ہمیشہ مساوی طور پر کیا جس کی بنیاد بھٹو شہید نے رکھی، پھر بی بی صاحبہ اور آج محترم زرداری صاحب نے اسے جاری و ساری رکھا ہوا ہے جس کی مثال ہماری جنرل سیٹ پر شاندار کامیابی حاصل کرنے والی محترمہ نیلم جبار صاحبہ منستر ہیں جنمیں ان کی میرٹ کی بنیاد پر منستر بنادیا گیا۔ جو خاموشی، شرافت، تحمل مزاجی، دیانتداری سے اپنی ڈیلوٹی انعام دے رہی ہیں۔ اللہ کے حکم سے میں نے آج تک 6 ایکشن لڑے جن میں سے مجھے 3 میں کامیابی ہوئی۔ اس مرتبہ بھی میں نے NA-60 پر lose کیا اور چوتھی مرتبہ آج میں حکومت کے بخوبی پر بیٹھی ہوں۔ کئی بجٹ میری نظروں سے گزرے ہیں۔ میں نے جناب منستر فناں صاحب کی speech غور سے سنی اور بجٹ کتابوں کا بھی ایک طائرانہ جائزہ لیا، طائرانہ کیونکہ تفصیلی جائزہ کے لئے بہت وقت درکار ہے اور 22/20 کلو کتابیں کوئی اکانومست ہی بہت بہترین سمجھ سکتا ہے۔ میں ایک اکانومست نہ ہوں لہذا میری باتیں، میرے تجربے اور علم کی بنیاد پر ہیں، میرے اکانومست ہونے کی بنیاد پر نہیں ہیں۔ بجٹ میں ملک کو درپیش حالات اور ان حالات میں کہ عوام کو آمریت blended جموروی حکومت نے اربوں کے figures misinform کئے ہیں ایک بہترین بجٹ کاما جاسکتا ہے۔ جسے بلاشبہ حکومت نے عوام دوست بنانے کی بہت بہترین کوشش کی ہے۔ گو کچھ جگلوں پر details نہ دے کر فناں ڈیپارٹمنٹ نے اپنا home work واضح نہ کیا ہے جو ضروری تھا۔ اگر حکمہ فناں صرف ہیڈز لکھنے کی بجائے کچھ details بھی واضح کرتا تو بہتر تھا، میں شاید ایڈ ہاک ازم کی عادت پڑھکی ہے۔

جناب سپیکر! جمورویت کو establishment نہایت عارضی اور کمزور خیال کرتی ہے اسی لئے شور چانے کے باوجود اے۔ ڈی۔ پی میں ڈی۔ سی۔ اوز نے تمام منتخب نمائندوں کی رائے شامل نہ کی ہے حالانکہ نمائندے علاقوں کے مسائل ان تباولہ ہو جانے والے افسروں سے بہت بہتر جانتے ہیں۔ بجٹ بلڈیا تی نظام پر واضح حکمت عملی اختیار نہیں کرتا۔ عملی طور پر ناظمین اور ان کے ساتھی ٹولے گھر بیٹھے ہوئے ہیں اور معیشت پر بوجھ ہیں جس کے لئے بجٹ میں ٹھوس planning کر کے ان سے جان چھڑا لینی چاہئے تھی کیونکہ development کے نام پر ضلعی ناظمین کو اندھے فنڈز سیاسی برادری کے طور پر federal and provincial طاقت کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کا کچھ سد باب بجٹ میں ہو سکتا تھا۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے ایک نظریہ 30 سال پہلے محترم جناب شہید بھٹو صاحب نے اسلامی کانفرنس میں مسلم امہ کے سامنے پیش کیا تھا۔ حکمہ Planning and Development

کو سامنے رکھ کر محکمہ تعلیم کے ہمراہ اسے پاکستان میں لاگو کر دینا چاہئے اور اس میں پرائیویٹ اور رجسٹرڈ تعلیمی انسٹی ٹیو شنر کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔ سکول کو centre of excellence بنانے پر 63 کروڑ اور 3-ارب کا خرچ بہترین کام اور بہترین رقم ہے مگر یہ مسلسل A.D.P کے تحت ہونا چاہئے تاکہ وقت پورا ہوتا جائے اور ایک وقت ایسا آئے کہ پورا پنجاب ان schools کا اعلان کیا ہے جو ایک long term plan ہے اسے بھی Planning and Development کے ہمراہ محکمہ ہیلتھ مرتب کرے۔ ٹی بی اور میپاٹائز curable and preventable diseases ہیں پھر بھی ہمارے لئے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیلی ہوئی ہیں۔ چوال ضلع میں تقریباً گھر میپاٹائز (سی) کے مریض ہیں۔ ان بیماریوں کی روک تھام اور data collection کے لئے بھی کچھ طریقہ کار و ضع کیا جانا ضروری تھا۔ ریسرچ کا کام بہت سے محکموں کے لئے نہایت ضروری ہے جس کی کمی بجٹ میں محسوس ہوتی ہے۔

اگر یکچر اور ایگزیشن کے محکموں کے درمیان ربط ہو تو بہت سی رقم بچائی جاسکتی ہے۔ گرین ٹریکٹر پچھلی حکومت نے بھی شروع کئے جو آج یونین کو نسل ناظمین کے گھروں پر کھڑے ہیں اور غریب پچھوٹ کسانوں کے لئے بلیک میلٹنگ کا کام دے رہے ہیں۔

یہ ٹریکٹر سکیم long term programme کو بالآخر ٹریکٹر کا مالک بنایا جاسکے۔ ساتھ ہی ساتھ check and balance کا نظام بھی محکمہ شروع کرے تاکہ گرین ٹریکٹروں کی طرح یہ سکیم بھی بالکل بلیک میلٹنگ کی نظر نہ ہو جائے۔

ٹیوٹا کے لئے ایک percentage مقرر ہو جن سٹوڈنٹس کا میرٹ ہو اور پورے صوبے سے ٹریننگ کے خواہش مندوں کو ٹیوٹا ٹریننگ کے لئے لیا جائے یا پھر اگر بڑے شروں تک ہی ٹیوٹا open admissions کو boarding lodging کر تھا کہ تمام صوبے سے کرو دیا جائے۔ بجٹ میں کچھ اصلاح اور کچھ شروں پر خصوصی توجہ نظر آتی ہے ایسا نہ ہونا چاہئے تھا۔

Again I think Planning and Development should make coordination between budget wing which may work permanently with each and every department where ever necessary and long term programmes must be a component of A.D.P on permanent basis.

اہمی وقت ہے کہ ہم بجٹ پاس ہونے کے بعد بھی اچھی حکومتی پالیسیوں کو ایڈھاک ازم سے نکال کر long term policies میں ڈال لیں۔ 17۔ ارب غربت دور کرنے کا ایک بہترین پروگرام ہے مگر غیر ملکیوں کے طریقہ کار پرانچمار کرنے کی بجائے اپنے ملکی حالات کے تحت ہمیں خود ایک مربوط جامع پالیسی ترتیب دینی چاہئے اور اسے بے روزگاری الاؤنس کی مانند مسلسل ضلع وائز A.D.P کو حصہ بنانے کا قانون کی شکل دیں تو بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کی ماہانہ مدد ہونی چاہئے اور اسے ایک ہی پروگرام کا حصہ ہونا چاہئے۔ مراعات یافتہ طبقے سے ٹکس لینا اور پسے ہوئے طبقے کو چھوٹ دینا، بہترین قدم ہے۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کا رہ سے عرض ہے کہ اس سے سادہ زندگی کی مراعات یافتہ طبقے میں بھی قدر ہو سکتی ہے مگر ہمیں پورے ملک سے بہترین اور ایماندار لوگوں کو ٹکس collection پر لگانا ہو گا۔ آپ ایماندار افسران ڈھونڈیے خواہ وہ وفاقی ریٹائرڈ افسران، ہوں اور آہستہ آہستہ کرپٹ افسران سے چھٹکارا حاصل کر لجئے۔

جناب سپیکر! جاریہ آمدی 41۔ ارب کم ہے گر اس کے باوجود میراث مشورہ ہے کہ ترقیاتی کاموں کو کم کرنے کی بجائے انھیں سالانہ طور پر phases میں شروع کریں اور آج کے دور میں ترقی کی راہ سے ہٹنا مناسب نہیں ہے۔ ہم پسلے ہی کون سے ترقی یافتہ ہیں کہ ہم ترقی کو روکیں

Today globalization can't prevent a nation to stop its development.

اس بجٹ میں تقریباً تمام زندگی کے امور کا احاطہ کیا گیا ہے۔ صحت، خوارک، بے روزگاری، امن و امان، صنعتی پیداوار، زراعت، پانی، انرجی، ٹرانسپورٹ، سماجی بہبود، خواتین کی بہبود، تعلیم وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ میدیا تک کا احاطہ اس بجٹ میں ہے مگر ہمیں بجٹ میں ان پروگراموں کا سرسری جائزہ ملتا ہے اور کچھ نہیں ملتا اس لئے کہنا پڑتا ہے کہ عجلت یا کم محنت کا محکمہ فناں نے استعمال کیا ہے جو نہیں ہونا چاہئے تھا لہذا میرا وزیر خزانہ کو مشورہ ہے کہ وہ آئندہ اللہ کے حکم سے Pre-Budget سیمینار کروایا کریں۔ جس طرح 1990 میں 23 ممبر ان نے کیا جس میں پورے ملک کے economist اکٹھے ہوئے اور وہ مشورے حاصل ہوئے جن پر اگر عمل ہوتا تو صوبہ کیا ملک کی تاریخ بدل جاتی۔ وہ ریکارڈ آج بھی محکمہ خزانہ کے پاس موجود ہے۔ اسے چیک کیا جانا چاہئے۔ یہ مشورہ بھی دون گی کہ 22 کلو وزنی کتابوں کی بجائے صوبائی ممبران کے لئے Budget

کی جائے اور چند sets extract books publication میں ممبران کے ریفرنس کے لئے موجود رہیں۔ میرے خیال میں اتنی شخصیم کتابیں تمام ممبران نہیں پڑھتے اور قومی دولت کا خیال ہوتا ہے۔

جانب سپیکر! وزیر خزانہ نے یہ بھی کہا ہے کہ ہمارے منصوبے دیر پا ہوں گے۔ یہ جب ہی ممکن ہو گا جب ہم ان کا تسلسل قائم رکھنے کی منصوبہ بندی کریں۔ ضلعی نظمات سے ریاست کے اندر ریاست قائم کی گئی اور آؤے کا آغاز ہوا ہے۔ جمورویت کواب بھی پڑھی سے اتارنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ سیاستدانوں کو برداشت، برداری اور تحمل مزاجی سے کام لینا چاہئے۔ وزیر خزانہ نے ایک بہترین بحث پیش کیا ہے، بہترین لمحے میں calculated way میں بہترین تقریر کی مگر بطور ممبر میرا فرض ہے کہ میں تعریف کے ساتھ ساتھ تقیدی بہتری کے مشورے بھی دوں ویسے بھی میں:

غزل خواہ ہوں قصیدہ تو نہیں کہ سکتا
کیا کروں لمحہ دربار کماں سے لاوں

جانب سپیکر! بحث میں خود انحصاری کے ساتھ صوبے کے قدرتی وسائل کی بھی probe بھی ضروری ہے، آئندہ پوری طرح research پر بھی توجہ دی جانی چاہئے۔ Medium جسے ہم غیر ضروری خیال کرتے ہیں اور جس پر کم سے کم توجہ دیتے ہیں۔ research term development frame work books stereo type books میں جس میں ممبران کی تجاویز یا تو ہیں ہی نہیں یا کم سے کم شامل کی گئی ہیں۔ یہ پچھلارواہی سلسلہ لگتا ہے۔ یہ اے۔ ڈی۔ پی کا ہی حصہ ہے جسے بنانے سے پہلے ممبران کی تجاویز کے ساتھ ایک جائزہ علاقے سے بھی لینا ضروری تھا۔ جس طرح چکوال کی ڈھوک ٹالیاں سے خانپور تک کی سڑک کو provincialize کرنا جس سے 17 قیمتی minerals کی ٹریفک گزرتی ہے۔ اگر Works and Minerals کا department مل کر بھی کچھ فیصلہ کر سکتے تھے۔ اب راجہ ریاض صاحب کی مربانی سے اور ان کے فذز سے ہم نے یہ کام کرنا ہے گویہ کام ملکہ خزانہ کا تھا۔ Price کیمیاں تقریباً غیر فعال ہیں جب تک Price Board نہ بنسی تو میرا مشورہ ہے کہ Price کیمیوں کو فعال کر دیا جائے۔ 17۔ ارب کی اشیائے خورد و نوش کے لئے سببیتی بہترین قدم ہے۔ مگر ایک قانون کی ضرورت ہے کہ

صوبہ میں کچھ بھی مزگا ہو لیکن اشیائے خور دنوں ش ممکنی نہ ہوں تاکہ بھوک سے کبھی کوئی خود کشی نہ کرے اور مجبور آگوئی اپنے بچے نہ بیچے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک مسلمان حکومت کے فرض کے طور پر Minorities کو بھی جبکہ ہمارا electoral alliance بھی ایک ہو چکا ہے ان کو ان کا حق ملتا چاہئے۔ میں محکمہ خزانہ کی یہ ایک بہت بڑی کوتا ہی سمجھتی ہوں جو نہیں ہونی چاہئے تھی۔

عدلیہ کی بحالی اور بہتری کو بحث کا حصہ بنانے کا وزیر خزانہ نے پورے صوبے کے عوام کے جذبات کی ترجیمانی کی ہے۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو ولی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ان حالات میں انہوں نے ایک بہترین بحث پیش کیا ہے۔ بہت شکریہ جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترم رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بھی اپنی گفتگو کا آغاز اسی بات سے کروں گا جو مجھ سے پہلے میری بہن نے کہی۔ ہم بحث پر inputs نہیں دے سکے۔ بحث سے پہلے ممبر ان inputs کے تو شاید ترجیحت تھوڑی سی مختلف ہوتیں۔ یہاں پر ویز مشرف اور سابقہ گورنر کا وارکہ پنجاب اسمبلی کا ساتھ ہفتے تک تاخیر سے اجلاس بلانے کی سازش کی گئی۔ ہمیں inputs سے محروم کیا گیا اس کے باوجود میں میاں محمد شہباز شریف، جناب تنویر اشرف کا رہا اور فناں منسری کی ٹیم کو ایک متوازن بحث پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ متوازن بحث میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس بحث میں ڈویلپمنٹ کے لئے بھی 160۔ ارب روپے کی خاصی رقم رکھی ہے۔ ہر حلقة کے لئے تقریباً 50 کروڑ روپے ڈویلپمنٹ کے لئے ہیں اور یہ رقم انشاء اللہ تعالیٰ میاں محمد شہباز شریف کی والہانہ قیادت میں مجھے یقین ہے کہ بہترین طریقے سے استعمال ہو گی اور اگر یہ رقم ہم حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پنجاب ایک سال کے اندر ایک نئی تصویر پیش کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کی direction بحث کے دوسرے جزا پر جو کہ 240۔ ارب روپے پر محیط ہے اور جس کو بحث کے اندر جاری اخراجات کما گیا ہے۔ جاری اخراجات کے لفظ سے مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ جیسے یہ پیسے کا وہ دریا ہے جو جاری ہے جسے ہم روک نہیں سکتے یعنی 80 کروڑ روپیہ روزانہ کا خرچ ہے، ہر روز 80 لاکھ روپے نہیں 80 کروڑ روپے یومیہ ہم جاری اخراجات پنجاب کی حکومت چلانے پر کر رہے ہیں اور شاید اس جاری دریا کو ہم روکنا بھی نہیں چاہتے اور روک بھی نہیں سکتے لیکن ضرورت اس کے رخ کو موڑنے کی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کی تقدیر کو اگر بد لنا ہے تو 80 کروڑ روپیہ روزانہ خرچ کا احتساب کرنا ہو گا۔ پرویز مشرف اور اس کی ٹیم نے اس ملک میں عوام کی حکمرانی پر کہنے کو صحیح کرنے کے نام پر شب خون مارا تھا۔ آج ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ 80 کروڑ روپے روزانہ خرچ کرنے کے بعد ہم نے عوام کے لئے کیا حاصل کیا۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دینا چاہوں گا کہ جس دن ہم نے حلف اٹھایا اور ہم ایک پی۔ اے بن گئے تو ہمارے اوپر ان لوگوں کی یلغار ہو گئی جو تبادلوں کے لئے ہمارے پاس آنا شروع ہو گئے۔ اس ایوان کے اندر مجھ سے پہلے دو تین مقررین نے آپ سے درخواست کی کہ ہمیں صبح لوگوں کے کام کروانے ہوتے ہیں آپ ایوان کا اجلاس دو بجے کے بعد شروع کریں۔ 80 فیصد کام تبادلوں کا ہے اور ہمارے ساتھی اور ورکر کہتے ہیں کہ ہمارا تبادلہ یہاں سے ہاں اور ہاں سے یہاں کروا دیں۔ کیا یہ ان سیکرٹریوں کے اوپر، ان اداروں پر عدم اعتماد نہیں جو آخر سال سے یہاں حکمرانی کر رہے ہیں اور ان کے جو تین لوگ جوان کے ماتحت کام کر رہے ہیں وہ آج بے سکون ہیں اور تبادلے چاہتے ہیں اور جب وہ سکون سے نوکری نہیں کر سکتے تو پھر وہ deliver کیا کریں گے۔ (نصرہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے حلقوں کی ایک چھوٹی سی ڈسپنسری کی مثال دینا چاہوں گا کہ ہاں پر 15 ملازم ہیں اور ڈیڑھ لاکھ سے دولاکھ روپے ان کی تھیں ہیں۔ ہاں ڈاکٹر ہے، wives mid ہیں، دوائیاں رکھنے والا بندہ بھی ہے اور ماشینی بھی ہے صبح 11 بجے کے بعد ہاں پر ویرانہ ہوتا ہے۔ یہ مل کر جان بوجھ کر اس ڈسپنسری کو ویران رکھنا چاہتے ہیں تاکہ 11 بجے کے بعد وہ جا کر اپنے پرائیویٹ کام کریں اور یہی حال آج پنجاب کے تمام محکموں کا ہے کہ جو 80 کروڑ روپیہ ہم روزانہ خرچ کر رہے ہیں اس کا reward ہے؟ اسی طرح آپ دوسرے محکموں کی مثال لیں تو ہمیں آج پوچھنا پڑے گا کہ Fisheries Department نے کیا ڈسپنسری کیا، جنگلات کے گھنے نے کتنا اضافہ کیا، تعلیم کے گھنے میں بھی یہی حالات ہیں کہ اساتذہ صبح آتے ہیں حاضری لگاتے ہیں اور اس کے بعد پرائیویٹ سکولوں اور ٹیوشن سنٹروں میں کام کرتے ہیں۔ لائیو سٹاک کے گھنے کا کیا حال ہے۔ آپ دیکھیں کہ پٹواری سے پانچ سورپے کی فرد ملتی ہے اور پندرہ روپے اس کا سرکاری ریٹ ہے۔ 333 فیصد پٹواری کے کھاتے میں ہوتی ہے، میں 1997 کی اسمبلی میں ممبر تھا تو اسی طرح جوں کے مینے میں بجٹ تقریب میں درخواست کی تھی کہ دنیا میں پٹواری کا نام اب کمپیوٹر ہو گیا ہے اور اس وقت کے رینویو منسٹر شاید محترم ارشد خان لودھی صاحب تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شوکت صاحب تھے۔

رانا محمد افضل خان: جی۔ انہوں نے دس لاکھ روپے مختص کئے کہ ہم ایک حلقة سے اس کام کو شروع کریں گے لیکن آج گیارہ سال کے بعد بھی ہم ریونیوریاڈ کو computerized نہیں کر سکے، اگر کر پشنا کو ختم کرنا ہے تو یہ ایک اہم ترین بات ہے۔ پولیس کے ٹھکنے کے اوپر بہت سے دوستوں نے خیالات کا اظہار کیا۔ Standardization دنیا میں economic development کا ایک طریقہ ہے، آج تعلیم کے میدان میں جہاں وزارت تعلیم سکول کالج چلا رہی ہے وہاں لیبرڈیپارٹمنٹ نے بھی اپنے سکول کھولنے شروع کر دیئے ہیں، پولیس ویلفیئر والے اپنے سکول کھول رہے ہیں، ڈی۔سی۔ اوز سکول چلا رہے ہیں، O.P.F and N.G.O's سکول چلا رہی ہیں۔ یہ اتنے سارے ٹھکنے ایک ہی کام کر رہے ہیں تو ہم نے کوئی professionalism آج تک develop نہیں کیا۔

صحت کے معاملے میں بھی یہی حالات ہیں۔ ہسپتال بنارہی Ministry of Health ہے، سو شل سکیورٹی ڈیپارٹمنٹ کروڑوں، اربوں روپے کے ہسپتال بنارہا ہے، وہ ساز و سامان فرانس سے، جاپان سے یا کوریا سے منگواتے ہیں تو اس non-standardization کے ساتھ دو سال کے بعد پیٹرپارٹس ہوتے ہیں نہ technicians اور پنجاب کا 80 کروڑ روپے یو میہ جو ہم خرچ کر رہے ہیں وہ اسی طرح ضائع کر رہے ہیں اور عوام کو اس کا فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب، میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو درخواست کروں گا کہ ہمیں کہیں سے بھی professionals لے کر آنے ہوں گے، آج انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے حالات پر رونے کو دل کرتا ہے کہ ہم نے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا یہ حال کیا کہ non-professionals آج ان اداروں کے سربراہ ہیں۔ انجینئرز کو اتنا پستی میں ڈال دیا گیا ہے کہ ان کی mid career training کے لئے ہمارے پاس پیسا ہے اور نہ ان کے کوئی کورس ز ہوتے ہیں، وہ اپنے ڈیپارٹمنٹ میں ہی آکر کام سبکھتے ہیں۔ اس وقت انجینئرنگ کا سارا شعبہ تنزلی کا شکار ہے۔ چاہنے نے اگر آج ترقی کی ہے تو دنیا کی تمام یونیورسٹیوں میں چاہنے کے طالب علم زیادہ سے زیادہ تعداد میں ہیں۔ اگر آپ چاہنے چلے جائیں اور ان کو دیکھیں تو ہر ٹھکنے کا جوانچا رج ہے کوئی پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیٹھا ہوا ہے، کوئی امریکن یونیورسٹی کا پڑھا ہوا بیٹھا ہے اور آج چاہنے کے شر جو ترقی کر رہے ہیں وہ امریکہ کے شرروں کو مات کرتے جا رہے ہیں۔ وجہ صرف ایک ہی ہے کہ ان لوگوں نے professionals کی قدر کی ہے نہ کہ ہمارا جو فرسودہ نظام ہے کہ بیور و کریکل سسٹم سب کو نیچا دکھا کر اپنے آپ کو superior بٹھائے رکھنا چاہتا ہے اور ملک کا پیسا اسی طریقے سے ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میر احلاقہ زرعی تو نہیں لیکن زراعت پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب میں پانی کی کمی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ چند سالوں کے اندر یہ ایک بارانی پنجاب بن جائے گا کیونکہ ڈیموں پر ہمارا اتفاق نہیں ہو رہا۔ ضرورت آج اس بات کی ہے کہ ہم D & R کے شعبہ میں بارانی علاقوں میں پیدا ہونے والے پودوں کی research کریں، چنان سے ٹینکالو جی لیں، دوسرے ملکوں سے لیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پاکستان کے اندر پانی پر شاید ہم اتفاق نہ کر سکیں اگر یہ اتفاق ہمارے صوبوں کے اندر نہ ہو سکا تو ہمارا پر بارانی فصلیں ہی اگا کریں گی۔ بہتر یہی ہے کہ ہم آج سے ہی ایسی فصلوں کی تیاری کریں جو کم پانی کے ساتھ آگ سکیں۔ آپ نے مجھے دس منٹ بولنے کا موقع دیا اس کے لئے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کیونکہ اس دس منٹ کے اندر پنجاب کی حکومت نے چھ لاکھ روپے خرچ کر دیئے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آخر میں تھوڑا سا پسے شہر فیصل آباد کے بارے میں ضرور کہنا چاہوں گا۔ فیصل آباد ایک بہت محنت کرنے والے لوگوں کا شہر ہے، یہ پاکستان کا ٹیکٹاکیں اور ٹیکٹاکیں مشینزی سنظر ہے، انماج کی بہت بڑی منڈی، لکڑی کی وہاں پر بہت بڑی منڈی ہے لیکن ہمارا قصور یہ ہے کہ ہم جی۔ ٹی روڈ سے بہت دور ہیں اور جو لوگ جی۔ ٹی روڈ سے دور ہیں وہ حکومت سے دور ہوا کرتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس میٹھا پانی نہیں ہے۔ یہاں پر تو زمینوں کے لئے پانی کی بات ہوئی لیکن فیصل آباد میں پینے کے لئے 150 ملین گیلین پانی per day rural ضرورت ہے۔ پنجاب کا دوسرا بڑا شہر ہے اور 30 لاکھ سے زیادہ آبادی ہے۔ پنجاب کے اندر Faisal آباد کے اوپر سب سے زیادہ پریشان ہے۔ وہاں پر sanitation to urban migration کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے قائدین کو بالخصوص وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ایک خصوصی فنڈ فیصل آباد کے لئے رکھیں کیونکہ ہمیں چنیوٹ سے پانی لے کر آنا پڑتا ہے۔ یہاں پر چنیوٹ کے ممبران بھی تشریف فرمائیں، جب ہم وہاں پانی لینے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہاں سے پانی نہ لے کر جاؤ ہمارا پانی گرا ہو گیا ہے۔ ہم پانی دریائے چناب سے فیصل آباد لانا چاہتے ہیں ورنہ فیصل آباد کے اندر لوگ پینے کے پانی کو تر سیں گے۔ میں آخری اس گزارش کے ساتھ آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وزیر خزانہ Faisal آباد میں sanitation اور میٹھے پانی کے لئے ہمیں خصوصی allocation دیں گے۔ شکر یہ

چودھری ندیم خادم: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بات کریں۔

چودھری ندیم خادم: جناب سپیکر! یہ جو ہاؤس ہے اس کی کچھ values and traditions یہ بات میں نے اپنی تقریر میں بھی کہی تھی کہ میں پہلی دفعہ ایم-پی۔ اے بناءوں لیکن میرے والد چودھری خادم حسین 1985 سے continuously رہے ہیں اور سابق منستر بھی ہیں۔ انہوں نے مجھے چند ایک باتیں سمجھا کر بھیجی تھیں۔ ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں تو ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس ہاؤس کی روایات اور values کو بڑھائیں نہ کہ کم کریں۔ آج صحیح بھی دیکھنے میں آیا کہ ایک non-member گیلری میں گھوم رہا تھا اور اندر اس ہاؤس میں داخل ہوا۔ ابھی پانچ منٹ پہلے اس ہاؤس کے ممبر جو ہمارا پر موجود نہیں ہیں اگر ہوتے تو میں mention کر دیتا۔ معزز ممبر باہر سے آئے اور ایک بندہ اپنے ساتھ لے کر آئے، سکیورٹی والوں نے کماکہ pass دکھائیں تو انہوں نے کماکہ یہ ایم-پی۔ اے ہیں انہیں اندر جانے دیں تو وہ اندر آکر بیٹھ گئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس ہاؤس کے ساتھ یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور یہ ہم خود کر رہے ہیں لہذا اس کا seriously action لیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: پتا کر والوں کے کون بندہ میٹھا ہے اس کے بعد مجھے بتائیں۔

راوی کاشف رحیم خان: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راوی کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ چاول جماں کاشت ہو رہا ہے وہاں ڈیزل کی شدید قلت ہو گئی ہے۔ میری آپ سے یہ التماس ہے کہ انتظامیہ کو ہدایت کی جائے کہ کاشتکاروں کو فوراً ڈیزل دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نسیم ناصر خواجہ صاحبہ!

محترمہ نسیم ناصر خواجہ: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! معزز ارکین اسمبلی السلام علیکم۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کا رہ کو پنجاب کی تاریخ کا مشکل ترین مگر متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ بجٹ ایسے حالات میں پیش کیا گیا کہ عالمی مارکیٹ میں، نیل اور کھانے پینے کی اشیاء کی بڑھتی ہوئی قیمتیوں کی وجہ سے پوری دنیا گرانی (منگانی) کی بیٹی میں ہے۔ ایک ایسے وقت میں متوازن بجٹ پیش کرنا پنجاب حکومت کے لئے ایک بڑا چلنگ تھا جبکہ ہر گزرنے والے دن کے ساتھ ملک میں افراط ازدیقی شرح بڑھ رہی ہے اور روپیہ بھی اپنی قدر کھو رہا

ہے۔ پنجاب حکومت کے لئے سب سے بڑا چلنچ عوامی ریلیف کا تھا۔ وزیر خزانہ تنور اشرف کا رہ صاحب کو ہمارے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت تھی کہ مشکل حالات کے باوجود پنجاب کے غریب عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دیا جائے۔ عام آدمی کی انصاف تک رسائی کے لئے جہاں خطیر رقم رکھی گئی وہاں جوں کی بنیادی تشویہوں میں اضافہ کیا گیا۔ بجٹ میں سیز ٹکسٹ کی بات کی گئی۔ سیز ٹکسٹ میں اگرچہ وفاقی حکومت کی تقليید کی گئی ہے لیکن انہوں نے اسے ایک ٹکنیکی مسئلہ درپیش تھا۔ سیز ٹکسٹ چونکہ متعدد اشیاء پر کمپنی کی طرف سے درج ہوتا ہے اس لئے یہ ممکن نہیں تھا کہ اس کی شرح صوبہ پنجاب میں کم کم کی جاسکتی۔

جناب سپیکر! ون ڈش پروگرام کو اگرچہ بجٹ میں جاری رکھنے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن اس پر عملدرآمد پہلے ہی سے ہو چکا تھا۔ اس حوالے سے جو سختی کی گئی ہے اس کا غریب ہوں کو براہ راست فائدہ پہنچا۔ مرغی کا گوشت 190 روپے کی ریکارڈ سطح پر چلا گیا تھا اب 125 روپے فی کلو گرام کی سطح پر آگیا ہے اس حوالے سے ضروری ہے کہ حکومت پورے صوبے میں ون ڈش پر سختی سے عملدرآمد کروائے تاکہ نمودو نمائش کے لکھروار پیسے کے بے جا سراف سے بچا جاسکے۔

جناب سپیکر! میں یہ دہراتی چلوں کہ پاکستان مسلم لیگ کی قیادت محض نعروں پر یقین نہیں رکھتی بلکہ عملی خدمت کے تصور کی پیروکار ہے۔ ماضی میں بھی ہمارے قائدین نے خدمت کی سیاست اور good governance کے ذریعے ملک بھر میں نئی مثالیں قائم کیں۔ اس روشن مثال کی تقليید کرتے ہوئے حالیہ بجٹ میں جو حکومت عملی وضع کی گئی ہے اس پر عملدرآمد کے نتیجے میں ہمارا صوبہ جو ماضی میں مسلم لیگ "اق" کی لوٹ کھسوٹ، اقرباء پروری اور بدانستگائی سے ان گنت مسائل کا شکار چلا آ رہا ہے اب انشاء اللہ، انشاء اللہ حقیقی معنوں میں امن کا گوارہ خوشحالی کا محور اور ترقی کا نیکان بن کر ابھرے گا۔

جناب سپیکر! جیسا کہ ہم سب کو علم ہے کہ پنجاب پاکستان کا ایک زرعی صوبہ ہے اور بہترین افرادی قوت آبی وسائل اور بہتر management کے ذریعے صوبے کی زرعی ترقی اور پیداوار کو بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ حکومت صوبے میں corporate farming policy کو اپناۓ۔ تمام خبر اور بے آبادزمیں لیز پر ملکی وغیر ملکی سرمایہ کاروں کو دی جائیں۔ اسی طرح مویشیوں اور ماہی گیروں کی farming کو بھی وسیع پیمانے پر فروغ دیا جائے۔ اس سے ہمارا صوبہ نہ صرف پورے پنجاب اور ملک بھر کی زرعی ضروریات کو پورا کرے گا بلکہ

Middle East اور دیگر ممالک کو بھی ایکسپورٹ کی جاسکے گی جس سے نہ صرف ملک بلکہ صوبے کو غیر ملکی زر مبادلہ حاصل ہو گا بلکہ صوبے میں بے روزگاری ختم ہو گی اور امن و امان کی صورت حال بھی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! اس موقع پر میں ایک بات ضرور کہوں گی کہ اقتصادی ترقی اور معاشری استحکام کے لئے سیاسی استحکام ناگزیر ہے۔ پاکستان بالخصوص پنجاب بھر کے عوام اپنی قیادت سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ جوں کی بحالی اور آمریت کی آخری نشانی جزء مشرف سے نجات کے لئے عوام کی توقعات پر پورا اترے گی۔ صرف اسی صورت میں ملک میں سیاسی استحکام آسکتا ہے کیونکہ اس وقت چاروں صوبوں کی عوام میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہماری قیادت عوام کی آنکھوں میں امید کے یہ چراغ کبھی بجھنے نہیں دے گی۔ ہم سب اس سفر میں ان کے ساتھ ہیں اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ پاکستان زندہ باد۔ پاکستان مسلم لیگ "ن" پاکندہ باد۔ شکریہ رانا آصف محمود: پاؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! 23۔ جون کو اجلاس کا وقت صبح 9 بجے رکھا گیا ہے۔ آج سب لوگ اپنے اپنے علاقوں میں جائیں گے اور 9 بجے آنا مشکل ہو جائے گا اور اگر possible ہو تو اس کو 11 بجے کر کے دوسرا سیشن کر لیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ جناب معین و ٹو صاحب!

جناب محمد معین و ٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے تو مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ ہمارے بت سے فضل ارکین بن کی تقاریر ہم نے بڑے شوق سے سنیں وہاب اس وقت موجود نہیں ہیں۔ ہمارا بھی دل چاہ رہا ہے کہ ہم ان کو گھر سے جا کر لے آئیں۔ جیسے وہ کہتے ہیں کہ کوئی ایک شاعر دوسرے شاعر کے پیچھے بھاگ رہا تھا تو کسی نے کہا کہ کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ اس نے اپنا کلام سنایا تو میں نے سن لیا اور جب میری باری آئی ہے تو یہ بھاگنا شروع ہو گیا لیکن میں آپ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ جس خشوع و خضوع سے اور جتنے انہماں اور یکسوئی سے مسلسل تمام ممبران کی اتنی

طویل تقاریر صحیح سے سن رہے ہیں میں اگر آپ کو خراج تحسین پیش نہ کروں تو میں اپنے فرائض میں غفلت کر رہا ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یقیناً ایک روایت ہے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو ٹریئری نچ کے تمام ادارکیں نے حسب روایت اس بجٹ کی تعریف کرنی ہوتی ہے اور اس کے حق میں بات کرنی ہوتی ہے لیکن میں اس بجٹ کے بارے میں اگر غیر جانبداری سے بھی بات کروں، اپنی پارٹی اور اس کی ذمہ داری کے علاوہ بھی بات کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو وسائل اور مسائل کے ساتھ جتنا ہم آہنگ کیا گیا ہے اور جس قدر یہ balance بجٹ ہے اس پر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف اور قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یہ جمہوریت کی شمع روشن ہوئی ہے اور ہم یہاں عوامی نمائندے کے طور پر موجود ہیں تو اس کے پیچھے قربانیوں کی داستان ہے اور اس داستان کا یہاں ذکر نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اپنے فرائض سے کوتاہی ہو گی کہ اس جمہوریت کے چراغ کو جلانے میں محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شادت، ان کی قربانی اور ان کا خون شامل ہے۔ ہم ان کی شادت اور ان کی عظیم قربانی پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اسی طرح قائدِ محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف اور ان کے خاندان نے بھی اس جمہوریت کے لئے بے دریغ قربانیاں دیں اور جناب آصف زرداری نے بھی جیل کی صعوبتیں برداشت کر کے جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں مگر آج اس ملک کو اور پاکستان کو استحکام کی جو ضرورت ہے تو میں اس موقع پر بھی پاکستان کے ان دو بڑے قائدین میاں محمد نواز شریف اور جناب آصف علی زرداری کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جنہوں نے موجودہ حالات میں پاکستان کی مستقبل کے لئے تمام اختلافات ختم کر کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر پاکستان کی سلامتی کے لئے اکٹھے رہنے کا عہد کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یقیناً ان دو بڑی پارٹیوں کے اتحاد سے ان دو بڑے لیدروں نے پاکستان کے عوام کے دل جیت لئے ہیں اور ان میں ایک خوشی کی لسر دوڑ گئی ہے اور ایک امید کی کرن نظر آئی ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ان دو بڑے قائدین کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر اور ملک کی سلامتی کے لئے اکٹھے ہونے سے پاکستان میں اور پاکستان کے سیاست دانوں کا وقار اور ان کی عزت و احترام میں اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! بحث پر جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے جتنی محنت اور عرق ریزی سے کام کیا تو اس کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک بڑا جامع بحث ہے جس میں ہر شعبہ زندگی کے بارے خصوصی طور پر فنڈر مختص کئے گئے ہیں۔ ہمارے پنجاب میں سب سے اہم شعبہ تعلیم، زراعت، صحت ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان شعبوں میں جس قدر فنڈر مختص کئے گئے ہیں وہ یقیناً حوصلہ افراہیں کہ کسی بحث کی خوبی یہ ہے کہ قرضوں پر کم از کم انحصار کیا جائے اور اس بحث میں قرضوں پر کم سے کم انحصار کیا گیا ہے اور وسائل پیدا کئے گئے ہیں اور وسائل بھی اس طرح پیدا کئے گئے ہیں کہ براہ راست عموم پر بوجھ نہ پڑے لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ جتنا بھی اچھا بحث پیش کیا جائے جتنی بھی محنت کی جائے مگر اس میں بہتری کی گناہ م موجود رہتی ہے۔

خاص طور پر زراعت کے بارے میں ہمارے فاضل دوستوں نے بے حد طویل بحث بھی کی، بڑے مفید نکات بھی اٹھائے اور بہت کارآمد باتیں ہوئیں لیکن میں مختصر اس میں اتنا اضافہ کروں گا کہ ہمارا صوبہ خاص طور پر زراعت پر مبنی ہے اور خوراک کی قلت آج کا جو سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ خوراک کی قلت زراعت کی ترقی سے وابستہ ہے اور زراعت کی ترقی کے لئے بہت سی تجویز آچکی ہیں لیکن میں ان میں یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ خوراک کی کمی پوری کرنے کے لئے صرف اس بات کی ضرورت نہیں کہ سببڈی میں اضافہ کیا جائے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ خوراک کی قلت کو پورا کرنے کے لئے جتنا رقمہ قابل کاشت اور جو رقمہ کاشت کے قابل نہیں ہے، اس کو قابل کاشت بنایا جائے۔ خاص طور پر effective land utilization کے مکملہ کو بنایا جانا چاہئے اور اس مکملہ کو چاہئے کہ وہ ہر آکر رپورٹ پیش کرے کہ اس سال اس مکملہ نے کتنا نیا رقمہ زیر کاشت لا یا ہے اور زراعت کے شعبے میں اس رقمے کو زیر کاشت لانے سے کتنا اضافہ ہوا ہے۔

اسی طرح ہمارے کاشت کاروں کو پانی کی جو قلت ہے اس پر شاید ڈیموں سے، جو طویل منصوبے ہیں اور اس پر وقت درکار ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ دریاؤں کے کنارے جو میٹھا پانی ہے، اسے استعمال کرنا بھی آج کے دور میں پانی کی قلت کو پورا کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہاں اگر ٹیوب ویلز لگائے جائیں تو وہ پانی کاشت کاروں کے لئے ضروری بھی ہے اور موجودہ پانی کی قلت کو پورا کرنے میں بھی مدد گارثابت ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ زراعت کو ترقی دینے کے لئے جہاں ہمیں کوالٹی اور دونوں چیزوں کی ضرورت ہو گی کہ زمین میں اضافہ بھی ہو اور فی ایکٹ پیداوار میں بھی

اضافہ کیا جائے۔ ہمارے زراعت کے ریسرچ انسٹیوٹ کو چاہئے بلکہ ان کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ ہر سال اسے اسے کے لمحے کی طرف سے یہ رپورٹ پیش ہونی چاہئے کہ اس سال انہوں نے گندم کی کون سی نئی قسم دریافت کی ہے اور چاول کی کون سی نئی قسم دریافت کی ہے۔ آج ہمارے یہ انسٹی ٹیوٹس اور یہ زرعی ترقیاتی مرکز خاطر خواہ کام نہیں کر رہے جن کی ہم ان سے توقع رکھتے ہیں۔ ان کی وہ put out نہیں ہے۔ میں خاص طور پر محکمہ زراعت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ کاشت کاروں کو سوتیں دے، ان کی رہنمائی کرے لیکن آج میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس لمحے کے اخراجات کا اندازہ لگا لجھے اور اس کی put out پر توجہ دے لجھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمہ کی قطعاً لوگ put out نہیں ہے۔ کاشت کاروں کے لئے یہ کسی طور پر مفید اور مددگار ثابت نہیں ہو رہا اور ان کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! مارکیٹ کمیٹیوں کے پاس بھاری رقوم ہوتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر بننے کے لئے اور ان کمیٹیوں کے چیئرمین بننے کے لئے ہم پر بڑا pressure ہوتا ہے لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس مارکیٹ کمیٹی کی put out کیا ہے، وہ کام کیا کر رہے ہیں، انہوں نے کیا facilitate کیا ہے، انہوں نے عوام کو کیا فائدہ دیا ہے، کسان کو کیا فائدہ دیا ہے؟ تو اس کا قطعاً لوگ فائدہ ہمیں نظر نہیں آ رہا۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ جتنے نئے نئے ہیں ان کی وراثتی آتی ہے تو متعلقہ مارکیٹ کمیٹی کے ذریعے سے کاشت کاروں تک پہنچیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً ہماری حکومت اور خاص طور پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا ذکر کیا ہے کہ ہم اس شعبے میں بہت زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں اور طلباء کے لئے بڑے incentives دیئے ہیں، اساتذہ کے لئے incentives دیئے ہیں مگر میری یہ گزارش ہے کہ آج بہت سے ایسے کالج ہیں، بہت سے ایسے سکول ہیں جو دور اقتاہ علاقوں میں موجود ہیں، وہاں بڑی بڑی عمارتیں موجود ہیں لیکن وہاں طلباء بھی ہیں، کالج بھی ہیں مگر وہاں اساتذہ نہیں ہیں۔ حوالی لکھا میر احلفہ انتخاب ہے۔ وہاں خوبصورت عمارت پر گورنمنٹ ڈگری کالج مشتمل ہے مگر وہاں طلباء کی تعداد کے لحاظ سے جتنے مطلوبہ اساتذہ اور پروفیسر صاحبان درکار ہیں یا ضرورت ہے تو اس سے تیسرا حصہ بھی وہاں موجود نہیں ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ فوری طور پر سب سے پہلے حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ جن سکولوں میں اساتذہ موجود نہیں ہیں وہاں فوری طور پر ساف اور اساتذہ کو بھیجا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ترقیاتی کاموں کے لئے بھاری رقم مختص کی گئی ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو پہلے سڑکیں، سکول اور ہسپتال کی buildings موجود ہیں ان کو maintain کرنا بہت ضروری ہے اس کے لئے میں وزیر خزانہ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ ضرور گزارش کروں گا کہ جتنی موجود سڑکات ہیں ان کی maintenance کے لئے بھی خصوصی funds مختص کیجئے چونکہ میں خود دیکھ رہا ہوں کہ میرے حلقہ انتخاب میں سوائے ایک دو سڑک کے جتنی سڑکیں بنی ہیں ساری کی ساری ٹوٹی پھوٹی ہیں جو ٹرینک کے قابل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا لیکن ایک بات کی طرف آپ کی توجہ ضرور مبذول کراؤں گا کہ اس وقت ہمارے صوبے میں لا اینڈ آر ڈر کی صورتحال انتہائی ناگفته ہے ہے کوئی آدمی اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتا لہذا اس وقت سب سے زیادہ ضرورت صوبے میں لا اینڈ آر ڈر کی صورتحال کو بہتر کرنا ہے۔ پنجاب کے عوام خاص طور پر اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ جتنے حالات پچھلے دور میں خراب ہوئے ہیں اور جتنا خوف وہر اس پھیل گیا ہے لوگوں کی خواہش تھی کہ کاش اس صوبے کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف بن جائیں تاکہ ہمیں احساس تحفظ ہو، امن بحال ہو اور شریف لوگوں کو عزت مل سکے۔ (نصرہ ہائے تحسین)

آج ان کی دعائیں رنگ لائی ہیں، آج ان کی خواہشات کی تکمیل ہوئی ہے، آج ان کے خوابوں کی تعبیر ہوئی ہے اور آج میاں محمد شہباز شریف اس صوبے کے وزیر اعلیٰ منتخب ہو چکے ہیں۔ آج ہمیں ایک لمبے ضائع کئے بغیر فوری طور پر لوگوں کو تحفظ فراہم کرنا چاہئے اور اس کے لئے سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جو پولیس افسران ایماندار ہیں O.H.S.O.H.S کے طور پر صرف ان ہی کی تعیناتی کی جانی چاہئے اور میاں واشگاف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ H.M.O.S کی تعیناتی میں قطعاً کسی قسم کی نہیں کریں گے لیکن ہمیں اور عوام کو تحفظ چاہئے اور O.H.S کی یہ ذمہ داری ہونی interference کیا ہے کہ اگر اس کے علاقے میں کوئی واردات ہوتی ہے بجائے اس کے کہ وہ پرچہ درج نہ کرے اسے اس کی ذمہ داری لینی چاہئے اور اس O.H.S کو اس کی کارکردگی کے مطابق جیسا کہ بجٹ میں بھی کہا گیا ہے کہ اس کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اسے ترقی ملے گی اور incentive بھی ملے گا لیکن میں میاں یہ بھی تجویز دوں گا کہ اگر ایک O.H.S کی موجودگی میں کوئی واردات ہوتی ہے، چوری ہوتی ہے، ڈکیتی ہوتی ہے اور وہ کنشروں نہیں کرتا تو اس کو punish بھی کیا جانا چاہئے تاکہ اس کو پیتا چلے کہ میں نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی اور میں نے لوگوں کو تحفظ فراہم نہیں کیا۔

جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ وقت کی بہت کمی ہے لیکن میں آخر میں صرف ایک بات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور میں اس شعبے سے تعلق رکھنے والے دوستوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں وکلاء برادری کا ذکر کرنا چاہتا ہوں میں بھی ایک وکیل ہوں اور آپ بھی ایک بست بڑے قانون دان ہیں ہمارا اس طبقے سے تعلق ہے۔ میں یہاں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آج عدیہ کی آزادی کے لئے سب سے بڑی قربانی اور میں سمجھتا ہوں کہ عدیہ کی آزادی پاکستان کی آزادی ہے پاکستان کے مستقبل کی جگہ ہے اور وہ جنگ ہمارے اس ملک کے وکلاء نے اور عظیم وکلاء نے لڑی ہے۔ دو سال ہونے کو آئے ہیں کہ مسلسل ہماری وکلاء برادری اپنا پیٹ کاٹ کر اپنا مالی نقصان کر کے انہوں نے اتنی بڑی تحریک چلانی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف بر صیر کی تاریخ میں بلکہ پوری دنیا کی تاریخ میں اتنی بڑی وکلاء کی تحریکی اور *unbreakable* تحریک کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آج ان وکلاء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو اتنی بڑی جدوجہد کر رہے ہیں اور یہ جدوجہد کامیاب ہونی چاہئے اگر خدا نخواستہ اس میں کوئی ایسی بات ہو گی تو صرف یہ وکلاء کا نقصان نہیں ہو گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ کامیابی ہو کر رہے گی اور یہ اتنی بڑی تحریک ضرور رنگ لائے گی اور جس وقت وکلاء برادری نے یہ علم بلند کیا تھا اس وقت عوام میں *depression* تھا یہ حوصلہ کوئی نہیں کر رہا تھا۔ وکلاء برادری نے ایسے حالات میں یہ شمع روشن کی ہے اور انشاء اللہ یہ کامیابی سے ہمکنار ہو گی اور کسی نے کہا ہے کہ:

سوکھی شاخوں پہ لمو چھڑکا ہے ہم نے
پھول اگر اب بھی نہ کھلے تو قیامت ہو گی

جناب والا! وکلاء برادری کا یہ مشن ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوامی نمائندے کے طور پر ہم سب کا یہ فرض ہے کہ وکلاء برادری کی حوصلہ افزائی کے لئے ہمارا تعاون ان کے ساتھ ہر وقت جاری و ساری رہنا چاہئے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے ہر طبقہ کے لئے کچھ نہ کچھ مراعات کا اعلان کیا ہے ہر شعبہ کے بارے میں فذر مختص کئے ہیں مگر اس وکلاء برادری کی فلاح و بہبود کے لئے میں نے بجٹ میں کمیں کوئی ذکر نہیں دیکھا۔ میں اس کے لئے یہ تجویز کروں گا کہ وکلا کے لئے تحصیل سطح پر اور ڈسٹرکٹ سطح پر ہر جگہ پر وکلاء کا لوگوں کا اعلان کیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ جو نئے وکلاء ہیں ان کے لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آسان قرضہ جات فراہم کئے جانے

چاہئیں تاکہ وہ اپنی دکالت کا آغاز کر کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں
کہ آپ نے بڑی فراغی سے مجھے وقت دیا۔ بہت شکریہ
جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ محمودہ چیمہ!

محترمہ محمودہ چیمہ: اعوذ باللہ من الشیطین الرجیم ۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵ جناب سپیکر! میں اس
Mیں پہلی وفعہ آئی ہوں اور اس کے لئے میری سب بہن بھائیوں سے request ہے کہ اگر
میں کسی جگہ 'تھڑک' جاؤں تو براہ کرم درگز کر جانا یہ آپ کی ذرہ نوازی ہو گی۔ نمایت قابل احترام
وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کا شعر جوانہوں نے تقریر میں quote کیا تھا میں دوبارہ اس کو
quote کرنا چاہوں گی۔

ظلم کی بات کیا ظلم کی اوقات کیا
ظلم بس ظلم ہے آغاز سے انجام تک

اس ظلم و تشدد کی داستان تو مظلوموں کے دلوں پر رقم ہے مگر اس خوشنگوار سحر کا 8۔ جوں کو اپنی پہلی
تقریر میں ہمارے قائد ایوان محسن پنجاب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اپنی ترجیحات مقرر
کرتے ہوئے کہا تھا کہ پنجاب کو امن و سکون، اطمینان اور انصاف کا گوارہ بنائیں گے۔ پنجاب میں
انہوں نے پہلا بیٹ پیش کر کے ایک جموروی روایت قائم کی اور جو مختوط حکومت کی نظام کی تبدیلی کا
بجٹ ہے وہ قابل تحسین ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں جن بحرانوں سے نمٹا گیا ہے یہ اپنی مثال آپ ہیں۔ خوراک کا
بحران، بجلی کا بحران، عدالتی بحران، گیس کا بحران اور روٹی کا بحران ان مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے
بجٹ میں غربت سے نمٹنے کے لئے حکومت پنجاب نے 13۔ ارب سے زائد کی سب سڈی دی ہے۔ یہ
بات خوش آئند ہے کہ انتہائی مغلس لوگوں کے لئے خورد و نوش کے سامان کا بھی وعدہ کیا گیا ہے اور
انشاء اللہ انھیں ملے گا۔ مہنگائی کے اثرات سے عوام کو تحفظ دینے کے لئے پرائی کنٹرول بورڈ قائم کئے
گئے ہیں۔ غریب بیوگان کے مکانوں کے قرضے بھی حکومت خود ادا کرے گی۔ غریبوں اور ناداروں کو
مکانات کا مردہ بھی سنایا گیا ہے جس پر ایک ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے لئے 30 ارب مختص کئے گئے ہیں۔ غریب بچوں کے لئے مفت تعلیم اور سکولوں میں کمپیوٹر فراہم کئے جائیں گے۔ صحت کے شعبہ میں انشورنس کا منصوبہ ہے اور ڈائلریز کی مشین کا جر آکیا گیا ہے۔

جناب والا! اب میں تھوڑا سا اپنے حلقے کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گی۔ میر احلاقہ وہ ہے جماں سے سابق سپیکر قومی اسمبلی چودھری امیر حسین صاحب نہایت بُری طرح ہار کر اب ایوان صدر میں نئی گھاؤنی سازشوں میں مصروف ہیں۔

آوازیں: آپ کا حلقہ تو پورا پاکستان ہے۔

محترمہ محمودہ چیمہ: لیکن میں اس وقت صرف حلقوپی پی۔ 121 کی بات کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk, please محترمہ کو بات کرنے دیں۔ جی، محترمہ! محترمہ محمودہ چیمہ: جناب سپیکر! ان کو اللہ تعالیٰ نے کبھی اقتدار کے دور میں نہ صرف سیالکوٹ ضلع بلکہ اپنے حلقے کے لئے بھی کچھ کرنے کی توفیق نہ بخشی۔ اللہ ان پر رحم کرے۔ میں کہنا چاہتی ہوں کہ حلقہ پی پی۔ 121 سیالکوٹ کے شمال میں بجوات کا علاقہ ہے وہ 86 دیہات پر مشتمل ہے لیکن وہاں صرف ایک لڑکیوں کا ہائی سکول ہے اس کے علاوہ وہاں کوئی تعلیمی سولت نہیں ہے۔ جو نکہ وہاں لڑکیوں کا کالج نہیں ہے جس وجہ سے وہاں کی لڑکیاں مشکل سے مذل اور میڑک تک ہی تعلیم حاصل کر سکتی ہیں اور سیالکوٹ شر سے دور افدا ہونے کی وجہ سے ذرائع آمد و رفت کا بھی مسئلہ ہے۔ لیکن شر سے پہلے وزیر اعلیٰ بجوات کے نوچی گاؤں سید پور گئے تھے۔ انہوں نے بجوات کی عموم کی خواہش پر وعدہ کیا تھا کہ بجوات میں لڑکیوں کا کالج ضرور بنے گا اور اسی سال بنے گا۔ امید ہے کہ محترم قائد اپنا وعدہ ضرور پورا کریں گے۔ وہاں کی سڑکوں کی حالت وزیر اعلیٰ صاحب بچشم خود ملاحظہ فرمائے ہیں۔ لہذا میں جناب کے توسط سے اصلاح احوال کے لئے خواستگار ہوں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں بہت سارے مسائل ہیں لیکن جو نکہ ٹائم کم ہے اس لئے میں مختصر آئی کہوں گی وہاں پر خصوصی تعلیم کا ادارہ بڑا قابلِ رحم ہے۔ اس کی بلڈنگ بڑی محدودش ہے۔ چونکہ سب کو علم ہے کہ سیالکوٹ بارانی اضلاع میں شمار کیا جاتا ہے اس لئے وہاں بھلی اور ڈیزیل چھوٹی کاشتکاروں کی پہنچ سے باہر ہے لیکن اس کے لئے بجٹ میں کچھ نہیں آیا۔ سیالکوٹ شر میں سالڈویسٹ اور پانی کی نکاسی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الی نے بھی سیالکوٹ میں ایک بہت بڑا مسئلہ پیدا کیا تھا اس سلسلے میں عرض ہے کہ 2003 میں سیالکوٹ کے لئے میدیکل کالج منظور

ہوا تھا وہاں بچوں کے داخلے بھی ہوئے اور انھیں عارضی طور پر دوسرے کالجوں میں بھیجا گیا لیکن جب عملی طور پر کام کرنے کا وقت آیا تو چودھری پرویز اللہ صاحب عذاب اللہ بن کر یہ کافی گجرات میں لے گئے اور ابھی تک سیالکوٹ کے بچوں کے لئے یہ مسئلہ اسی طرح ہے۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ دوسرے صوبوں کے وزراء اعلیٰ صاحبان بھی ہمارے محترم وزیر اعلیٰ کی طرح انقلابی تبدیلیاں لائیں تاکہ اس ملک کے غریب عوام نے جو 18 فروری کو خواب دیکھا تھا انھیں اس کی تعمیر مل سکے۔ اب میں میاں محمد شہباز شریف کی نذر ایک شعر عرض کر کے اجازت چاہوں گی۔

ان کو ڈھونڈتی تھی یہ راہ حیات کی
جن کی نظر سے وقت کے دھارے پدل گئے
بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب آج ایک چیز تو یہ نظر آئی کہ جب عدیلہ انصاف نہیں کرتی اور سائل سے ملی ہوئی ہوتی ہے تو وہ اس طرح ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو تھی بی بی کھڑی ہو رہی ہے ہمارا دل نہیں کرتا کہ ان کو ٹوکیں لیکن by-laws کی بات ہے بے شک آپ انھیں نہ روکیں لیکن ان کو آگاہ ضرور کرتے رہیں کہ آپ جو تحریر لکھ کر لائی ہیں یا لکھوا کر لائی ہیں یہ by-laws کے خلاف ہے اور اس طرح ایوان میں پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس طرح انھیں یہ عادت پڑ جائے گی اور آئندہ کے لئے بھی ان کی عادتیں ٹھیک نہیں ہوں گی۔ کم سے کم وہ آئندہ کے لئے تو ٹھیک ہو کر آئیں اور مجھیں کہ ہم قانون کی خلاف ورزی کر رہی ہیں۔ اب یہ سیاسی مجھ سے تو لڑیں گی لیکن خدار! آپ یہ تو بتا دیں کہ یہ by-laws کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ شہاملہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہاملہ رانا: جناب والا! خواتین کی عادتیں کبھی بھی خراب نہیں ہو سکتیں۔ خاتون ایک ماں ہے، ایک بُن ہے، ایک بیٹی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر یہ بات اس حوالے سے نہیں ہو رہی۔ پلیز آپ بیٹھیں۔ مجھے rules کی وضاحت کر لینے دیں۔ واقعی رولز کے مطابق لکھی ہوئی تقریر اسے میں نہیں ہو سکتی صرف notes کئے جاسکتے ہیں لیکن محترمہ نے یہاں پر خود فرمایا تھا کہ میں پہلی بار بات کر رہی ہوں لہذا ہم اس چیز کو دوسری طرف نے لے جائیں تو بہتر ہے۔ لہذا آپ تشریف رکھیں۔ اب میں میاں نصیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بحث پر بحث کریں۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کے توسط سے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کا رہ کاتھر دل سے مشکوڑ ہوں کہ میں نے چند روز پہلے گدھا گاڑیوں پر ٹیکس سے متعلق ایک سوال بھیجا تھا اور ایک قرارداد بھی پیش کی تھی کہ پنجاب کے انتہائی غریب اور پے ہوئے طبقے پر جو ٹیکس لگایا جاتا تھا اسے معاف کیا جائے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے انتہائی قلیل وقت میں فیصلہ کیا اور میاں محمد شہباز شریف نے اس بحث کے اندر یہ ٹیکس معاف کیا ہے اس لئے میں اپنی اور اس طبقے کی طرف سے اپنے قائد جناب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! یقیناً اس بحث میں ایک انتہائی جرات مندانہ فیصلہ کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ لاہور میں ڈیپنسنگ سوسائٹی پر اشتمام پیپر کے حوالے سے ٹیکس لگا کر اسے ٹیکس نیٹ میں لانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈیپنسنگ ہاؤسنگ اخترائی جس نے state within a concept state متعارف کرایا ہے۔ D.H.A نے ایک ایسی دیوار ٹھیکنگ دی ہے کہ لاہور میں اس سے ملکہ غریب لوگ احساس محرومی کا شکار ہو رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ نے اس طاقتور سوسائٹی کو ٹیکس نیٹ میں لا کر انتہائی جرات مندانہ دلیرانہ فیصلہ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جیسے تمام معزز ممبر ان کو بتا ہے کہ سابقہ ساڑھے آٹھ سالوں میں پنجاب پر ایک لینڈ ما فیا کا قبضہ تھا۔ وہ لینڈ ما فیا جس نے ساڑھے آٹھ سال کے اندر پورے پنجاب اور خاص طور پر شہروں کے اندر رہائشی زمین کی قیمتیں کو اتنا اور پر چڑھادیا تھا کہ ایک عام آدمی اپنی زندگی میں گھر بنانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ انھوں نے پورے ساڑھے آٹھ سال میں پنجاب کے اندر پیسا، کر پشن اور ہر چیز کو یہاں عام کیا تھا۔ لیکن وزیر خزانہ صاحب نے اس بحث کے اندر پلاٹوں کی بڑھتی ہوئی قیمتیں کو کم کرنے کے لئے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے اور کوآ پریٹ سوسائٹی کو پابند کیا ہے کہ اصل خریدار پلاٹ خریدنے

کے بعد ایک سال تک اسے آگے نہیں بیٹھا۔ میں اس حوالے سے آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اس بات پر مزید غور کریں کیونکہ پاکستان ایک غریب ملک ہے۔ پنجاب کی سماں ہے آٹھ، نوک روڑ آبادی ہے، جہاں پر عام آدمی گھر بنانے کا تصور نہیں کر سکتا۔ آپ Cooperative Societies کو پابند کریں کہ ان کے اندر دس مرلے سے زیادہ کے پلاٹوں کی cutting نہ کی جائے۔ صرف پانچ سے دس مرلے کے گھر بنائے جائیں۔ یہ پاکستان اب چار چار کنال، دو دو کنال یا چھ چھ کنال کے گھروں کا متھمل نہیں ہو سکتا اس لئے پانچ سے دس مرلے کے پلاٹوں کی cutting کا ان کو پابند کیا جائے تاکہ عام آدمی بھی ان کو خرید سکے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پوری دنیا کے اندر traffic کے مسائل بڑھ رہے ہیں، تیل کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں جن سے پوری دنیا متأثر ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کے اندر ایک عوامی سواری "سائیکل" کو عام کیا جائے جو کہ چھ سے سات ہزار روپے میں ملتی ہے۔ اس سواری کو مقبول اور عام کرنے کے لئے بجٹ میں خصوصی طور پر subsidy دی جائے تاکہ اس کی قیمت پندرہ سو یادو ہزار روپے سے زیاد نہ ہو۔ یہ سواری public میں مقبول ہو اور لوگ زیادہ سائیکل کو استعمال کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس سے ماحول پر بھی اچھا تر پڑے گا اور traffic کے مسائل بھی حل ہوں گے۔

جناب سپیکر! آپ نے اس بجٹ میں land revenue record کو computerized کرنے کے لئے ایک ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ یہ ایک بڑا اچھا فیصلہ ہے۔ اگر ہم نظر دوڑائیں تو ہمارے تھانوں، کچریوں اور ایک پی۔ اے صاحبان کے گھروں میں 50۔ فیصد مسائل land revenue کے حوالے سے آتے ہیں۔ پیٹواری کلچر نے ہمارے پورے پنجاب کے نظام کو جکڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے لئے ایک خظیر رقم رکھی ہے لیکن کوئی time frame مقرر نہیں کیا گیا کہ کتنے وقت میں computerized land revenue record کیا جائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں لینڈ فائی چونکہ بڑی مضبوط ہو چکی ہے۔ land revenue record کرنے کی وجہ سے آپ کو اس سے بھی ٹاکرا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح computerized establishment بھی یہ چاہتی ہے کہ ہم اس معاشرے کو پیٹواری کلچر اور لینڈ فائی سے آزاد نہ کروا سکیں تو اس کے لئے تھوڑا سا آپ کو سنجیدگی سے کام کرنا ہو گا، زور لگانا پڑے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے آپ ایک کمیٹی بنادیں جو computerized land revenue record کو کرنے کے لئے

میں حائل مشکلات کو جلد از جلد دور کرنے کے لئے اقدامات کر سکے۔ یہ مسئلہ پچھلے چھ سالوں سے pending چلا آ رہا ہے۔ پہلے بھی computerized land revenue record کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ کیونکہ establishment اور لینڈ ما فیانے اس کام کو روکنے کے لئے بڑی جهد و جمود کی تھی۔

پوری دنیا کے اندر آج کل energy crisis ہے، پانی اور بجلی کا مسئلہ ہے۔ جس طرح باہر کے ممالک نے ناؤن کی سطح پر dams بنا رکھے ہیں اسی طرح پنجاب کے اندر بھی چھوٹے چھوٹے dams بنائے جائیں۔ پنجاب کے اندر energy crisis کو face کرنے کے لئے ابھی تک کوئی dams باقاعدہ ministry announce نہیں کی گئی۔ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، اس میں، solar energy اور اسی طرح کے دوسرے مسائل ہیں۔ آپ اس مسئلے کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کے لئے باقاعدہ ایک وزارت قائم کریں جو صرف energy crisis پر قابو پانے کے لئے پالیسی بنائے، ایک vision تیار کرے کہ ان مسائل سے کیسے نمٹا جاسکتا ہے؟

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے آپ نے پرانگری اور سیکنڈری سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم کو عام کرنے کے لئے 5 ارب روپے منصوب کئے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اس سے تھوڑا سا اختلاف رکھتا ہوں۔ میں لاہور کی مثال دیتا ہوں کہ آپ لاہور جیسے شہر کے سکولوں میں بھی چلے جائیں تو وہاں پر بچوں کے بیٹھنے کے لئے ٹاٹ نہیں ہیں۔ میں کریمیوں کی بات نہیں کرتا بلکہ کہہ رہا ہوں کہ بچوں کے بیٹھنے کے لئے ٹاٹ بھی میسر نہیں ہیں۔ چھت نہیں ہے، ٹائلٹ نہیں ہے اور پانی نہیں ہے تو آپ ان سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم کس طرح دیں گے؟ آپ نے جو یہ 5 ارب روپے رکھے ہیں یہ ان missing facilities کو پورا کرنے پر خرچ کرنے چاہئیں۔ بنیادی تعلیم کو upgrade کرنا چاہئے۔ کمپیوٹر اور باقی مسائل کی طرف بعد میں توجہ دی جائے پہلے ان facilities کو پورا کیا جائے۔ میرے خیال میں کمپیوٹر ایجوکیشن کو high secondary level پر روشناس کرنے کی ضرورت ہے۔ primary level پر اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس بحث کے اندر سرکاری عمارتوں کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں آیا چونکہ لاہور میں تمام سرکاری دفاتر ہیں، پورا پنجاب اپنے مسائل کے لئے لاہور کے اندر آتا ہے۔ میرے خیال میں کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہئے کہ جس کے تحت چند سرکاری عمارتوں کو لاہور سے باہر shift کر دیا جائے تاکہ لاہور کے اندر ٹرینک کے مسائل پر قابو پایا جاسکے۔ 12 گھنٹے کے working hours

کے اندر ہم اپنے چار گھنٹے traveling time میں صائم کرتے ہیں تو ہمیں تھوڑی سی اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے کہ ہم کچھ سرکاری عمارتیں لاہور سے باہر shift کریں اور اس کے لئے بجٹ مختص کیا جائے۔

اگلی بات جس کے لئے مجھے منع بھی کیا گیا تھا لیکن میں یہی سی کرنا چاہوں گا۔ آپ نے صحت کے حوالے سے بجٹ رکھا ہے۔ پاکستان کی 16 کروڑ عوام اس وقت بڑے مسائل سے دوچار ہے۔ لہذا ہمیں اپنی آبادی پر کنٹرول کرنا چاہئے۔ آج سے نو، دس سال پہلے اس حوالے سے بجٹ مختص کیا گیا تھا اس کے بعد کسی حکومت نے اس جانب توجہ دینے کی جرات نہیں کی۔ اس لئے ہمیں اپنی آبادی کو کنٹرول کرنے کے بارے میں بھی توجہ دینی چاہئے۔ بہت شکریہ
جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ڈاکٹر غزالہ رانا صاحب!
ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر!
(اذان عصر)

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوانٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بار بار بات کی جا رہی ہے کہ جی لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی جاسکتی۔ میں اس حوالے سے وضاحت چاہوں گی کہ جب وزیر خزانہ صاحب بجٹ تقریر کر رہے تھے تو انہوں نے اپنی ساری تقریر لکھی ہوئی پڑھ کر کی ہے تو پھر باقی لوگ لکھی ہوئی تقریر کیوں نہیں کر سکتے؟ وزیر خزانہ صاحب صرف facts & figures تقریر دیکھ کر پڑھ رہے تھے۔ وہ تقریر تو اس طرح کی تھی کہ ماشاء اللہ دیکھ کر صحیح طرح اردو بھی وہ نہیں پڑھ سکے۔ اگر یہ کوئی rule ہے کہ صرف وزیر خزانہ دیکھ کر تقریر پڑھ سکتے ہیں تو مجھے اس بارے میں آگاہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری بہن غزالہ سعد رفیق صاحب نے جوابات کی ہے اس حوالے سے عرض ہے کہ صرف وزیر خزانہ کی جو speech ہے اس کی اجازت ہے کیونکہ اس کے اندر total facts & figures rules of procedure ہیں اس کے otherwise جو ہمارے جو rule-202 کے اندر برداشت clear کیا ہوا ہے کہ:

202. Rules to be observed while speaking:

(2) Except with the permission of the Speaker,
a member may not read his speech but may
refresh his memory by reference to his notes.

یہ تو بولا clear ہے کہ آپ کھلی ہوئی تقریر پڑھ نہیں سکتے، صرف اپنے notes جو آپ بنائے ہوئے ہیں اس سے اپنی refresh کر سکتے ہیں تو میں اب ڈاکٹر غزالہ رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ غزالہ رضا رانا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میری تمام بہنسیں جو ہماری اسمبلی میں موجود ہیں ان کی طرف سے آپ سب حضرات کو ایک شعر سنانا چاہتی ہوں۔

نہیں تاب شیدن ہم نفس یہ داستان میری
خاموشی گفتگو ہے بے زبانی ہے زبان میری
یہ دستور زبان بندی ہے کیا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترسی ہے زبان میری
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج جو بحث چل رہی ہے وہ بحث کے حوالے سے ہے اور میں to the point تھوڑی سی بات کروں گی کیونکہ میرے بہن بھائیوں نے پہلے ہی بہت ساری باتیں اتنی تفصیل سے کر دی ہیں کہ میں ان کی تائید ہی کر سکتی ہوں اور پُر زور اپیل کرتی ہوں کہ جتنی بھی ان کی گزار شات ہیں ان پر سو فیصد عمل بھی کیا جائے۔ پچھلی حکومت نے جتنی بھی نافرمانیاں، نامہ بانیاں اور جتنی بھی غیر ذمہ دارانہ حرکتیں کی ہیں اس کے باوجود بھی ہماری حکومت نے اتنا خوبصورت بحث پیش کیا ہے اور ان حالات میں جب روٹی کپڑا اور مکان کے لئے بھی problem آرہے ہیں۔ بھلی گھروں میں نہیں آ رہی ہے اس کے باوجود ایک خوبصورت بحث پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ اپنی پوری کابینہ اور اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو پُر زور مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! بحث کے حوالے سے سب سے پہلے تو میں عدیہ کی بات کرتی ہوں کیونکہ میرا profession ایسا ہے کہ مجھے evidences کے لئے اکثر و پیشتر کورٹس میں جانا پڑتا ہے۔ پچھلے میں نے بھی پانچ چھ دفعہ مختلف کورٹس میں گئی ہوں تو doubt no کہ اس تجویز کو بہت سراہا جا رہا ہے کہ بھوں کی تجوہ ہوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کا جو ماتحت عملہ ہے اس

میں بڑا اضطراب پایا جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے آپ کی حکومت نے کیا کیا ہے؟ میں جہاں بھی جاتی ہوں وہ براہ راست مجھ سے یہ سوال ضرور کرتے ہیں اور میں نے ان سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ میں اسمبلی میں آپ کا یہ پیغام ضرور پہنچاؤں گی اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کے لئے بھی کوئی نہ کوئی تجویز ایسی پیش کی جائے۔ عدیلہ کے لئے آپ اور بھی اصلاحات کریں گے کم از کم ان کے لئے بھی کوئی خوشی کی خبر ضرور ہونی چاہئے تاکہ جوان میں اضطراب پایا جاتا ہے وہ دور ہو سکے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں تعلیم کے متعلق عرض کروں گی اور خاص طور پر میدریکل کالجوں میں سیف فناں سکیم کو ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ بہت ہی خوبصورت بات ہے اس سے ہر طالب علم میں self respect پیدا ہو گی جو کہ انسانی وجود کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ انسان کی قانونی سماجی اور معاشی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر! تیسرا بات میں صحت کے حوالے سے کہنا چاہتی ہوں۔ 30 ارب روپے ماشائی اللہ صحت کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ صحت کے شعبے کے متعلق میں تفصیل سے بات کروں گی اور دوسرے شعبوں کے بارے میں شاید میں تھوڑی بات کر سکوں۔ ہمیں کے سلسلے میں سب سے پہلے یہ ہے کہ rural areas کے ساتھ ساتھ urban areas میں بھی بہت ہی problems ہیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کروں گی کہ جب تک آپ ڈاکٹروں کو مستقل نہیں کریں گے، جو ڈاکٹر contract پر ہیں ان کو مستقل کریں۔ آپ دیکھیں کہ ڈاکٹر جو ہوتے ہیں وہ پڑھا لکھا طبقہ ہوتا ہے وہ cream of nation میں شامل ہوتا ہے۔ ہماری غیر ذمہ دارانہ بات ہے یا ہماری بد نصیبی ہے کہ ہم نے اپنے ڈاکٹروں کو اور جو پڑھا لکھا طبقہ ہے جو بھی professional ہے، میں بھائی ہیں ان کو ہم نے contract والے راستے پر ڈال دیا ہے جو کہ میرے خیال میں ایک اچھی بات نہیں ہے۔ میں اس میں کوئی ایسا لفظ استعمال کرنا نہیں چاہتی جو کہ کسی کونا گوار گزرے اس لئے میں یہ پُر زور اپیل کرتی ہوں کہ محکمہ صحت کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے اس میں کم از کم ڈاکٹروں کو regularize کیا جائے۔ اس وقت پورے پنجاب میں تین سے چار ہزار ڈاکٹروں کو regularize کیا جائے۔ ہم کام کر رہے ہیں اور اس سال کے آخر تک ان کا contract بھی ختم ہو رہا ہے۔ یہ تین چار ہزار ڈاکٹروں کا contract ختم ہو جائے گا، ان میں بے روزگاری پیدا ہو جائے گی۔ آپ خود سوچیں کہ ایک صوبے کے اندر اور وہ بھی پڑھے لکھے طبقے کے اندر تین چار ہزار نوجوان اگر بے روزگار ہوتے ہیں تو آپ خود ہی سوچیں کہ ملک میں کتنا اضطراب پیدا ہو جائے گا اس لئے میں contract پر رکھے گئے ڈاکٹروں کے

لئے پر زور اپیل کرتی ہوں کہ ان کو regularize کیا جائے۔ ان ڈاکٹروں کو regularize کرنے کے بعد بھی میرے خیال میں ڈاکٹروں کی سیٹیں خالی رہ جائیں گی۔ ہمارے صوبے کو پھر بھی ڈاکٹروں کی ضرورت برقرار رہے گی۔ ہم بار بار یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر نہیں ہیں، ڈاکٹر نہیں ہیں۔ ڈاکٹر تو موجود ہیں لیکن آپ ان کو jobs ہی نہیں دیتے۔ ان ڈاکٹروں کو regularize کرنے کے بعد جتنی بھی ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہیں ان کو بھی پر کیا جائے۔

جناب سپیکر! rural areas میں اور خاص طور پر جور و رُل ہیلتھ سنٹر ہیں، میں فیصل آباد کی بات کرتی ہوں اس سے باقی اخلاع کا آپ خود اندازہ لگایں۔ فیصل آباد میں اس وقت گیارہ روول، ہیلتھ سنٹر موجود ہیں صرف دو میں لیدی ڈاکٹر تعینات ہیں باقی جو 9 ہیں وہاں پر کوئی لیدی ڈاکٹر پچھلے دو سال سے نہیں ہے۔ وہ جو دو لیدی ڈاکٹر موجود ہیں وہ پوری تحصیل یوں کا medico legal بھی کرتی ہیں اور antenatal child and health care کا مطلب ہے زچلی جیسی منہوس چیزوں کو بھی دیکھتی ہیں اور اس سلسلے میں جو غلط قسم کی حرکتیں ہو رہی ہیں ان کو بھی check کرتی ہیں۔ میں صرف یہ کہتی ہوں کہ یہاں پر دائی گلچیر کو ختم کیا جائے۔ جن دائیوں کے پاس ڈپلومہ نہیں ہے ان کے خلاف فوری طور پر action ہیں ان کو کھلی چھوٹ دی جائے کہ وہ دائیوں کو پکڑیں اور ان کے خلاف اس طرح سے کارروائی کریں کہ یہ دائی گلچیر ختم ہو۔ اس سے infant mortality rate اور زچلی کے دوران جتنی بھی اموات ہوتی ہیں ان پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

دوسری محکمہ صحت سے متعلق میں آپ کے توسط سے یہ بات کرتی ہوں کہ جو بھی R.H.C پر ڈاکٹر تعینات ہوتے ہیں ان کی سب سے بڑی problem medico legal work ہے۔ میں اس اسمبلی کے توسط سے اور جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے یہ اپیل کرنا چاہتی ہوں کہ جتنا بھی medico legal work کا کام ہو گا جس سے corruption بھی کم ہو گی اور جتنی تحصیل ہیڈ کوارٹر پر medico legal duty R.H.C کے ڈاکٹر دیتے ہیں اس میں کمی بھی ہو گی لیکن ابھی تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا ہے۔ مہربانی فرمائ کر اس پر بھی عمل کروایا جائے اور تحصیل ہیڈ کوارٹر پر سارا medico legal medical officer کو فوری طور پر casualty medical officer کو فوری طور پر بھیجا جائے۔ اس کے علاوہ R.H.C پر

تعینات کیا جائے کیونکہ وہاں پر ایک S.M.O. اور ایک میڈیکل آفیسر ہوتا ہے جو off and on کی وجہ سے evidences medico legal cases پر جاتے ہیں جس کی وجہ سے مریض دیکھنے کے لئے کوئی بھی پیشچے موجود نہیں ہوتا۔ اگر ایک C.M.O. کو مستقل طور پر تعینات کر دیا جائے تو میرے خیال میں بہت ساری casualties خود بخوبی ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تیسری بات یہ ہے کہ corruption، ہو رہی ہے اس کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ جتنے بھی دس سے پندرہ سال پرانے ملازم میں ڈاکٹروں کے علاوہ ہیں، کیونکہ ڈاکٹر توہر تین سال بعد بدل جاتا ہے لیکن جو دوسرے ملازم میں ہیں وہ پندرہ پندرہ، میں میں سال سے ایک ہی جگہ پر موجود ہیں اور ان کو وہاں سے تبدیل نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے corruption rate بڑھ جاتا ہے، ان کے اپنے تعلقات ایسے پیدا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے corruption ہوتی ہے اور medical work problems میں بھی آتی ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ medico legal work کو صحیح کرنے کے لئے وہاں پر جو تعینات عملہ L.H.V.، دالی اور ڈسپنسر وغیرہ ہیں اس کے علاوہ جتنا بھی چھوٹا عملہ ہے ان سب کو تین سال کے بعد وہاں سے ٹرانسفر کیا جائے کیونکہ وہ دس میں سال سے وہاں پر موجود ہیں انہوں نے وہاں پر اپنے بچھ گاڑھ ہوئے ہیں اور وہ نئی لیڈی ڈاکٹروں کو، نئے S.M.O. کو وہاں پر لکھنے نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ rural areas میں ڈاکٹر نہیں جاتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے نئے بجٹ میں kidney disease کے حوالے سے بھی بات کی گئی ہے کہ ان کی اب بہت اچھے طریقے سے دیکھ بھال ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ A.I.Ds. اور Hepatitis A.I. یہ ایسی دو غیر محسوس سی بیماریاں ہیں جو کہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ ساری دنیا میں common ہو رہی ہیں۔ اس کے لئے خاص طور پر دیساتی علاقوں میں awareness کی سکیم میں بنائی جائیں جو بار بار monthly basis پر fortnightly basis پر یاد و میں کے بعد لوگوں میں جا کر awareness پیدا کریں اور اس میں آپ گورنمنٹ کے ڈاکٹروں کو بھی involve کریں اور پرائیویٹ ڈاکٹروں کو بھی involve کریں تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ ہے لوگ اس سے مستقید ہو سکیں۔ یہ awareness بار بار دی جائے تاکہ لوگوں کو پتا چلے کہ یہ ہے کیا، لوگوں کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ A.I.D.s کیا ہے، لوگوں کو پتا نہیں ہے کہ Hepatitis کیا ہے؟ وہ تو

کالا یہ قان کو جانتے ہیں اور Hepatitis Awareness programme کو نہیں جانتے۔

فیصلہ یقینی بنایا جائے اور بھرپور توجہ سے اس کی campaign چلنی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ عورتوں کے لئے development کے لئے جو مخصوص بحث ہے اس کے لئے بھی میں اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے عورتوں کا اتنا خال رکھا۔ اس میں بھی میں آپ سے پُر زور اپیل کرتی ہوں کہ خاص طور پر دیکی خواتین کا اس میں بت بڑا role ہونا چاہئے، بہت بڑا حصہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اکثر دیکی علاقوں میں میں خود visit کر چکی ہوں۔ وہاں بڑے بڑے ہائی سکول ہیں، سینکنڈری سکول ہیں۔ وہاں میز ہیں نہ کر سیاں ہیں اور نہ پانی ہے۔ سٹوڈنٹس بہت ہی بُری حالت میں وہاں پڑھتے ہیں تو اس کے لئے میں یہ کہتی ہوں کہ ایکر کندھی شندھی بیس چلانا بہت اچھی بات ہے لیکن اگر ایکر کندھی شندھی بسوں کو simple buildings میں convert کر دیں تو ایک اس سے زیادہ سے زیادہ طلباء مستقید ہوں گے، دوسرا اس میں سے جو پیسے بچیں انہیں سکولوں کی بہتری پر لگایا جائے۔ وہاں چار دیواری بنوائی جائے، وہاں میز کر سیاں رکھی جائیں اور وہاں طالب علموں کے لئے پانی رکھا جائے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر خاص طور پر لیڈیز کی development کے بارے میں کہوں گی کہ وہاں پر کمیونٹی سنٹر بنائے جائیں جماں لیڈیز کام سیکھیں اس کے بعد اپنے بچوں اور اپنے گھر کے لئے کچھ کما سکیں۔ میں پھر بار بار کہوں گی کہ rural areas کی خواتین کو ضرور highlight کیا جائے۔ کم قیمت والے مکانوں کا بہت خوبصورت فیصلہ ہے اور بہت ہی اچھی بات ہے کم قیمت والے مکان میا کئے جا رہے ہیں لیکن اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کیا یہ مکان حقیقتی امیدواروں کو ملیں گے بھی، کیا آپ اس بات کی گارنٹی دے سکتے ہیں؟ میں سمجھتی ہوں کہ یہ گارنٹی نہ آپ دے سکتے ہیں نہ میں دے سکتی ہوں اور نہ ہی یہ ایوان دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر! وقت بہت کم ہے اور میں چونکہ زیادہ تر Health Department کو highlight کرنا چاہتی تھی وہ جماں تک ہو سکا ہے میں نے کر دیا ہے۔ ایگر لیکچر کے بارے میں میرے بہن بھائیوں نے بڑی خوبصورت باتیں کی ہیں۔ میں ایک دفعہ پھر اپیل کرتی ہوں، خدارا! ڈیکم بنائیں، ڈیکم بنائیں، ڈیکم بنائیں۔ اس کے لئے خواہ ہمیں کچھ بھی کرنا پڑے، ہمیں ڈیکم چاہئیں، ہمیں ڈیکم چاہئیں، ہمیں ڈیکم چاہئیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ development کے لئے جو رقم مخصوص

کی گئی ہے اس سے rural area میں play ground بنائے جائیں، نئے سکول اور کالج کھولے جائیں۔ میں کھڑیاں والہ فیصل آباد سے belong کرتی ہوں اس میں لڑکیوں کے لئے ایک کالج بنانا ہوا ہے۔ لڑکیاں جڑاںوالہ کالج میں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں۔ بسوں میں جس طریقے سے وہ سفر کرتی ہیں وہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کھڑیاں والہ کالج کی بلڈنگ کو میں پچھلے 6 سال سے دیکھ رہی ہوں لیکن ابھی تک اس میں کوئی کلاسیں شروع نہیں ہوئیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ بلڈنگ کھڑی کھڑی خراب ہو جائے گی لیکن اس میں ابھی پہنچنیں کلاسیں کیوں نہیں شروع کی گئیں؟ خدارا! وہاں faculty available تاکہ جو طالبات جڑاںوالہ جاتی ہیں انہیں آسانی ہو سکے۔ اس کے علاوہ play grounds rural areas میں play grounds کھولے جائیں تاکہ ہم عمران خان، جماں گیر خان، ڈاکٹر قدیر اور صلاح الدین جیسے اچھے قوی ہیر و مزید پاسکیں۔ ان قوی ہیر و زکے نام پر مجھے یاد آیا، پچھلے دن پہلے یہاں چھوٹی سی بات ہوئی تھی میں اس کے لئے اپیل کرتی ہوں، خدارا! جو قویں اپنے محسنوں کو بھول جاتی ہیں وہ کبھی ترقی نہیں پاسکتیں۔ جو جو بندے، جو جو مائیں، جو جو بھائی اور جو جو بہنیں، جنہوں نے قوی ہیر و زک کا عمدہ پایا ہے اور انہوں نے ملک کے لئے کہیں نہ کہیں ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے جس سے پوری دنیا میں ہمارا وقار بند ہوا ہے۔ خدارا! ان ہیر و زکوں نے بھولیں، ان پر criticism کیا جائے، ان کے اوپر کسی قسم کا الزام نہ لگایا جائے۔ اس کے لئے میں آپ کی حمایت چاہتی ہوں۔ ڈاکٹر عبد القدر خان کو ایک امر نے قید کیا ہوا ہے۔ میں اس ایوان کے حوالے سے اپیل کرتی ہوں کہ اس کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور مشرف کو یہاں سے ہٹا دیا جائے۔ شکریہ

راوی کاشف رحیم خان: پاؤ ائٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راوی صاحب!

راوی کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! معزز خواتین جو پنجاب کی تقریباً 52 نیصد آبادی ہیں۔ پورے بجٹ میں خواتین چاہے شری علاتے سے تعلق رکھتی ہیں یاد میں آبادی سے انہوں نے کبھی کاشت کاری کے بارے میں بات نہیں کی۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ انہیں بھی 12 ایکڑ میں دی جائے اور کاشت کاری پر لگایا جائے تاکہ یہ سبزیاں کاشت کر سکیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ بڑی important and serious iبحث ہو رہی ہے، اس پر کوئی بات نہیں ہوگی۔ آپ بیٹھ جائیں۔ جناب وارث گلو صاحب!

ملک محمدوارث کلو: جناب سپیکر! میں کل تقدیر کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: امام اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ کفر ٹھان خدا کر کے۔ ہم اس معاشرے میں بات کرتے ہیں روئے کی، بات کرتے ہیں میراث کی، بات کرتے ہیں انصاف کی لیکن میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب میں نے اپنا نام تقدیر کے لئے دیا اور جو پہلی لست چھپی اس میں 20 تاریخ کو پختہ نمبر پر تھا۔ نامعلوم و جوہات کی بنابری تو میراث کی بنیاد پر یا انصاف کی بنیاد پر وہ سرکتا سرکتا 19 ویں نمبر پر پختہ گیا اور اب پتا نہیں باری میری کس نمبر پر آئی ہے تو پلیز اس کو نوٹ کجھے اور آپ جو بھی چاہیں اس کے متعلق پتا کجھے کہ کم از کم اسمبلی کے اندر تو ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔ any way میں اپنی بات پر واپس آتا ہوں جس کے لئے آپ نے حکم صادر فرمایا۔

میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور ایک باصلاحیت نوجوان وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کا رہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی عوام کے لئے ایک عوامی بجٹ پیش کیا اور وہ عوامی بجٹ ان حالات میں پیش کیا جب کہ عوام کو یہ لگ رہا تھا کہ یہ حکومت بجٹ پیش نہیں کر سکے گی کیونکہ معاشری حالات ایسی مشکلات سے دوچار تھے۔ یہ سب کچھ ممکن ہو سکا تو صرف اور صرف صوبہ پنجاب کی coalition government کے قائدین کی فہم و فراست، ان کی سوچ میں ہم آہنگی اور اس سے بھی زیادہ بڑی وجہ بھٹو خاندان کی شہادتوں کی داستانوں کے اندر سب سے بڑی داستان محترمہ بے نظیر بھٹو شمید کی شہادت کی داستان تھی اور اس کے ساتھ ہی میاں برادران کے خاندان اور جناب آصف علی زرداری کی قید و بند اور جلاوطنی کی داستان تھی۔ یہ سب سے بڑی وجہ تھی کہ یہ عوامی بجٹ اس کے زمانے coalition government میں اس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا جاسکا۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ دیئے گئے حالات کے اندر یہ بہترین بجٹ تھا تو اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی چیز، کوئی سسٹم، کوئی بات کتنی بھی بہتر کیوں نہ ہو اس میں ہمیشہ بہتری کی گنجائش باقی رہتی ہے تو اس اصول کی بنیاد پر میں بجٹ کے متعلق چند گزارشات پیش کرنا چاہوں گا۔

جناب والا! ایک بنیادی نکتہ ہے کہ جب ایک بات پر اپنے بیٹے کو پیسادیتا ہے، ایک مل والا پرنے ملازم کو کوئی پیسادیتا ہے تو وہ اس کو بتاتا ہے کہ اس پسے کے ساتھ اس نے کرنا کیا ہے یعنی دوسرے لفظوں کے اندر جب ہم نے تمام حکوموں کو کام کرنے کے لئے اور انہیں چلانے کے لئے رقوم فراہم

کہیں تو کیا ہی مناسب ہوتا کہ ہم یہ روایت ڈالیں کہ ہر لمحے کو اس کا target دیں کہ ہم آپ کو اتنی رقم دے رہے ہیں اور اس سے آپ نے اس سال کے اندر یہ ہدف حاصل کرنا ہے۔ جب میں پچھلے سال کے بجٹ کا جائزہ لے رہا تھا اور اس پر میں بات کرنا چاہتا تھا میں نے اپنی بات کو اس لئے موخر کر دیا کہ اس کے اندر بھی ہدف نہیں دینے گئے تھے تو آدمی کیا comparison کرے کہ یہ آدمی کامیاب ہوا ہے یا ناکام ہوا ہے؟ حکومت یا لمحے کی کامیابی یا ناکامی اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ آیا اس نے دی گئی رقم کے اندر ہدف حاصل کیا ہے یا نہیں؟ اس کے اندر اس چیز کی کمی ہے۔ جب آپ ہدف نہیں دیں گے تو پھر کیا ہو گا اگر آپ بجٹ کی کتاب اٹھائیں تو پولیس کو پچھلے سال جو بجٹ دیا گیا تھا وہ دیکھیں تو میرا خیال ہے کہ وہ پنجاب میں سب محکموں سے زیادہ رقم تھی لیکن اسے ہدف نہ دینے کی وجہ سے یہ ہوا کہ وہ رقم تھانوں کے اندر خرچ نہیں ہوئی جماں پر ہونی چاہئے تھی۔ وہ رقم افسروں کی تھوانوں پر، افسروں کی گاڑیوں کے لئے، افسروں کے دفتروں کی زیبائش کے لئے خرچ ہوئی۔ میں مثال فیصل آباد کی دیتا ہوں کہ ماضی قریب کے اندر وہاں پر ایک S.S.P اور تین S.P تھے آج وہاں پر ایک G.I.A. اور سولہ D.I.G. موجود ہیں۔ وہ ساری کی ساری رقم ان کے اخراجات میں چلی گئی اور تھانوں تک کچھ نہیں پہنچا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس رقم کے ساتھ اگر G.I.A. پنجاب کو ہدف دیا جاتا کہ حکومت پنجاب چاہتی ہے کہ پچھلے سال سے 10 فیصد crime rate میں کمی ہوتی آپ اگلے بجٹ کے حقدار ہوں گے۔ وہ نہیں ہوا تو اس طرح قوم کے پیسے کا ضیاء ہوا۔ اس کے ساتھ ہی آپ دیکھیں کہ ٹریفک وارڈن بھرتی کئے گئے صرف فیصل آباد شر کے لئے 900 وارڈن بھرتی کئے گئے۔ ہم اب وہاں پر دیکھتے ہیں کہ ہر چوک میں 6,6 / 5,5 ٹریفک وارڈن کھڑے ہیں کوئی کسی درخت کے نیچے موبائل سن رہا ہے، کوئی موٹر سائیکل کے اوپر ٹانگلیں رکھ کر بیٹھا ہوا ہے اور گپیں لگا رہا ہے کیونکہ ان کی اتنی ضرورت نہیں تھی۔ ایکشن سے چھ میٹنے پہلے سیاسی رشتہ کے طور پر یہ کام کیا گیا اور وہاں سے ٹریفک پولیس کو بھی نہیں ہٹایا گیا۔ یہ اس ٹریفک پولیس کے over and above ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ قوم کا پیسا بھی ان کے اوپر خرچ ہوا۔ وہ تمام کے تمام آدمی لوگوں کے چالان کرنے اور لوگوں کو پکڑنے میں مصروف ہوتے ہیں نا کہ ٹریفک کو کنٹرول کرنے میں مصروف ہوتے ہیں۔ لوگ ان سے بھی پریشان ہیں کہ یہ کیا مصیبت ہم پر نازل ہو گئی ہے تو یہ پیسے کا ضیاء نہیں ہونا چاہئے اس لئے ہدف مقرر ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! چھ قسم کی پولیس بنا دی گئی ہے۔ ان کے اندر ربط نہیں ہے اور command structure نہیں ہے۔ ان میں ایک High Way Police ہے، ایک 15 Rescue ہے، ایک Watch and Ward ہے، ایک تفتیش کا مکملہ ہے، ایک Motor Way Police ہے، ایک Traffic Warden ہے، ایک Traffic patrolling ہے اور ایک Traffic Police ہے۔ ان میں کوئی ربط نہیں ہے اور ہر ایک کا اپنا اپنا hierarchy ہے۔ پہلے کوئی غریب آدمی میرے پاس آتا تھا کہ جناب میر آدمی پولیس پکڑ کر لے گئی ہے تو میں تھانے میں جاتا تھا تو مجھے بتا چل جاتا تھا کہ ان کے پاس آدمی ہے چاہے وہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ اب جب وہ غریب آدمی مارا مارا چھ جگہوں پر پھرتا ہے اور اس کو بتانے والا کوئی نہیں ہے کہ اس کا عزیز کون سی پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ ہم پولیس کو اس لئے بجٹ نہیں دیتے کہ وہ لوگوں کے لئے زیادہ تکالیف اور مصروفیتوں کا باعث بنیں۔ ہم دیتے ہیں کہ ہمارے لئے آسانیاں پیدا ہوں۔ اس معاملے کو بجٹ میں ضرور دیکھنا چاہئے کہ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ڈولیپمنٹ کے لئے اچھا بجٹ رکھا گیا ہے، اچھی رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے لئے ہمیں خوشی ہے لیکن ایک ریت سیاسی رشتہ کے طور پر ہمارے ملک کے اندر چل پڑی ہے کہ جو بھی مکملہ منہ اٹھائے کام کرتا ہے اور ایک ایک کام 8/8 ملکے کر رہے ہیں۔ مثلاً P.W.D کے ایک X.E.N کے پاس 6/6 ضلعے ہیں وہ بھی نالیوں اور سولنگ کا کام کر رہا ہے۔ سڑکوں کا کام High Way Department بھی کر رہی ہے، ڈسٹرکٹ کو نسل بھی کر رہی ہے، T.M.A Provincial High Way Department بھی کر رہا ہے اور اچھی کر رہا ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ کام کریں لیکن ہوتا کیا ہے کہ اس کی وجہ سے ایک مکملہ بناتا ہے اور 6 ملکے اس کا بدل و صول کرتے ہیں fudge payments ہو رہی ہیں اور سارے کاسار اڈولیپمنٹ فنڈ اس کی نظر ہو رہا ہے۔ اس چیز کو روکا جائے اور ایک مکملہ ایک کام کرے اور اس کا تعین ہو کیونکہ کوئی cross audit نہیں ہے۔ یہ پتا نہیں چلتا کہ T.M.A نے بھی payment کر دی ہے، ضلعی حکومت نے بھی payment کر دی ہے اور یو نین کو نسل نے بھی اس کی payment کر دی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مکملوں کو پابند کیا جائے کہ ایک مکملہ ایک کام کرے تب جا کر یہ بات صحیح ہو سکتی ہے۔

جناب والا! اس کے بعد Priorities کی بات آتی ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے اور ہم جب بھی بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم تعلیم اور صحت کو اہم دیتے ہیں لیکن جب بحث میں دیکھیں تو اگر میں صحیح جگہ پر پہنچا ہوں تو پولیس کے لئے 30436 میلین روپے اس بحث میں رکھے گئے ہیں اور تعلیم کے لئے 22521 میلین روپے اس بحث میں رکھے گئے ہیں۔ ہم نے اب یہ فیصلہ کرنے ہے کہ کیا ہم نے اس کو Estate Police بنانا ہے یا ہم نے اصلاحی معاشرہ بنانا ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اگر ضرورت ہے تو پولیس کو زیادہ پیسے دیں لیکن پھر ہم اپنی ترجیح کی بات بھی وہی کریں تاکہ ہمارے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پولیس کے لئے پیسا کیوں کم ہونا چاہئے؟ میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ بجائے ہر دفعہ پولیس کو بڑھانے کے، بجائے ان کی تباہیں بڑھانے کے، بجائے ان کا خرچ بڑھانے کے ان پر بوجہ کم کیا جائے ان کا کام کم کیا جائے اور کام کم کرنے کا طریقہ یہ ہے اور جو میری تجویز ہے کہ سب سے پہلے چھوٹے جرام کے لئے مصالحتی عدالتیں بنائیں جائیں اور وہ پولیس کی دست اندازی سے باہر ہوں۔ یہاں پر پولیس کی high handedness دیکھیں کہ اندر مصالحتی انہمیں بنائی گئیں تھیں لیکن Local government system کے لئے اس میں پولیس کا دخل نہیں ہونا چاہئے لیکن وہ system کامیاب نہیں ہونے دیا گیا۔ اگر چھوٹے کیس مصالحتی عدالتوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے فیصلوں کو قانونی چیزیت حاصل ہو تو پولیس کا load کم ہو جائے گا۔ میری دوسری تجویز یہ ہے کہ جب F.I.R کاٹی جاتی ہے تو ملزم کو اس وقت گرفتار کیا جائے جب جرم ثابت ہو جائے F.I.R کٹوانے کا ہر آدمی کا حق ہے یہ جھوٹی بھی ہو سکتی ہے اور سچی بھی ہو سکتی ہے۔ اگر مجھ پر جھوٹی F.I.R کٹ گئی اور میں گرفتار ہو گیا تو مجھے اپنی بے گناہی ثابت کرنے میں دو سال لگ جائیں گے۔ اس وجہ سے عدالتوں پر بھی load بڑھ رہا ہے، اس وجہ سے جیلوں پر بھی load بڑھ رہا ہے، اس وجہ سے پولیس پر بھی load بڑھ رہا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکہ خزانہ کے حوالے سے میں یہ چاہوں گا کہ ان کا بوجہ کم ہو اور آدمی کو اس وقت گرفتار کیا جائے جب اس پر جرم ثابت ہو جائے۔

جناب سپیکر! پولیس کے اخراجات کے ساتھ ساتھ ہمارے جیل پر اخراجات بھی بہت زیادہ بڑھ رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ معاشرے کو جرام سے پاک کرنے کے لئے جیل کی ضرورت ہے لیکن

جیلوں پر بھی load کم کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اخراجات جتنے کم سے کم ہو سکیں وہ کریں تاکہ ہم اصلاحی پروگراموں یا معاشرتی پروگراموں پر وہ پیسے خرچ کر سکیں۔ اس کے لئے میری تجویز ہے کہ ہمارے معاشرے میں عدالتوں میں deferred punishment کاررواج راجح ہونا چاہئے تاکہ چھوٹے چھوٹے جرائم اور پہلی دفعہ جرم کرنے والے کو جو سزا ملتی ہے اس کو defer کیا جا سکے جائے اس کے کامے اسے جیل بھیج کر اسے آپ پاکا جرم بنائیں تو اس طریقے سے جیل پر load کم ہو سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ چھوٹے چھوٹے جرائم پر جرمانے کو ترجیح دی جائے نہ کہ قید کو ترجیح دی جائے کیونکہ اس طریقے سے بھی جیل پر load کم ہو گا۔ اس وقت جمال پر 1700 آدمیوں کے لئے accommodation ہے وہاں پر سات سات ہزار آدمی قید ہیں۔ اس طرح ان کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور حکومت پر بھی اس کا بوجھ بڑھتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ ہماری حکومت نے تعلیم کو ترجیح دی اور اس کے لئے کافی پیاسا منقص کیا ہے لیکن میں پھر بھی چاہوں گا اور اگر میں اپنی خواہش کی بات کروں تو میں پھر یہ کہوں گا کہ تمام ڈولیپمنٹ بند کجھے، سڑکیں پھر بھی بن جائیں گی، نالیاں پھر بھی بن جائیں گی، ڈیم پھر بھی بن جائیں گے لیکن اس دفعہ تہام کا تمام ترقیاتی بجٹ تعلیم کی طرف لگا دیں کیونکہ میرا خیال ہے کہ باقی چیزوں میں ہم دیر قبول کر سکتے ہیں لیکن اپنی آنے والی نسلوں کو تعلیم دلوانے میں دیر نہیں کر سکتے۔ پتا نہیں شاید یہ ناممکن ہو کیونکہ وزیر خزانہ صاحب مسکرا رہے ہیں کہ شاید میں نے کوئی عجیب تجویز دے دی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر! جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کارہ): جناب سپیکر! ہم بات کر رہے تھے کہ ان کے حلے میں سارے افڈیں تعلیم پر لگائی جاسکتا ہے۔ جوان کا نہ ہے وہ لگائی جاسکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میں تیار ہوں کیونکہ میں جب تحصیل ناظم تھا تو میں نے اپنے ضلع ناظم کو یہ تجویز دی تھی کہ میں تیار ہوں تو پورے ضلع اور تحصیل کافنڈہ تعلیم پر لگاؤں۔ دوسری اہم چیز جو میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم جب all education کی بات کرتے ہیں تو اس کے اندر پر اگری تعلیم سب سے پہلے آتی ہے لیکن فنڈز کے اندر اس کی ترجیح دیکھیں تو پر اگری تعلیم سب سے بعد میں

رکھی جاتی ہے کیونکہ فنڈ ملنا higher education سے شروع ہوتا، پھر کالجوں میں آتا ہے، سکولوں میں آتا ہے اس کے بعد پرائمری میں آتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے جیسے میاں محمد شہباز شریف نے اعلان کیا کہ 2010 تک ہم نے تمام بچوں کو پرائمری سکول کے اندر بھیجنے کا بندوبست کرنا ہے تو اس کے لئے اس وقت آپ کو ہزاروں کی تعداد میں نئے سکول چاہئیں، آپ کو لاکھوں کی تعداد میں اساتذہ چاہئیں تو اس کے لئے پرائمری تعلیم کے اوپر جو load آتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے لئے ایک علیحدہ محکمہ بنایا جائے اور اس کا باقاعدہ ایک وزیر اور سکرٹری ہوتا کہ اس کی due importance موجود ہو اور اس کو اپنابحث ملے پھر اس کے بعد ہم مطالبہ کریں کہ کوئی بچہ سکول سے باہر نہ رہے لیکن اگر یہ ترجیحات رہیں تو پھر پرائمری تعلیم کو ترجیح نہیں ملے گی اور education for all کا خواب ہمارا پورا نہیں ہو سکے گا۔ میراثام تو ختم ہو گیا ہے لیکن پانچ دس منٹ اور دے دیجئے کیونکہ میری تھوڑی سی باتیں ابھی رہتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کو بولتے ہوئے تقریباً 20 منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

یحیر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: مجھے پتا نہیں چلا۔ ویسے پہلے آپ بتادیتے تو میں مختصر کر لیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

یحیر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! اس کے بعد سسٹم کے اندر یا جو millennium development goals ہیں اس میں ایک goal یہ بھی ہے کہ rural and urban کے فرق کو کم کیا جائے جس کو ہم زیادہ wide کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب ہم A.C.Bsos کی بات کرتے ہیں تو وہ شرروں میں چلانے کی بات کرتے ہیں، جب ہم ماذل سکول اور centre of excellence کی بات کرتے ہیں تو وہ ہم بڑے شرروں کی کرتے ہیں۔ گاؤں والوں نے کیا گناہ کیا ہے حالانکہ ٹرانسپورٹ کے مسائل وہاں پر زیادہ ہیں کیونکہ گاؤں کے بچے شر نہیں آ سکتے۔ گاؤں والوں نے کیا قصور کیا ہے کہ وہاں پر centre of excellence نہیں بنتا۔ شرروں میں تو پہلے ہی اچھے اچھے سکول قائم ہیں، شرروں میں تو پہلے ہی لوگ پڑھ کر ایم۔ پی۔ اے بن جاتے ہیں، سپیکر بن جاتے ہیں اور وزیر بن جاتے ہیں تو گاؤں کے لوگوں کو بھی آگے لے آئیے۔ بحث کے اندر جو بیان کیا گیا ہے کہ centre of excellence بڑے شرروں میں بنیں گے۔

آوازیں: ہم بھی گاؤں سے ایم۔ پی۔ اے منتخب ہو کر آئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہیں بات کرنے دیں۔

میحر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ A.C. یوں کو rural areas میں بھی چلا کیں اور ماذل سکول بھی وہاں قائم کئے جائیں کیونکہ recently دو تین دن پہلے سیکرٹری تعلیم کی چھٹھی آئی ہے کہ جو ماذل سکول بنیں گے وہ شروع میں بنیں گے۔ میں اس لحاظ سے بات کر رہا تھا کہ گاؤں کا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کی طرف آتا ہوں کہ پچھلے روز رحیم یارخان سے ہمارے ایک دوست نے بات کی کہ وہاں پر بنیادی مرکز صحت کا ایک نیا نظام قائم کیا تھا، ہی نظام میرے فیصل آباد ضلع کے اندر بھی قائم ہے یعنی تمام کے تمام بنیادی مرکز صحت ایک پرائیویٹ P.R.S.P N.G.O کے حوالے کر دیے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر financial regulation کے خلاف ہے کیونکہ P.R.S.P کو آپ نے آزاد کر دیا جبکہ ضلع میں محلہ صحت کے بجٹ کا head constitutional ہدایتی E.D.O health غیر قانونی تھی اس کو قانونی بنادیا گیا مثلاً یہ اس لئے کیا گیا کہ ڈاکٹر بنیادی مرکز صحت سے غیر حاضر ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ قانون بنایا کہ ایک بنیادی مرکز صحت میں دو دن ڈاکٹر آئے گا اور چار دن نہیں آئے گا اور اس کی تین گناہ تجوہ بڑھادی اس لئے اس نظام کا مطالعہ کیا جائے کہ آیا یہ fruitful ہے کہ نہیں کیونکہ میری نظر میں یہ ہمارے لئے تقصیان دہ ہے۔ اس کے علاوہ dialysis centre کو دوبارہ سے ٹارگٹ کیا گیا ہے لیکن بہت سے دوستوں نے پہلے بھی Infectious Hepatitis کی بات کی ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ گورنمنٹ ایک مربوط پوگرام بنائے اور ہر طرف سے اس کو attach کرے۔ میں بتاتا ہوں کہ فیصل آباد میں، جڑاںوالہ میں ایک گاؤں 58گ۔ ب ہے وہاں پر 70 نیصد لوگ یہ پانچ سال میں بنتا ہیں، وہاں سے آج تک پچھلے پانچ سال میں ایک blood donor نہیں مل سکا، یہ بات record on ہے۔ یہ مرض تیزی سے پھیل رہا ہے اگر ہم اس پر کوئی خصوصی توجہ نہیں دیں گے تو بڑی مشکل پیش آجائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اگر آپ میو ہسپتال، سرو سز ہسپتال، جنرل ہسپتال یا فیصل آباد کا الائیڈ ہسپتال دیکھ لیں، ایسے لگتا ہے کہ پوری دنیا امہد آئی ہے اور جب بھی ہم کچھ کرتے ہیں تو انہی ہسپتاں کو بڑا کرتے جا رہے ہیں۔ قانون سازی کی جائے کہ کوئی بھی ہسپتال پانچ سو بیڈ سے بڑا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ضرورت پڑتی ہے تو ایک نیا ہسپتال نئی آبادی میں بنائیں تاکہ شر میں ٹریفک کا رش

بھی کم ہوا اور انتظامیہ کے مسائل بھی کم ہوں کیونکہ اس سے زیادہ بیڈ والے ہسپتاوں میں انتظام صحیح طرح نہیں چل سکتا۔

جناب سپیکر! اب میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ پچھلے سے پچھلے دور میں میاں محمد شہباز شریف نے جڑانوالہ میں سید والا پل کا افتتاح کیا تھا لیکن حکومت ختم ہونے کے بعد اس پل کا افتتاح بھی نیچ میں رہ گیا اور پل بھی نیچ میں رہ گیا۔ وہ پل موڑوے کے لئے شر رگ کا کام کر رہا ہے کیونکہ جو بھی ٹریفک سائیروال، چیچے و طنی یا وکارہ سے آتی ہے، اگر سید والا کا پل بن جائے اور اس کو موڑوے کے ساتھ جڑانوالہ کے ذریعے connect کر دیا جائے تو تقریباً 100 کلو میٹر کا فاصلہ کم ہو سکتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ پراجیکٹ جواد ھورا رہ گیا تھا اس کو دوبارہ سے کیا جائے۔ undertake

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈو وکیٹ) بپاہنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈو وکیٹ): جناب سپیکر! مثل مشورہ ہے کہ جب بھی سید والا پل کا اعلان ہو اتب گورنمنٹ چلی گئی۔ خدارا! اس پر غور کجھے گا۔

یہاں (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: یہ مثل غلط ہے کیونکہ یہ مثل تو مشور تھی کہ جب بھی دور یہ سڑک فیصل آباد اور لاہور کے درمیان بنے گی تو حکومت چلی جائے گی۔ وہ بن بھی گئی ہے اور اس کے بعد حکومت بھی قائم رہی۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جڑانوالہ پنجاب کی سب سے بڑی تحصیل ہے جو 12 ضلعوں سے بھی بڑی ہے اور وہاں پر بے روزگاری بہت زیادہ ہے اس لئے درخواست ہے کہ لنڈیاںوالہ کے علاقے کے اندر ایک Industrial Estate قائم کی جائے۔ اس کے بعد میاں محمد نواز شریف نے اپنے پرانے دور میں دو کالونیوں میں بن قاسم اور ٹیپو کالونی کا افتتاح کیا تھا تو ایک میں تین ہزار غریب آدمیوں کے لئے گھر بننے تھے اور دوسری کالونی میں اڑھائی ہزار غریبوں کے لئے گھر بننے تھے۔ وہ کالونیاں نہیں اور تباہ و بر باد ہو گئیں اور اب ان کے اوپر سے تمام سامان اکھاڑ لیا گیا ہے۔ اس کو revive کرنے کے لئے یہ بر ڈیپارٹمنٹ کو پیسا چاہئے کیونکہ ساڑھے پانچ ہزار گھر وہاں پر آباد ہو سکتے ہیں۔ مریانی کر کے ان کو دوبارہ آباد کرنے کے لئے فنڈز میا کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرے جڑانوالا میں گنگا پور ایک گاؤں ہے جو کہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ وہ سرگرام جنوں نے گنگا رام ہسپتال بنایا اور پنجاب میں بہت سی خدمات سر انجام دیں ان کے نام

پر وہاں ایک گاؤں ہے اور وہ ایک تاریخی اہمیت کا حامل ہے میں وہاں پر چاہوں گا کہ tourist resort بنا یا جائے کیونکہ گورنمنٹ کی زمین ابھی وہاں ہے اور وہ tourist Department کو دینے کے لئے تیار ہے میری درخواست ہو گی کہ وہاں پر tourist resort بنانے کے لئے محکمہ کو پیاسا دیا جائے۔

جناب والا! میری تخصیل جڑا نوالا میں 13 سو ایکڑ کا جنگلات ہے اور وہاں پر ایک درخت بھی نہیں ہے۔ اب اس زمین پر لوگ قبضہ کر رہے ہیں۔ اس زمین کے دو حصے ہیں نو سو ایکڑ کا ایک حصہ ہے اور چار سو ایکڑ کا ایک حصہ ہے۔ محکمہ جنگلات سے درخواست ہے کہ اس کے لئے اس بجٹ میں پیسا مختص کریں تاکہ وہاں پر جنگلات لگائے جائیں پیشہ اس کے کہ تمام کی تمام زمین لوگوں کے قبضہ میں آجائے۔

جناب سپیکر! اس سے زیادہ ضروری بات جو میں کرنا بھول گیا ہوں وہ ایم جنسی سروس کے متعلق ہے۔ ایم جنسی سروس اس بجٹ میں تمام شہروں میں شروع کی جا رہی ہے۔ ایم جنسی سروس بہت اچھی سروس ہے وہ انسانیت کی خدمت کر رہی ہے لیکن جب یہ بنائی گئی تھی تو صرف ایک آدمی کو نوازنا کے لئے جو کہ آج اس کا ڈائریکٹر جزل ہے، اس کی تعلیم، اس کی ہمیت کا پتا کیا جائے۔ ہیڈ کوارٹر کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ جو پیسا اس ایم جنسی سروس کے ہیڈ کوارٹر پر خرچ کیا گیا ہے صرف اس ایک آدمی کو نوازنا کے لئے کیا گیا ہے۔ وہ پیسانچ سکتا ہے اگر وہی ایم جنسی سروس سول ڈیفس کے محکمے کے تحت کر دی جائے کیونکہ سول ڈیفس کے محکمے کے پاس کام کوئی نہیں ہے اور ایم جنسی سروس کے پاس ہیڈ کوارٹر کوئی نہیں ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ تمام فائز بر گیڈ، ایم جنسی سروس اور سول ڈیفس کو آپس میں ختم کیا جائے اس طرح کافی پیسانچ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر! بہت مر بانی رانا صاحب!

یمحترم (ریٹائرڈ) عبدالرحمان رانا: جناب! اب ایک چیز رہ گئی ہے۔ میں کچھ آبادی کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پیسرا کھا۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ ہم پہلے بھی اس کو پیاسا دیتے رہے ہیں لیکن اس کے ایک نفسیاتی ہیلو پر ضرور غور کیجئے گا کہ جب بھی ہم کچھ آبادی کو regular کرتے ہیں اور اس کو recognize کر کے اس کے لئے پیسا مختص کرتے ہیں تو وہ لوگ وہاں سے اپنا پلاٹ یا اپنی جگہ بیچ کر نئی کچھ آبادیاں بنانی ہیں اس طریقے سے حکومت پر بوجھ بڑھتا ہے کیونکہ وہاں پر سمویات ممیا نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے جڑاںوالا شرپ مریانی کی کو وصی ظفر جو کہ وفاقی وزیر تھے ان کو میں کروڑ روپے کی گرانٹ دی۔
راوگا شف رحیم خاں: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ہی بڑی دیر ہو گئی ہے بات کو ختم ہونے دیں۔ آپ برائے مریانی بیٹھیں۔

یہاں (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! یہ تین میں بولتے رہے ہیں اور میں تو آج پہلی دفعہ بول رہا ہوں۔ میں بات کر رہا تھا کہ پچھلی حکومت نے ہمارے جڑاںوالے ایک وزیر و صی ظفر کو میں کروڑ روپے کی گرانٹ دی اس میں کروڑ روپے سے انہوں نے پورا شرکھدا دیا۔ اب میں گزارش کرتا ہوں کہ میں کروڑ روپے جڑاںوالا شرکے لئے اور دیا جائے تاکہ وہ جو سڑکیں کھدوائی گئی ہیں میں ان کو بنواسکوں۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہتا ہوں۔ بہت مریانی شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ مجھے معلوم ہے کہ سب بات کر کے جانا چاہتے ہیں لیکن یہاں پر وزیر خزانہ صاحب کو دیکھیں کہ وہ آپ کی بات سننے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ جب تک بیٹھے ہیں وہ بیٹھے رہیں گے۔ اس لئے ہم سب کو تھوڑا سا صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ سب کی باری آئے گی اور سب کو وقت ملے گا۔

لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خاں: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

لیفٹیننٹ کرنل (ر) سردار محمد ایوب خاں: جناب سپیکر! آپ نے ہر ممبر کی تقریر کے لئے دس منٹ کے لئے وقت مختص کیا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ وقت کافی ہو گیا ہے اس لئے آپ دس منٹ سے زیادہ کسی کو وقت نہ دیں۔ جو دس منٹ وقت مقرر ہے معزز رکن کو کہا جائے کہ اس کے اندر ہی رہ کر بات کرے۔ یہ زیادتی ہے کہ کوئی ایک ممبر دس منٹ میں تقریر کر رہا ہے اور دوسرا آدھا گھنٹہ لے رہا ہے۔ یہ توبت بڑی زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ افشاں صاحبہ!

محترمہ افشاں فاروق: شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ اللہ اللہ کر کے میری باری بھی آئی ہے مجھے بڑا انتظار کروایا گیا ہے۔ ہمارے صوبے کے اس وقت جو حالات ہیں یہ مجھے بھی بتا ہے اور آپ کو بھی بتا ہے، عوام

کو بھی بتا ہے ان حالات میں اتنا متوازن اور اتنا balance بحث پیش کرنایہ ایک بہت ہی بڑے امتحان کی بات تھی اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس امتحان میں ہماری حکومت کا میاب ہوئی ہے، وہ سرخرو ہوئی ہے تو میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کو اس بات کی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ان بڑے حالات میں بھی اتنا لچھا بحث پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے میں جو اس وقت بحران ہیں، آپ کسی بھی شعبے میں چلے جائیں تعلیم ہی کو دیکھ لیں اس میں اتنے گھبلے ہیں، اتنے بحران ہیں، صحت کا محکمہ دیکھ لیں اس میں بھی آپ کو بہت گھبلے نظر آئیں گے۔ ہم جو بحث یہاں رکھتے ہیں کسی بھی شعبے کے لئے تو اس کا فائدہ ہمیں تبھی ہو گا جب ہم اس بحث کو صحیح طریقے سے جس مقصد کے لئے ہم نے رکھا ہے وہ مقصد حاصل کر سکیں پھر ہی ہمارے غریب عوام کو فائدہ ہو گا۔ یہاں آئے کا بحران ہے۔ اس دن میری بہن نے یہاں آ کر یہ بات کی ہے کہ یہاں آئے کا بحران ہے اور میں یہ دیکھنے آئی تھی کہ یہاں آئے کے مسائل کے لئے یا کھانے پینے کی اشیاء کے لئے کیا کچھ کیا جا رہا ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ جو آئے کا بحران ہے، بجلی کا بحران ہے، پانی کا بحران ہے یہ ہمارا پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہ انہی کی حکومت کی دلی ہوئی سوغاتیں ہیں جو عوام بھگت رہے ہیں۔ ہم انشاء اللہ اس میں بہتری لانے کی پوری کوشش کریں گے اور ہمارے قائد نے اس میں بہتری لانے کے لئے جو متوازن بحث پیش کیا ہے تو پنجاب کے عوام نے اس پر ان کا شکریہ ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت میں جو بحث رکھا گیا ہے وہ ایک اچھی بات ہے لیکن میں یہ چاہوں گی کہ اس کو ensure کروایا جائے کہ جو بحث رکھا گیا ہے وہ صحیح طریقے سے لاگو ہو گا اس میں ہسپتا لوں کی حالت بہتر ہو گی، غریبوں کو دو ایکاں مفت ملیں گی۔ جب ہم ہسپتا لوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر غریبوں کا جو حال ہوتا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ ہم لوگ خود بحث ہسپتال جاتے ہیں تو ہمیں بھی کوئی ڈاکٹر پوچھتا نہیں ہے تو جو غریبوں کی حالت ہے وہ آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ کیا ہوتی ہو گی۔ ہم بحث تو اتنا بڑا کہ لیتے ہیں لیکن وہاں پر کسی غریب کو ڈسپرین ٹک کی گولی مفت نہیں ملتی۔ میرے خیال میں یہ جو بحث رکھا جاتا ہے اس کا بہتر فائدہ تب ہی ہو گا کہ اگر ہم اس کو ایک اچھے طریقے سے لاگو کروں گیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے وزیر خزانہ نے جو یتیم بچوں کی تعلیم کے لئے بحث مختص کیا ہے اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ یتیم بچوں کی ثناfat کرنے کا ہمارے حضور پاک صلی

اللہ علیہ وسلم نے بھی حکم فرمایا ہے اس لئے میں ان کو اس بات پر بہت appreciate کرتی ہوں۔ بیواؤں کا قرضہ معاف کرنے کے لئے جوانوں نے سولیات دی ہیں وہ بھی خوش آئند بات ہے۔ اللہ کرے کہ ہماری انتظامیہ صحیح لوگوں کو صحیح سولتین میا کر سکے تاکہ ہمارا صوبہ وزیر اعلیٰ کی قیادت میں ترقی کر سکے۔

جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گی کہ وزیر خزانہ اپنی wind up تقریر میں خواتین کے لئے بھی بہتر سولتین فراہم کریں۔ خواتین کی بہتری کے لئے اس بجٹ میں مجھے کوئی خاص پروگرام نظر نہیں آیا۔ میری یہ خواہش ہے کہ خواتین کی بہتری کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام ہونا چاہئے کہ خواتین میں بہتری آسکے۔

جناب سپیکر! میں ایک اور مسئلہ کی طرف بھی نشاندہی کرنا چاہوں گی کہ یہ جو ہمارے ایئرپورٹس ہیں ان میں پسلے دی۔ آئی۔ پی لاڈ بخڑ تھے جو کہ ختم کر دیئے گئے اور جو عام لوگ ہیں جو اپنے رشتہداروں کو لینے یا چھوڑنے جاتے ہیں تو ان کے میٹھنے کا جو انتظام ہے وہ اتنا تقاض ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں ہے۔ دس پنکھوں میں سے ایک پنکھا چل رہا ہوتا ہے، کریاں کم ہیں۔ لوگ ہل رہے ہیں اور اس طرح بین الاقوامی طور پر ہمارا اچھا impression نہیں جا رہا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لئے ایک بست بڑی نعمت ہے۔ پانی پینے کے لئے اگر صاف میا ہو جائے تو اس سے آدھی بیماریاں دیے ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ سابقہ حکومت کا کارنامہ یہ ہے کہ ہم ایم۔پی۔ اے ہائلز میں رہتے رہے ہیں اور ہم وہاں پر گندہ پانی پیتے رہے ہیں اور وہ یہاں پر یہی نعرے لگاتے رہے ہیں کہ ہم لوگوں نے بست ترقی کے کام کئے ہیں۔ ہم لوگوں نے عوام کو بڑا صاف پانی میا کیا ہے تو وہ چراغ تلے اندھیرے والی بات تھی کہ ایم۔پی۔ اے ہائلز کا پانی بھی گندہ ہی تھا۔

جناب سپیکر! منگانی کا جن ہمارا پیدا کر دہ نہیں ہے بلکہ چودھری پرویزا اللہ کی حکومت کا پیدا کر دہ ہے۔ انہوں نے عوام کو دو چیزیں وافر مقدار میں دی ہیں جن میں ایک لوٹے لیٹرے اور دوسرا منگانی اور سب سے بڑا جن پرویز مشرف کی صورت میں عوام پر مسلط کر دیا ہے۔
(گو اور پرویزا اللہ کو کے نعرے)

میری آپ کی وساطت سے ان سب ممبر ان سے درخواست ہے کہ ہم نے ہر طرح کی کوششیں کر کے دیکھ لیں اور ہم یہ دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے اور پرویز مشرف سے ہماری جان چھڑائے۔

(گو مشرف گو کے نظرے)

میں نے تلوگوں کو یہاں تک کھٹے ہوئے سنائے اور لوگوں کی mental approach کے بُرے کارناموں کی وجہ سے یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جب سے پرویز مشرف اس پاکستان پر مسلط ہوا ہے تو پاکستان کے دریاؤں کا پانی بھی خنک ہو گیا ہے۔ اللہ معاف کرے اور اللہ اس کو عقل دے اور وہ پاکستان کو بخش جائے۔

جناب سپیکر! کچی آبادیوں کی بہتری کے لئے ہماری حکومت نے جو فنڈ رکھا ہے اور سابقہ حکومت نے بھی یہ فنڈ رکھا تھا لیکن انہوں نے تو غریب لوگوں کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کرنا تھا اور انہوں نے امیروال کونوازا تھا اور خود کونوازا تھا جو نواز لیا۔ اس بات کا یہ ثبوت ہے کہ ان کا رکھا گیا فنڈ ویسے کا ویسا ہی دھرا رہ گیا۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ درخواست ہو گی کہ کچی آبادیوں کے لئے رکھے گئے فنڈ کی وہ خود after look after کریں کہ وہ بہتر طریقے سے کچی آبادیوں کی حالت بہتر بنانے پر لگ رہا ہے اور ان کی حالت بہتر ہو رہی ہے یادہ فنڈ بھی انتظامیہ گھلے کر کے ختم کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! وقت چونکہ کم ہے تو آخر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ پنجاب کے عوام کی نظریں وزیر اعلیٰ کی طرف گلی ہوئی ہیں تو میں ان کی طرف سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں یہ ایک شعر پیش کرنا چاہتی ہوں کہ:-

نہ جانے کیوں ہمیں تم پہ بہت بھروسہ ہے
خیال رکھنا کہ قائم یہ اعتبار رہے
شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ الحمد لله وحده و الصلوة والسلام على من لا نبی بعد۔ قال تعالى فَمَا حَصَدْتُمْ فَدَرُوهُ فِي سُنْبُلَةٍ إِلَّا قَلِيلًا مَمَّا تَأْكُلُونَ ۝ صدق الله العظيم۔ جناب سپیکر! میں نے یہ آیت ایک تیک شگون کے لئے پڑھی ہے کہ جب مصر میں قحط پڑا تھا تو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی وزیر خزانہ بنایا گیا تھا جیسے آج

ہمارے وزیر خزانہ کا رہ صاحب ہیں تو سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام نے بڑے عظیم اصول دیئے تھے اور ان آیات میں انہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو اس کریمی پر دیکھتے ہوئے مبارک پیش کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے ہمارے یہاں کے سپیکر جو اس وقت قائم مقام گورنر بن چکے ہیں، ان کو بھی مبارک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بحث نہایت ہی عجلت اور نامساعد حالات میں تیار کیا گیا اور وہ نامساعد حالات روشن خیالوں کے پھیز میں پرویز مشرف نے پیدا کئے تھے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے اور جلد عنقریب و روشن خیالوں کا صدر اپنے منطقی انجام کو پہنچ گا تو ان شا اللہ ہماری یہ حکومت آزادانہ اور بہتر طریقے سے اپنی قوم کی خدمت بہتر انداز میں کر سکے گی۔
(نمرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگرچہ وقت مختصر ہے لیکن میں اس باوقار ایوان کو یاد کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے دور میں میرے حلقہ کے جو ایم۔ پی۔ اے صاحب تھے، میری معلومات کے مطابق انہوں نے پورے پانچ سالوں میں ایک منٹ کے لئے اس ایوان کی سمع خراشی کرنے کی کوشش نہیں کی ہے اس لئے ان کا تمام وقت بھی میرے لئے امانت ہے لہذا میں آپ سے درخواست کروں گا کہ میرے وقت کو ڈبکیا جائے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی تقریر میں اپنے آپ کو جو خادم اعلیٰ کما تھا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اسلامی اصولوں کے عین مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو بہتر انداز میں خدمات سر انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ عدیلہ اور انصاف کی بحالی یقیناً ایک پرانے آدمی ہمیں کا قول ہے، ہم تو اسلام اور قرآن کا حوالہ دیتے ہیں لیکن اگر کسی غیر مسلم کا بھی حوالہ لینا ہو تو ہمیں سے کسی نے کما تھا کہ ہم یہ جگہ ہار رہے ہیں تو اس نے یہ پوچھا تھا کہ کیا ہماری عدیلہ انصاف نہیں کر رہی؟ تو انہیں بتایا گیا کہ عدیلہ انصاف کر رہی ہے۔۔۔۔۔

ملک محمدوارث کلو باؤ ائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم فاضل نمبر صاحب، ہئر کا حوالہ دے رہے ہیں تو وہ ہئر نہیں بلکہ برتاؤ نی وزیر اعظم و نسٹن چل تھے۔ جب برطانیہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا تھا تو اس وقت اس نے اپنی کابینہ کی میٹنگ میں یہ پوچھا تھا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: شکریہ۔ جی، چر چل تھا اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مقصد تو یہ ہے کہ اگر ہماری عدیہ قائم ہے تو سارا نظام قائم و دائم ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ عدیہ کی بحالی، جھوں کی بحالی کی support اس لئے بھی کرنی چاہئے کہ جھوں نے آئین کی بحالی کا کام کیا ہے۔ یہی آئین ہے جس نے پاکستان کو دستور بخشتا ہے۔ یہی آئین ہے جس نے ختم نبوت کے عقیدے کو تحفظ بخشتا ہے اس لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ عدیہ کی بحالی کی بھرپور کوششیں ہوئی چاہئیں۔

راوکاشف رحیم خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

راوکاشف رحیم خاں: جناب سپیکر! مولانا صاحب نے حضرت عمر فاروق کا حوالہ نہیں دیا کتنے افسوس کی بات ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راؤ صاحب! تشریف رکھیں۔ یہاں پر بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور میں نے cross talk سے منع کیا ہوا ہے۔ کسی نمبر کی تقریر میں دوسرا نمبر بات نہ کرے کیونکہ وزیر خزانہ صاحب یعنی ہوئے ہیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم تو قرآن، حدیث اور اسلام کا حوالہ دیتے ہیں لیکن اس کی تائید میں، میں نے یہ گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیمی نظام سے سیلف فانس سکیم کو ختم کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ذریعہ سے تعلیم میں ترقی و بہتری آئے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ بعض ادارے سیلف سپورٹنگ سکیم سے بھی کام لے رہے ہیں۔ اس سلسلے کو بھی ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! غربت کے خاتمه کے لئے 17 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند چیز ہے لیکن میری گزارش یہ ہو گی کہ اس میں ایسی یتیم لڑکیاں جن کے جیز کا کوئی بندوبست نہیں ہو سکتا اور ایسے معدود افراد جن کی کفالت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، ان غرباء کی امداد کے لئے خصوصی طور پر انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب اللہ کے فضل سے زر خیر علاقہ ہے اور اس میں پانی کا مسئلہ اب عالمی یتیش اختیار کر گیا ہے۔ اس اعتبار سے جہاں پانی کے مسائل پیش کئے جا رہے ہیں تو یقیناً کالا باع ڈیم، جیسے ہمارا مطالبه ہو تو اس پر بھی سنجیدگی سے بحث ہونی چاہئے اور میری یہ خواہش ہے کہ آپ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی تشکیل دیں جن ایم۔پی۔ ایز کو آپ بہتر تجھیں اور ہم وہ وفد لے کر صوبہ سرحد جاتے ہیں اور صوبہ سندھ جاتے ہیں اور وہاں اپنے علماء کے ذریعے سے، باشعور طبقے کے ذریعے سے ان کو قائل کرنے کی کوشش کریں گے لیکن میں اس تحفظ سالمی اور پانی کی ناپیدگی کا جو نیادی مسئلہ ہے اس کی طرف قرآن کے ذریعے سے ایک حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت سید نافع علیہ السلام کے زمانے میں بھی ایک مرتبہ ایسا ہی قحط پیش آیا تھا، لوگ بدحالی کا شکار تھے اور بارشیں نہیں ہو رہی تھیں، دریاؤں میں پانی نہیں تھا تو سید نافع علیہ السلام نے ایک مختصر نسخہ ان کو استغفار کا بتایا تھا اور فرمایا تھا کہ **فَلَمَّا تَأْتَنَا رَبُّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَارًا ۝ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مَدْرَارًا ۝ وَيُمَدِّدُكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝** استغفار کرنے کے آپ کو پانچ فائدے ہوں گے۔ **يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مَدْرَارًا ۝ اللہ پاک** تمہارے اوپر موسلا دھار بارش کریں گے۔ دوسری چیز بتائی کہ **وَيُمَدِّدُكُمْ بِأَمْوَالٍ**۔ اللہ تعالیٰ مختلف مالوں کے ذریعے سے تمہاری امداد کریں گے۔ تیسرا استغفار کا فائدہ ہو گا کہ اللہ پاک تمہیں لڑکے عطا فرمائیں گے اور چوتھی چیز فرمائی **وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّاتٍ**۔ اللہ پاک تمہارے باغات کو برآور کر دے گا اور آخری چیز بیان فرمائی کہ **وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝** اور تمہارے دریاؤں کو چلا دیں گے۔

جناب سپیکر! آج اس روشن خیالوں کے چیز میں کی لائی ہوئی خوست اور اس کی بے حیائی کا سیلا بہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے قوم کے اوپر یہ عذاب آیا ہے۔ اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو من حیث القوم توبہ اور استغفار کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بارش کا سلسلہ پھر سے جاری فرمادیں گے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی پروگرام کی مد میں بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے میں یہاں جناب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میرے مطابے پر مسلم لیک پنجاب کے صدر میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف نے چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس وسیع بحث میں چنیوٹ کو ضلع بنانے کے لئے جو فنڈوز درکار ہیں ان کو مختص کیا جائے۔

جناب سپرکر! معیشت کی زبوں حالی کا ذکر کیا گیا ہے حالت تو یہ ہے کہ وہ روٹی جو ایک امیر اور غریب سب کی ضرورت ہے آج وہ چار روپے کی ہو گئی ہے اور اس کی موجودگی میں ہمارے 1-G.R.O اور گورنر کی رہائش گاہوں کے لئے پچاس پچاس لاکھ روپے کے جزیر خریدے جا رہے ہیں۔ میری گزارش ہو گئی کہ اس قسم کے غیر ضروری اخراجات کم کر کے ان پیسوں کو اگر نہ روپوں کے اوپر جہاں mini ڈیم بننے ہیں ان میں ختم کر دیا جائے تو انشاء اللہ اس کا بہت بڑا فائدہ ہو گا۔ میں اسی ختم میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ایک فاضل ممبر نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ چنیوٹ میں جو دریائے چناب ہے وہ دو بہاریوں کے درمیان واقع ہے اور وہ اللہ پاک کی طرف سے عنایت کردہ بہت مضبوط بند ہیں اگر وہاں پر ایک mini ڈیم بنادیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دریائے چناب میں دیگر دریاؤں کی نسبت پانی زیادہ پایا جاتا ہے وہاں پر ڈیم بن کر بھلی حاصل کی جاسکتی ہے۔

جناب سپرکر! علاج معا لجے کے لئے 13 ارب روپے محقق کئے گئے ہیں اگرچہ جزو اول کو پنجاب کی سب سے بڑی تحریک کہا گیا لیکن چنیوٹ پنجاب کی سب سے پرانی تحریک ہے اور اس کی آبادی 14 لاکھ سے متجاوز ہے۔ اس وقت ہمارے تحریک ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بہت سارے ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ ڈاکٹر آتے ہیں لیکن ڈاکٹروں کی کالوں اور رہائش گاہیں غیر مناسب ہونے کی وجہ سے کوئی ڈاکٹر نہیں آتا جو ڈاکٹر آتا ہے وہ آنے سے پہلے ہی اپنا تبادلہ کر دا کے کسی دوسری جگہ چلا جاتا ہے۔ لہذا ہسپتال کی زبوں حالی کو درست کرنے کے لئے ہمیں خصوصی فنڈز عنایت کئے جائیں۔ حالت یہ ہے کہ اس پورے شر میں جب آپریشن کی ضرورت ہوتی ہے تو بیوی شی کا کوئی ایک ڈاکٹر بھی موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمارے مریضوں کو یا تو فیصل آباد لے جانا پڑتا ہے یا لاہور لے جانا پڑتا ہے یا پھر قادریوں کے ہسپتال میں جانے کے لئے مسلمان مجرور ہو جاتے ہیں۔ ہمیوپیٹھک ایک ذریعہ علاج ہے، خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ چھوٹے معصوم بچے جو ایلوپیٹھک کی کڑوی دوائیں نہیں کھا سکتے میٹھی میٹھی گولیاں وہ آسانی سے کھا سکتے ہیں۔ میری معلومات کے مطابق پنجاب میں 36 لاکھ انسانوں نے مفت ہمیوپیٹھک کے علاج سے فائدہ اٹھایا ہے لیکن ایک سکیم کے تحت ہمیوپیٹھک ڈاکٹر اور طب یونانی سے تعلق رکھنے والے حکماء کو بذریعہ ختم کیا جا رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہمیوپیٹھک ہو یا طب یونانی ہو اس کو تروتیج دینے کی کوشش کی جائے۔

جناب سپیکر! اساتذہ کے لئے کامیابی ہے کہ جو اپنی کار کردگی اچھی دکھائے گا اس کو خصوصی allowances دیے جائیں گے۔ میری اس میں یہ بھی گزارش ہو گی کہ بے شک ان کی تنخوا ہوں میں 20 فیصد تک اضافہ کیا گیا ہے لیکن میری رائے یہ ہے کہ تنخوا ہوں میں اضافہ منگالی کی بڑھتی ہوئی صورتحال کے تناسب سے کیا جائے۔

جناب سپیکر! کڈنی سنٹر کے لئے 54 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نمایت ضروری قدم تھا لیکن میری خواہش اور میری رائے ہے کہ اس رقم میں سے کچھ رقم اس مرض کے اسباب اور اس کے سداب سے آگاہی کے لئے اور اس کی تعلیم دینے کے لئے مختص کی جائے۔ اسی طریقے سے گردوں کی بیماری بھی اپنے عروج پر ہے لہذا اس کے علاج کے لئے اور میپاناٹس جو ایک نئی بیماری آئی ہے وہ تیزی سے پھیل رہی ہے تو اس کے سنتر تھیصل کی سطح پر بنائے جائیں تاکہ اس بیماری کے لئے دور دراز علاقوں کے چکر نہ لگانے پڑیں۔

جناب سپیکر! تعلیمی بجٹ میں 110 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چنیوٹ کے بہت سارے سکول ہیں جو ابھی تک پرانگری کا درجہ رکھتے ہیں اور ان کی upgradation کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طریقے سے ہمارے چنیوٹ کے اسلامیہ ڈگری کالج کے کئی بلاک ہیں جو زیر تعمیر ہیں ان کی تعمیر کو مکمل کرنے کے لئے، وہاں بکلی میا کرنے کے لئے اور 400 طلباء کے لئے کریساں حاصل کرنے کے لئے بھی خصوصی فنڈز کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! یہاں کھیل کا ذکر کیا گیا ہے اور ظاہر بات ہے کہ ایک اچھا دماغ پیدا کرنے کے لئے اچھے بدن کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے لئے کھیلوں کے وسیع میدان ہونے چاہئیں لیکن ہماری پوری تحصیل میں ہمیں کوئی قابل ذکر سرکاری گراونڈ یا پارک نظر نہیں آتے۔ ہمارے دوستوں نے یہاں ذکر کیا ہے کہ جو سولیاں ہوتی ہیں وہ بڑے شرود کو جو پہلے ہی ان سولیاں سے استفادہ حاصل کر رہے ہوتے ہیں ان کو مزید نوازا جاتا ہے لہذا ان چھوٹے اور غریب شرود کی طرف بھی توجہ کی جائے اور تعلیم کی مد میں ایک بات آئی ہے کہ ایر کنڈیشنڈ بسیں سات بڑے بڑے شرود کو میا کی جائیں گی جبکہ بڑے شرود میں پہلے ہی بہت ساری کپنیوں اور اداروں نے اس قسم کی بسیں میا کی ہوئی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ چھوٹے شرود کو بھی مد نظر رکھا جائے بے شک air-conditioned بسیں نہ ہوں non air-conditioned بسیں ہی ہوں لیکن ان کا دائرہ کار و سیع کیا جائے اور دور راز کے علاقوں کو یہ بسیں میا کی جائیں اس سے فائدہ ہے ہو گا کہ جو ماں

باپ اپنے بچے کو سکوٹر، کار یا رکشا پر چھوڑنے پر مجبور ہوتے ہیں جب ہر سکول کو یہ بسیں ممیاکی جائیں گی تو ہماری ان مشکلات میں بھی کمی آ جائے گی۔

جانب سپیکر! زرعی شعبہ ہمارے ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ پانی کی پریشانی ہے اور دیگر اسباب پر بھی کوشش کرنی چاہئے ایسے علاقے جو نہری رابطوں کے قریب نہیں ہیں ان پر زیادہ سے زیادہ ٹیوب و میل لگائے جائیں تاکہ ان لوگوں کو پانی میاہ ہو اور بخیر زمینیں آباد ہو سکیں۔ اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا اکثر سڑکوں پر مختلف شرروں میں آنا جانا ہوتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ خاص طور پر گنے کے موسم میں اکثر ٹرالیاں الٹی ہوتی ہیں۔ میں نے جنوبی افریقہ کا سفر کیا ہے مجھے وہاں پیتا چلا کر وہاں کے دیہاتی اپنے گنے کا رس اپنے ہاں مقامی گھموں پر نکالتے ہیں اور اس رس کو شوگر ملوں تک پہنچاتے ہیں اگر پنجاب میں اس طریقہ کار کو روایج دیا جائے تو سڑکوں پر آئے روز جو accident ہوتے ہیں اور یہ ہمارے کاشتکار بھائی بھی نہیں سمجھتے کہ ایک ٹرالی جب الٹ جاتی ہے اس کا کندھا ٹوٹ جاتا ہے تو تین تین دن اس کی مرمت کرنے اور گنے کو دوبارہ load کرنے کے لئے لگ جاتے ہیں تو نفع کی بجائے کار و بار نقصان میں جا رہا ہوتا ہے اس لئے ایسی سکیم متعارف کرائی جائے کہ جب گنالا یا جائے، اول تو اس کا رس نکال کر ملوں تک پہنچایا جائے اگر فی الحال یہ ناممکن ہو تو وہ گناہی بندگاڑیوں میں لے جایا جائے تاکہ ٹریک کا کوئی نقصان نہ ہو اور اگر ٹرالیاں رکھنی ہیں تو کم از کم ٹرالیوں کی back light اور brake light ہونی چاہئے اس لئے ہم نے دیکھا ہے کہ جتنی بھی ٹرالیاں ہیں ان کی لاگٹیں صرف ٹریک تک ہی محدود ہوتی ہیں لیکن ٹرالیوں پر دوائیں باائیں مڑنے یا بریک لگانے کے لئے کوئی اشارہ نہیں ہوتا اور وہ گمانی میں سفر کر رہی ہوتی ہیں۔ ان ٹرالیوں کی وجہ سے اکثر سر دیوں میں حادثات ہوتے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ ان کو laws کا پابند کیا جائے۔

جانب سپیکر! صنعتی شعبے میں ایک ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں بہت سارے علاقوں کو ٹکیں فری زون declare کر کے وہاں انڈسٹریز لگانے کے لئے ٹکیسوں میں چھوٹ دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ میری تحصیل چنیوٹ کو بھی اس سولت سے نوازا جائے۔ میں مزید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج سے تقریباً دس پندرہ سال پہلے چنیوٹ سے لوہے کے بڑے و سیع ذخیر دریافت ہوئے تھے اور میرے والد گرامی مولانا منظور احمد چنیوٹ نے یہاں ایک قرارداد پیش کی تھی اور ساتھ ہی لوہے کا raw material بھی

پیش کیا تھا اس وقت کے تجربہ کار سائنسد انوں نے یہ بتایا تھا کہ پاکستان میں لوہے کی دریافت کے جتنے تجربے ہوئے ہیں ان میں سب سے کامیاب ترین تجربہ یہ تھا چونکہ اس raw material میں 70 فیصد لوہا پایا جاتا ہے اور وہاں وسیع ذخائر موجود ہیں۔ میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اس کے لئے کچھ کوشش ہو رہی ہے اور ابھی بھی چیف سیکرٹری صاحب کی میز پر یہ فائل پڑی ہے۔ اس بات کو پندرہ سال ہو گئے ہیں لیکن یہ سارے کاسارا work فائلوں میں پڑا ہے۔ اگر ہماری حکومت سئیل مل گانے میں سنجیدہ ہو اور لوہا کالنے میں سنجیدہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے ریونیو میں قبل قدر اضافہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس بحث میں سڑکوں کے لئے بہت زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ اس وقت ہمارے ہاں چنیوٹ میں فیصل آباد چنیوٹ روڈ، چنیوٹ سرگودھا روڈ، چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ زیر تعمیر ہیں لیکن ان کی تکمیل کی جو مدت دی گئی تھی وہ گزر چکی ہے لیکن ابھی تک وہ سڑکیں ادھوری ہیں جن کی وجہ سے آئے روز خادثات ہوتے رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب آپ سے گزارش ہے کہ پلیزا ایک منٹ میں wind up کریں۔

ال الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جی، درست ہے۔ میری گزارش ہے کہ ان ٹھکیکیداروں کو پاند کیا جائے اور انہوں نے تکمیل کی مدت سے جو زیادہ وقت لیا ہے اس پر انھیں جرمانہ کیا جائے اور صحیح معیار کے مطابق سڑکیں تعمیر کی جائیں۔ اس میں ایک لطینی کی بات ہے کہ جھنگ میں، جھنگ لا لیاں روڈ ہے اس روڈ پر چند بھروانہ سے ترکھانوالہ چوک تک سڑک بنادی گئی ہے پھر وہ لوک سے لا لیاں تک بنادی گئی ہے لیکن چوک ترکھانوالہ سے وہ لوک تک جو درمیانی مکڑا ہے وہ نہ بیان کر دہ جوہات کی بنا پر روک دیا گیا ہے۔ اس وجہ سے وہ سڑک قابل استعمال نہیں ہے چونکہ ابھی تک اس کے درمیانی حصے کی تعمیر شروع ہی نہیں ہوئی۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس کے درمیانی حصے کو بھی مکمل کیا جائے۔

جناب والا! فیصل آباد روڈیشن میں مکمل تعلیم میں بہت سارے ایسے انگلش ٹھیکریز ہیں جو ایڈبک بنیادوں پر لگائے گئے تھے اور انھیں خدمات سر انجام دیتے ہوئے ساڑھے تیرہ سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک انھیں regular نہیں کیا گیا میری گزارش ہے کہ ان کے حال پر رحم کرتے ہوئے انھیں regular کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں۔ میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اپنانافی الصیر بیان کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر! جی، بہت شکریہ۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!
 محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو اس معززایوان کے حوالے سے یہی کہوں گی کہ
 نہ ہم بدلتے نہ وہ بدلتے نہ دل بدلانہ دل کی آرزو بدلتے
 میں کیسے انقلاب آسمان کرتے لوں

جناب سپیکر! مجھے 18۔ اکتوبر کا وہ دن یاد ہے جب لوگ بنگے پاؤں محترمہ بے نظیر بھٹو کے
 اس جلوس میں شامل ہوئے اور وہ خود کش دھماکے کی وجہ سے شہید ہوئے۔ مجھے آج 18۔ فروری کا
 دن بھی یاد آتا ہے کہ جب لوگ قطاروں میں لگ کر ہمیں ووٹ دینے کے لئے اپنے گھروں سے باہر
 نکل۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب اس ایکشن کارز لٹ آیا تو یہاں پر دو پارٹیوں کی حکومت بنی۔ مجھے وہ
 دن بھی یاد ہے کہ جب ضیاء الحق کی امریت نے لوگوں کو کوڑے مارے اور مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ
 جب لوگوں کو آٹا قطاروں میں ملا، گھی مہنگا ملا، چینی مہنگی ملی پھر وہ لوگ قطاروں میں ووٹ دینے کے
 لئے آئے۔ چونکہ میں لاہور کی بائی ہوں اس دن لاہور میں ایسا سماں تھا کہ اگر آپ کی پارٹی کھبھی
 کھڑا کرتی تو اس دن اس نے بھی جیت جانا تھا اس لئے کہ لوگ تنگ آپکے تھے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ
 1999 میں جب میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو ہٹایا گیا اس وقت ملک بیمار نہیں تھا بلکہ تدرست
 تھا اور معیشت بھی ٹھیک تھی۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب انھیں exile میں بھیجا گیا جب وہ جلاوطن
 ہوئے۔ مجھے وہ دن بھی یاد ہے جب آپ نے یہاں پر ڈسٹرکٹ ناظم کا ایکشن لڑا، پہلے تو اپ کی سطح پر
 کرپشن ہوتی تھی لیکن اس وقت نچلی سطح تک بھی بیس ہزار کا ووٹ بکا۔ میں یہ بات کروں گی کہ ان
 حالات میں جب معاشی عدم استحکام ہے پنجاب کی عوام کے لئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور
 وزیر خزانہ تنور اشرف کا رہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے یہ واقعی قابل غور اور فکر کی بات ہے کہ کہیں اس
 کے منفی اثرات ہماری حکومت پر نہ پڑیں۔ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ پنجاب میں ایک کروڑ ایکٹھ پنجاب
 حکومت کی اراضی ہے جو بے کار پڑی ہے۔ زمین کاشتکار کی ماں ہوتی ہے، وہ ماں کا درجہ رکھتی ہے اور
 کاشتکار ماں کی طرح زمین سے بھی محبت کرتے ہیں۔ چونکہ اس بجٹ میں خواتین کے لئے کچھ نہیں رکھا
 گیا لہذا میں استدعا کرتی ہوں کہ اگر ہم وہ سرکاری زمین خواتین کے نام الٹ کریں یا لیز پر دیں تو اس
 سے بہت بہتری آئے گی چونکہ عورت تو اپنی انگوٹھی بھی نہیں بھیجنی اور وہ زمین بھی نہیں بیچے گی اور
 انشاء اللہ اس کا صحت مند معاشرے کی شکل میں رکھ لے گا اور آپ کو ایک صحت مند پنجاب ملے گا۔
 اگر آپ نے پنجاب کو زیر خیز کرنا ہے تو یہ زمین خواتین کے نام کریں۔ اگر آنے والے وقت میں آپ کی

بہمنیں کھیتوں میں کام کرتی ہیں، اپنے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی ہیں تو وہ زمین خواتین کو الٹ کریں اور الٹ کرنے کا طریقہ کار بھی بنالیں میرے خیال میں زرعی اصلاحات کے ذریعے بھی الٹ ہو سکتی ہیں جیسے 1973 میں ذوالفتخار علی بھٹونے کی تھیں یا لیز پر دی تھیں۔

جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے کچھ چیزوں پر ڈیوٹی عائد کی ہے اس کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے حکومت پنجاب نے بجٹ میں کیا ضروری اقدامات کئے ہیں چونکہ خوردنوش کی چیزیں تو دن بدن ممکنی ہو رہی ہیں۔ ابھی گھمی کی قیمت 20 روپے بڑھ گئی ہے اس کے علاوہ پڑوں کی قیمت بھی مزید بڑھے گی۔ W.T.O کے معاهدے کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ مجھے بجٹ میں یہ اقدامات دکھائی نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر! اب میں اس ملک کے نصاب تعلیم کے متعلق بات کروں گی کہ میں سمجھتی ہوں کہ نصاب تو وفاقی حکومت بناتی ہے لیکن یہاں پر چار قسم کا نظام تعلیم ہے۔ دینی مدارس میں اور تعلیم دی جاتی ہے۔ یہاں مشتری سکولوں میں اور تعلیم دی جاتی ہے، یہاں کے پرائیویٹ انگلش میڈیم سکولوں میں اور تعلیم دی جاتی ہے اور گورنمنٹ کے سکولوں کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ یہاں پر تو ٹیچر پڑھاتے ہی نہیں، ڈاکٹر علاج نہیں کرتے تو ہم کس مرض کی دوا ہیں۔ اگر ہم قطاروں میں کھڑے اپنے بھائیوں اور بہنوں کا خیال کرنے کے لئے آئے ہیں تو پھر ہمیں سب سے پہلے تعلیمی نصاب ایک جیسا کرنا ہو گا۔ لہذا ہمیں اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے وقت کا خیال ہے۔ میں ایک سیاسی کارکن ہوں، اپنے ہاتھوں سے پوستر، جھنڈے لگا کر اور فیلڈ میں کام کر کے آئی ہوں اس لئے یہاں پر معزز ایوان اور معزز ممبران کا وقت ضائع نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر صحت کے لئے بھی تین فیصد ہے، تعلیم کے لئے بھی تین فیصد بجٹ رکھا گیا ہے اگر اس کو بڑھادیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ دوسری بات یہ کروں گی کہ ہم مواصلات کے مکملہ یا انسانی حقوق کے مکملہ کو کہیں کہ موڑوے اور ہائی وے پر ہیلی کا پڑھ میا کیا جائے۔ اگر road accident ہوتا ہے تو کسی مریض کی زندگی بچانے کے لئے حکومت پنجاب اس قسم کے اقدامات کرے تاکہ ایک انسان کی جان نج سکے۔ ہم نے عوام کو relief دینا ہے۔ جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا ہے کہ میں خادم اعلیٰ ہوں۔ وہ ہمارے لئے معزز ایوان کے قائد بھی ہیں اور ہم ان سے یہی درخواست کریں گے کہ تمام مکملوں سے پیسے لے کر ہیلی کا پڑھ میا کئے جائیں تاکہ کسی حادثے کی

صورت میں انسانی جانوں کو بچایا جاسکے۔ وزیر اعلیٰ صاحب ہسپتاوں کے visit کر رہے ہیں لیکن سڑکوں پر توزیور اٹار لئے جاتے ہیں۔ اگر کسی عورت کا accident ہوتا ہے، جب وہ تھانے جاتی ہے تو اس کا زیور اٹار لیا جاتا ہے۔ اس طرف بھی توجہ دی جائے۔ آپ نے کہا کہ ہم سکولوں اور کالجوں میں بسیں میاکریں گے اور ایک ہزار بسیں پرائیویٹ سیکٹر میں دی جائیں گی۔ اگر ان ایک ہزار بسوں کو گورنمنٹ اور منی بس کے نام سے چلایا جائے اور اس کا کنٹرول working women کو دیا جائے تو اس سے زیادہ اچھا result حاصل ہو گا۔ عورتیں دفتروں میں جاتی ہیں تو انھیں صحیح لائنوں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ دیگن والا آگے بٹھانے سے انکار کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ لمبے سفر کی سواری ہے اور میں اس کو دیگن پر نہیں بٹھاؤں گا اس لئے کہ مجھے آدھے راستے کی سواری بٹھانے سے ڈبل کرایہ مل جائے گا۔ اگر حکومت ان working women کو بسیں دے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ حکومت خود بسیں خریدے اور ان کا کرایہ بھی fix کیا جائے تاکہ خواتین کے لئے مشکلات کم ہو سکیں۔ ان بسوں میں کندیکٹر بھی خواتین ہونی چاہئیں۔ اس طرح ایک تو عورتوں کو نوکریاں ملیں گی دوسرا خواتین کا اکامسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! بس میری یہی چند گزارشات تھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان کا وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں کہ اگر وہ ذوالفقار علی بھٹو شہید کے ساتھی ہیں تو انھیں یہ بات دل میں رکھ کر سوچنا چاہئے کہ:

رہوے جگ تے غریب کوئی ناں
دکھ درد مصیبتاں نوں پھنڈ دیواں
اکٹھی کر کے جہاں دی کل دولت
اکو جئی میں سبنان وچ ونڈ دیواں

جناب قائم مقام سپیکر! ماشاء اللہ۔ جناب جاوید احمد چودھری!

چودھری جاوید احمد (ایڈوکیٹ): اعوذ بالله من الشیطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر گزار ہوں کہ جس کی بے بناء رحمت سے اور اپنے والدین کی دعاؤں سے مجھے دوسری مدت کا پہلا بجٹ یہاں پر سننے اور اس پر آج بحث کرنے کا موقع ملا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اپنا تعارف بھی کرنا تھا ہوتا ہوں۔ میرا تعلق حضرت بابا فرید گنج ہنگو کی نگری پاکستان سے ہے جس کی دو ہی بچائیں ہیں۔ ایک حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی ہستی اور دوسری

پچان ہماری غربت اور پسمندگی ہے۔ مجھے دوسری دفعہ یہاں پر نمائندگی کا موقع ملا ہے۔ میں نے پچھلے پانچ سالوں میں بھی اپنے طور پر اس علاقے کی خدمت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس علاقے کے غریب لوگوں کی دعاؤں اور محبت کے ساتھ ووٹ دینے کی وجہ سے میں آج یہاں پر اس معزز ہاؤس میں کھڑا ہوں۔ ابھی تک وہاں پر ترقی کا پھیہ، خوشحالی کا دور شروع نہیں ہوا سکا۔ میں سب سے پہلے اس علاقے کے مسائل کو یہاں پر highlight کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب تشریف فرمائیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کی اور حکومت پنجاب کی توجہ مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے پر خصوصی طور پر شفقت فرماتے ہوئے پاکپتن میں سامنے اینڈیکنالوجی کی ایک یونیورسٹی دی جائے کیونکہ یہی وہ ادارے ہیں کہ جہاں سے بچے علم حاصل کر کے نہ صرف خود بر سر روزگار ہوتے ہیں بلکہ وہ ملک و قوم کی خدمت بھی کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے پاکپتن، ساہیوال، بہاولنگر کے اضلاع میں کوئی Home Economics College نہیں ہے۔ ہماری بچیوں کے لئے وہاں پر Home Economics College قائم کیا جائے۔ میں نے پہلے بھی درخواست گزاری ہوئی ہے کہ خواتین کے لئے وہاں پر ٹینکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ ہماری خواتین معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کر سکیں اور اپنی پیداواری صلاحیتوں سے ملک و قوم کی خدمت کرتے ہوئے خود بھی روزی کما سکیں۔ پچھلی حکومت میں ہمارے ساتھ ایک ٹینکل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کا وعدہ ہوا تھا، وہ منظور بھی ہوا، اس کے فنڈز بھی release ہوئے تھے لیکن اس کی تعمیر ابھی تک شروع نہ ہو سکی ہے۔ وہ اس دفعہ کے A.D.P 2006 کا منصوبہ ہے جس کی تعمیر شروع نہ ہونے کی وجہ سے پاکپتن میں ہمارے بچے ابھی تک ٹینکل تعلیم سے محروم ہیں۔ میری درخواست ہے کہ نہ صرف اس کی تعمیر جلد شروع کروائی جائے بلکہ اس کی تعمیر کو جلد از جلد مکمل کر کے وہاں پر کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ ہمارے پاکپتن میں ایک کامرس انسٹی ٹیوٹ ہے جہاں پر صرف سی۔ کام، ڈی۔ کام کی کلاسیں ہوتی ہیں۔ پچھلے دور میں اس کی عمارت مکمل ہو گئی لیکن ابھی تک اس میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔ میری یہ درخواست ہے کہ نہ صرف کلاسوں کا اجراء کیا جائے بلکہ وہاں پر B.Com کی کلاسیں بھی شروع کی جائیں تاکہ ہمارے بچے جو دوسرے شرودوں میں جا کر پڑھنے کی سکت نہیں رکھتے وہ وہیں پر پڑھ کر بر سر روزگار ہو سکیں یا اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میرے اپنے حلے میں بچے اور بچیوں کے ملکر کل 158 سکول ہیں۔ ہم نے چند سکولوں کو پچھلے دور میں upgrade کروایا تھا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے قائد وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب نے جو اعلان کیا ہے کہ upgradation of schools میں وزیر خزانہ صاحب ہمارے پاپتن اور خصوصاً حلہ 228 کے لئے ضرور کوشش کریں گے اور وہاں کے maximum سکولوں کو upgrade کیا جائے گا تاکہ ہمارے بچوں اور بچیوں کو زیادہ سے زیادہ تعلیم حاصل کرنے کے موقع میسر آ سکیں۔ میرے حلے میں بہت سے نئے سکولوں کی ضرورت ہے۔ اس کا طریقہ کار کچھ ایسا دشوار ہے کہ پچھلے پانچ سالوں کی کوششوں کے باوجود ہم نے سکول منظور کروانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ میری یہ درخواست ہے کہ نئے سکول کھولنے کا criteria بدیں۔ پہلے ضلعی حکومت سے منظوری لینا پڑتی ہے۔ اس کے بعد حکومت پنجاب کی طرف سے منظوری حاصل کرنا ہوتی ہے۔ ضلعی حکومت یا تحصیل گورنمنٹ کی اپنی priorities ہوتی ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ مل کر نہیں چلنا چاہتے تھے یا نہیں چلنا چاہتے جس کی وجہ سے ہمیں نے سکولوں کے اجراء میں مشکلات پیش آئیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ ہمارے جیسے پہمانتہ علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر بچوں اور بچیوں کے نئے سکولوں کا اجراء ہونا چاہئے اور اس کے لئے کوئی آسان پالیسی بنائی جائے۔ میرے حلے میں صرف دو ہی کالج ہیں۔ ایک بچوں کا اور دوسرا بچیوں کا ہے جبکہ اس حلے کی آبادی تقریباً ساڑھے تین لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ میں کافی عرصے سے کوشش کر رہا ہوں اور اب پھر درخواست کرتا ہوں کہ موضع کلیانہ جو کہ میرے حلے میں ایک بہت بڑا قصبہ ہے وہاں پر دو کالجوں کا اجراء کیا جائے۔ وہاں پر ایک بچوں کے لئے کالج اور دوسرا بچیوں کے لئے کالج بنایا جائے۔ وہاں پر دونوں اطراف میں 25 سے 30 کلو میٹر دور تک کوئی کالج نہیں ہے۔ کالج قائم ہونے سے اس علاقے میں علم کی روشنی پھیلے گی اور وہ علاقہ بھی ترقی کر سکے گا۔

جانب سپیکر! اس کے علاوہ کچھ مائزہ ہیں جن کی lining کے لئے میں نے درخواست گزاری ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ محکمہ اری گیشن کی طرف سے اس دفعہ ان کی lining ہو جائے گی۔ ساتھ ہی ساتھ ہمارے ہاں جو Us.H.B. ہیں ان کی حالت بہت بُری ہے۔ ان کی upgradation اور حالت سنوارنے کے سلسلے میں فنڈز درکار ہیں۔ ہماری حکومت نے صحت کے لئے جو پروگرام رکھا ہے اس میں سے ہمارا حصہ ہمیں ضرور ملے گا اور خصوصی طور پر پہمانتہ ہونے کے ناتے اس میں خصوصی گرانٹ ہمارے جیسے اصلاح کو دی جائے۔ میرے حلے میں کوئی R.H.C. نہ ہے البتہ ایک

صلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال ضرور ہے جبکہ میرے حلے میں بہت بڑے بڑے قصبے ہیں۔ پکا سدھار ہے، کلینے ہے، ٹھٹھے منظور خال ہے۔ ان تصبوں میں R.H.Cs کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ پندرہ پندرہ، میں بیس کلو میٹر دور سے زخیوں یا یہاروں کو لے کر آنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ ہمارے پاکپتن کی ترقی کے لئے یا کسی بھی علاقے کی ترقی کے لئے ذرائع آمد و رفت بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ہماری سب کی یہ مشترکہ کوشش، خواہش اور گزارش ہے کہ پاکپتن سے ساہیوال تک سڑک کو دورو یہ کیا جائے۔ اس کی feasibility بھی بن چکی ہے تو میری اب پھر یہ درخواست ہے کہ اس پر جلد از جلد کام شروع کروایا جائے اور اس کی منظوری بھی دی جائے۔ مجھے پورا لقین ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے vision کو دیکھتے ہوئے اور ہماری coalition government کے عزم کو دیکھتے ہوئے کہ نہ صرف پاکپتن سے ساہیوال تک بلکہ پاکپتن سے عارف والا تک دورو یہ سڑکیں بنیں گی اور اسی دور میں انشاء اللہ بنیں گی۔ اس کے علاوہ شر فرید کے لئے میر ام طلب پاکپتن سے ہے۔ اس میں اس دفعہ اے۔ ڈی۔ پی میں بلکہ ہیئتہ انجینئرنگ کے لئے ایک سکیم کی منظوری دی گئی ہے میں اس کے لئے حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں۔---

جناب قائم مقام سپیکر: جاوید صاحب میں آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ ممبران کی اطلاع کے لئے میں صرف یہ بتاؤں گا کہ چونکہ آج محترمہ بنے نظیر بھٹو کی شادت کے بعد پہلی سالگرد ہے اور جو پیپلز پارٹی کے ساتھی ہیں وہ آج صحیح سے ہمارے ساتھ یہاں پر موجود ہیں اور 8 بجے ایک function ہے جس میں انہوں نے پہنچنا ہے تو آپ کے بعد ٹگمت ناصر شیخ صاحب ہیں ان کی بات ہو گی اور اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 23 نومبر تک کے لئے ملتی ہو جائے گی۔ جو 23 نومبر کا شیڈول ہے وہ میں ان کی تقریر کے بعد announce کروں گا۔ تمام دوستوں سے گزارش ہے کہ آپ بھی تقریر سن کر جائیں تاکہ جب آپ تقریر کریں تو باقی آپ کی بھی سن سکیں۔

چودھری محمد حفیظ اختر: جناب والا! میری یہ گزارش ہو گئی کہ سو مواد والے دن کے لئے جو مقرر ہیں ان کی آپ لسٹ بتادیں کیونکہ یہ لسٹ پھر تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے مرتبانی فرمائ کر آج ہی list of speakers کی ترتیب بتادیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج ہم بیٹھ کر بنائیں گے۔ میری اس میں انتہائی کوشش یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دوستوں اور ساتھیوں کو adjust کر سکوں اور جو بھی ساتھی بیٹھے ہیں، ہم بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھے ہیں۔ وزیر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ابھی لست ہم بنالیں گے۔۔۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب والا! وہ لست پھر تبدیل ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلے جب بجٹ پر بحث شروع ہوئی تو اس وقت میں نے اپنا نام 21 تاریخ کے لئے دیا تھا لیکن انیں اور میں تاریخ کے جو دوست اور احباب نئے گئے تھے وہ پلتے آ رہے ہیں لیکن اگر ان میں کوئی اس طرح کے دوست ہیں تو ان کا اور جنمتوں نے پہلے نام دیا ہوا ہے ان کا نام لست میں سب سے پہلے آنا چاہئے۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاء اللہ تعالیٰ اس حساب سے ہی چلیں گے۔ جس تاریخ میں نام آئے ہیں سب سے پہلے ان کو preference دی جائے گی۔ جناب جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈو وکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ شہر فرید پاکستان کے لئے اس دفعہ پبلک ہیلتھ انجنئرنگ میں ایک سیکم ہماری گورنمنٹ کی طرف سے منظور کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اس پر بہت جلد نہ صرف کام شروع ہو گا بلکہ وہ ہمارے علاقے اور ہمارے شرکے لئے ایک بہت بڑی شفقت ہے۔ ہمارے شر کی جیشیت نہ صرف روحانی طور پر بلکہ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے بن الاقوامی جیشیت بھی ہے۔ ساری دنیا سے زائرین وہاں تشریف لاتے ہیں، مسلم بھی تشریف لاتے ہیں اور غیر مسلم بھی۔ اس علاقے کی حالت کو سنوارنے کے سلسلے میں ایک بہت بڑی سیکم ہے۔ میں اس کے لئے حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس پر جلد از جلد کام شروع کروایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میرا جو دیناتی علاقہ ہے اس میں بھی بہت سی بنیادی سولتوں کی کمی ہے اس سلسلے میں گزارشات پیش کروں گا اور خصوصاً شر میں جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ وہاں پر ساری دنیا سے زائرین آتے ہیں لیکن شر میں نہ ہونے کے برابر سڑکات ہیں۔ سارا شرلوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ہماری ضلعی حکومت کی priority مختلف ہونے کی وجہ سے وہاں پر بہت بڑی حالت ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے شر کے لئے اور سڑکوں کے لئے خصوصی طور پر ایک package دیا جائے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کی ٹوٹل لمبا پچیس سے تیس کلو میٹر سے زیادہ ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور جیسے شر کے لئے تو یہ ایک ملے کے لئے ہی ہے۔ وہاں پر چونکہ فنڈز

نہیں ہیں اور مجھے پورا لقین ہے کہ میاں محمد شہباز شریف اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب اس سلسلے میں خصوصی شفقت فرمائیں گے۔ ابھی تو میں نے اپنی تقریر کی طرف آنے ہے اور آپ گھنٹی بجارتے ہیں۔ جناب والا! ابھی میں نے اپنے علاقتے کے چھوٹے چھوٹے جو خصوصی مسئلے تھے ان کا ذکر کیا ہے۔ اب میں بجٹ کے حوالے سے اپنی پنڈ وہ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں اور ارباب اختیار کی بھی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں، میں مبارک باد دینا چاہتا ہوں میاں محمد شہباز شریف کو وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر اور پاکستان تشریف لانے پر، اللہ تعالیٰ کی اتنی برٹی رحمت ہے کہ۔۔۔

محترمہ رفتہ سلطانہ ڈار: جناب والا میں نے بھی بات کرنی تھی میر احتمل پی پی۔ 231 ہے۔

جناب قائم مقام پیکر: آپ دو منٹ تشریف رکھیں آپ کو موقع دیا جائے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈو و کیٹ): جناب والا! میں ذکر کر رہا تھا کہ 18 تاریخ کو اللہ کے فضل و کرم سے عوام نے جو mandate دیا ہے وہ صرف اس حوالے سے تاریخی نہیں ہے کہ ہماری پارٹی کو اکثریت ملی ہے اور ہم اکثریت پارٹی بن کر اس ایوان میں آئے یا پیپلز پارٹی کو مرکز میں اقتدار ملا بلکہ یہ ایک بہت خوب صورت mandate پاکستان کے عوام نے دیا ہے۔ ان تمام پارٹیوں کو mandate دیا جن کی جڑیں عوام میں تھیں ان کو انہوں نے elect کر کے اپنے Houses میں بھیجا تاکہ وہاں پر بیٹھ کر ان کی قسمت کو بدلتے کے لئے ایک اچھے طریقے سے وہ فیصلے کر سکیں۔ اس سلسلے میں، میں سمجھنا چاہئے جو نیادی نکتہ ہے اور جو ساری دنیا میں راجح ہے جمہوریت کو جو لوگ پسند کرتے ہیں کس وجہ سے کرتے ہیں اس لئے کہ جمہوریت میں تمام معاملات مشاورت سے چلتے ہیں لیکن ہمیں یہ سمجھنا چاہئے جو نیادی نکتہ ہے اور جو ساری دنیا میں راجح ہے جمہوریت کو جو لوگ پسند کرتے ہیں کس وجہ سے کرتے ہیں اس لئے کہ جمہوریت میں تمام معاملات مشاورت سے چلتے ہیں۔ مشاورت کس سے ہوتی ہے عوام کے منتخب نمائندوں سے ہوتی ہے۔ عوام کے نمائندے کیسے آتے ہیں؟ وہ ایک process کے ذریعے آتے ہیں۔ بد قسمی سے ہمارے ہاں political system مطبوع نہ تھا جس کی وجہ سے political institution جو تھے وہ بھی اس طرح سے کام نہیں کر سکے جس طرح ان کا فرض تھا لیکن بد قسمی یہ بھی رہی کہ جب کبھی ان کو موقع ملا ہماری اپنی ہی پارٹی کے لیڈروں نے یا پارٹی کے اکابرین نے ہم پر اعتماد نہیں کیا جس کی یہ بھی ایک مثال ہے کہ یہ جو بجٹ پیش ہوا ہے یہ بھی پہلے کی طرح

bureaucracy کا پیش کردہ ہے۔ ماضی میں بھی ایسے ہی ہوتا رہا ہے۔ میرے بہت سے ساتھیوں نے بھی ذکر کیا اور میں بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعے کے لئے تو ہم exemption دے سکتے ہیں کہ ٹائم بہت تھوڑا تھا اور اس میں موقع نہیں ملا لیکن آئندہ کے لئے یہ امید رکھتے ہیں بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ آئندہ بجٹ اجلاس سے پہلے نہ صرف سیمینار ہوں گے بلکہ pre budget session ہو گا جس میں یہ نہ صرف تباہیز لیں گے بلکہ policy کو thrash out کریں گے اور اس پر یہاں بحث کے بعد جب وہ formulation کے لئے باقاعدہ حکومت کے پاس جائیں گی تو ان پر عملدرآمد کرنے کے لئے bureaucracy کو پاندہ کیا جائے گا۔ اب تو bureaucracy کے اعداد و شمار کو لا کر ہمیں پاندہ کیا جاتا ہے کہ ہم ان کی ہاں میں ہاں ملائیں اور ہم ان کو وہی بحث پاس کر کے دیں جو وہ بنائیں گے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری قیادت ہماری یہ parties coalition نہ صرف اپنی پارٹیوں میں think tanks کو بلکہ ہمارے House کو بھی اعتناد میں لے کر ایوان کے تمام معزز ارکین کی آراء کے ساتھ اس کو بہتر سے بہتر بنائی کر عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکیں گی۔ اس سے نہ صرف ہم میں اعتماد آئے گا بلکہ ساتھ ہی ساتھ یہ اوارے بھی مضبوط ہوں گے۔ ان اداروں کی مضبوطی ہی جمورویت ہے اور آمریت کا خاتمہ ہے۔

جانب والا! میں دوسری عرض یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ساری دنیا میں عوام کے مسائل حل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ بد قسمتی یہ رہی کہ پاکستان میں ساتھ سالوں میں جتنی legislation ہوئی ہے وہ یہاں پر مسائل پیدا کرنے کے لئے ہوتی رہی ہے جس کی ایک مثال میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کبھی تو ہمیں قانون کا اس طرح سے پاندہ کر دیا جاتا ہے کہ اگر کسی نے کمیں ملازمت کے سلسلے میں apply کرنا ہے تو کہتے ہیں جناب domicile۔ بھی بنوائیں اس کے ساتھ ساتھ شناختی کارڈ بھی بنوائیں۔ اگر کسی اور جگہ پر شناخت کی ضرورت پیش آتی ہے تو نمبر دار کو بھی لے کر آئیں کسی تمیری جگہ پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی فرد لے کر آئے۔ صرف identification کے لئے اتنی ساری چیزیں ہیں۔ حالانکہ اس کا ایک شناختی کارڈ ہی identification کے لئے کافی ہونا چاہئے۔ اس لئے یہاں قانون سازی کرتے ہوئے ہمیں عوام کے ان مسائل کو حل کرنا چاہئے نہ کہ ان اداروں سے یہ کہتے رہیں کہ جی آپ کر دیں۔ اس کی ایک اور شکل بھی ہے کہ ہمارے ہاں جو ٹرینک چالان ہوتے ہیں لوگ ان چالانوں کی رقم دینے سے نہیں گھبرا تے لیکن چالان کے سلسلے میں اپنے کاغذات والیں لینے کے لئے ان کو جو خجل خوار ہونا پڑتا ہے اس

سے گھراتے ہوئے وہ رشوت پیش کرتے ہیں تو ہم ایسا نظام وضع کریں، جرمانوں کی سطح ایسی رکھیں جس سے لوگ آسانی محسوس کریں لیکن ساتھ ہی یہ بھی محسوس کریں کہ ہماری یہ ذمہ داری تھی کہ ہم نے قانون پر عمل کرنا ہے۔ ہمیں اس طرح کا نظام وضع کرنا چاہئے اور اس طرح کی تبدیلیاں لانی چاہئیں جس طرح ہمارا پولیس کے بارے میں بتیں ہو رہی تھیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری پولیس کے پاس بہت زیادہ اختیارات ہیں لیکن اختیارات کے ساتھ ساتھ ان کی ذمہ داریاں کوئی نہیں ہیں۔ ان ذمہ داریوں کا تعین کس نے کرنا ہے؟ وہ ہم سب نے مل کے یہاں بیٹھ کر کرنا ہے یا تعزیرات پاکستان کی دفعات میں نیشنل اسمبلی میں تبدیلیاں آنے ہیں جس کے تحت پولیس کے پاس اختیارات ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ یہ جو آئینی بیکج آرہا ہے ہمیں مل کر کوشش کرنا ہے جو ہمارے اختیارات شیڈول VI میں 17 ویں ترمیم کے تحت سلب کئے ہوئے ہیں کہ پولیس اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہمارے provincial purview سے نکال کر سنظر میں دے دیا گیا تھا بھیں وہ اختیارات واپس لے کر ان اداروں کی اصلاح کرنا ہے اور ان اداروں کو عوام کا خادم بناؤ کر عوام کی سرویسات کے لئے ان کو مختص کرنا ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہمارے تمام معزز ممبران نہ صرف اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں بلکہ وہ ساتھ ہی یہ عزم اور حوصلہ بھی رکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں اپنی contributions دیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی ساتھ میں کچھ ڈیپارٹمنٹس کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں زراعت کی ترقی کے بارے میں بہت زیادہ ذکر ہوتا ہے لیکن زراعت میں ترقی کیسے ہو؟ ایک تو یہ شکل ہے کہ ان کے نیچے ہوں inputs جتنی ہیں وہ سستی ہوں اور باقی سارا نظام یا ہمارے آفیسرز technically مہر ہوں کہ وہ جا کر farmers کو صحیح guide کر سکیں لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمارے marketing system میں سب سے بڑی اور بنیادی خرابی ہے کہ وہ نہ صرف کسان کا معاشی استھصال کرتا ہے بلکہ وہ ہمارے معاشرے اور ہمارے شریوں کا معاشی استھصال کرتا ہے۔ اگر سبزی اگانے والا منڈی میں جا کر ایک سبزی 2 روپے کلو بچتا ہے لیکن consumer کو 25 روپے کلو ملتی ہے۔ ہم نے middle man کے کردار کو اس طرح سے ختم کرنا ہے یا ان کو اس طرح سے اس سطح پر لانا ہے کہ عوام کو تکلیف کم سے کم ہو لیکن کسان کو بھی اس کی صحیح قیمت ملے۔ ہمارے اداروں کا یہی نظام خراب ہونے کی وجہ سے کہ کوئی ادارہ اپنی ذمہ داریاں پوری طرح سے ادا نہیں کر رہا، چاہے وہ مارکیٹ کمیٹیز ہیں یا ہمارے دوسرے

systems ہیں اور آخر کار ہم کہاں پر آ جاتے ہیں کہ ہم کہہ دیتے ہیں کہ مجھتری کی نظام اچھا تھا وہ قیمتوں کو کثروں رکھتا تھا جبکہ یہ بھی غلط ہے وہ تو بالکل اپنی خیر مناتے تھے یا چند لوگوں کے ساتھ ملا کر price list جاری کرتے رہتے تھے لیکن مجھے یہ یقین ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں اس دفع نہ صرف چسرے بد لیں گے یا کسی افسر کا تبادلہ نہیں ہو گا بلکہ پورے نظام کو revolutionize کیا جائے گا۔ اسی طرح سے میں سمجھتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں گندم market میں 800 روپے تک بک رہی تھی لیکن ہماری حکومت نے زبردستی 625 روپے میں خریدی۔ یہ بھی کسانوں کا معاشی استھصال کیا گیا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہماری حکومت کو یہ حق تھا یا آئندہ ہونا چاہئے۔ یہ ایک طرف economy market کی بات کرتے ہیں ہم انہیں تیل، بجلی، کھادیں، دوائیاں اور باقی چیزیں provide پر international market rates کرتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ اپنی ہی قیمت پر ان سے ان کی چیزیں لیتے ہیں۔ یہ market economy کے اصولوں کے خلاف ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کسی حکومت کو زیب دیتا ہے۔ اسی طرح آج کل پھر جو معاشی استھصال ہو رہا ہے کہ کمئی کی فصل آج سے چند دن پہلے اگر 900/800 روپے من تھی لیکن آج منڈیوں میں 500/400 روپے من تک وہاں بک رہی ہے اور خریدار کوئی نہیں۔ اس پر monopoly کن کی ہے؟ ایک رفخان آئنل مل ہے اور باقی فیڈ میں ہیں جو آپس میں pole کر کے یہ سارا کام چلا رہے ہیں لیکن کس کا نقصان ہو رہا ہے؟ قوم کا بھی نقصان ہے۔ جس طرح سے گندم سے کسان disheart کر رہا ہے تو آئندہ کسان فصلوں کے نزدیک نہیں جائیں گے تو وہ ہمارے ملک کا نقصان ہو گا اور ہم سب کا نقصان ہو گا لہذا اس نظام کو بہتر کریں۔ marketing system کو اتنا بہتر کریں کہ ہم ان چیزوں کو export کر سکیں۔ ہماری سبزیاں اس موسم میں تیار ہوتی ہیں کہ ہمارے ڈالر کما سکتے ہیں۔ اگر ترکی جیسا ملک صرف tomato paste سے آج سے دس سال پہلے 10 ارب ڈالر کی export کر رہا تھا تو پاکستان اس سے کمیں بڑا، کمیں زیادہ زرخیز اور کمیں زیادہ وسائیں ہیں اور ہمارا کسان بھی مختلق ہے، ہمارے لوگ بھی مختلق ہیں۔ اگر صرف سسٹم ٹھیک کر لیں تو ہمارا یہ ملک بہت زیادہ ترقی کر سکتا ہے اور اس سے صرف صوبہ پنجاب خوش حال نہیں ہو گا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح انڈسٹری کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہاں پر value addition چاہئے۔ کائن صرف پیدا ہی نہ کی جائے اس کا

دھاگہ بنایا جائے، دھاگے سے کپڑے بنائے جائیں اور ready made garments بنا کر export کریں۔ اسی طرح سے ہمیں فضلوں کے بارے میں بھی سوچنا ہو گا کہ وہاں پر بھی value added فصلات ہیں، سبزیات ہیں، نیچ ہیں، اگر hybrid ہیں۔ اگر multi national companies انڈیا میں جا کر hybrid ہیں پیدا کر کے ہمیں بحث سکتی ہیں تو why we can't do it? جبکہ وہی ماحول، وہی زمینیں، وہی سب چیزیں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ہماری گورنمنٹ اور especially جو یہ گورنمنٹ ہے اس پر مجھے یقین ہے کہ یہ ان چیزوں پر توجہ دے گی جو ماضی میں نہیں دی گئی۔ ہمارے research institutes برائے نام ہیں۔ ان میں اگر کوئی کام کرنے والا بندہ ہے تو اسے کام نہیں کرنے دیا جاتا یا زیادہ تر وہ دوسروں کو دیکھ کر خود بھی نکلا ہو جاتا ہے لیکن ان کا ربط نہیں ہے۔ اگر یہ چر ڈپارٹمنٹ کے اندر بہت سے ڈپارٹمنٹس بنادیے گئے ہیں ان کے overheads کم کئے جائیں۔ میں یہاں چھوٹی سی ایک اور بھی گزارش کروں گا کہ ساری دنیا میں یہ سسٹم جدید شکنالوجی نے آسان کر دیا ہے۔ اس چیز پر زور دیا جائے کہ size of the government should be minimized.

کئے جا رہے ہیں۔ کیا چیز ہے جی، ایک شعبہ بنانا ہے تو اس کے لئے ایک اور ادارہ بنانا ہے تو اس کے لئے گاڑیاں دیں اور فاتر بنانا ہے جائیں۔ Overheads should be minimized. اور اگر یہ چر ڈپارٹمنٹ کو بھی اسی طرح سے overhaul کرتے ہوئے دیکھیں کہ ان کو کن ڈپارٹمنٹس کی ضرورت ہے کن کی نہیں ہے۔ ایک آدمی 3 ڈپارٹمنٹس کا head بن کر بھی کام کر سکتا ہے لیکن we should be result oriented. کہ ہماری نظر result پر ہونی چاہئے کہ انہوں نے کیا دیا ہے، کیا نہیں دیا؟ اگر results نہیں دے رہے تو ہمیں ان اداروں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ جس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہ step لینا چاہئے کہ ہمیں پنجاب میں محکمہ مال کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ محکمہ مال صرف بیورو کریئی نے اپنے دوروں کے لئے رکھا ہوا ہے جبکہ زمینوں اور جائیدادوں کی record keeping کے لئے اتنا بڑا محکمہ رکھا ہوا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس چیز پر ایک کمیٹی بنائے specially we should think over it how to minimize the size of the government.

ہیں ان کا ایک عام آدمی کی زندگی میں minimum role ہونا چاہئے جب کہ ہم انہیں روزانہ کسی نہ کسی سرکاری مسئلے میں الجھائے رکھتے ہیں، وہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! منٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں اس کے ساتھ ساتھ tunnels vegetables technology کے بارے میں ضرور کہوں گا کہ tunnels کے ذریعے وہ گلی جاری ہیں وہ revolutionary ہیں۔ اگر ایک کسان گندم بوتا ہے تو اس کو آپ 6 ماہ کی محنت tunnels کے بعد 10/15 maximum ہزار روپے profit دیتے ہیں جب کہ ایک کسان tunnels technology کے ذریعے ایک ایکڑ پر سبزی بوتا ہے، کھیرابولیتا ہے، شملہ مرچ بولیتا ہے تو وہ 15/10 لاکھ روپیہ 4 میسون کے دوران کھاتا ہے تو وہ کیوں نہ بوئے یہ میں کیوں نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تو پاکستان کی prices ہیں اگر اس کو export کر دیں تو اور زیادہ کمایا جا سکتا ہے۔ میرے اپنے دوستوں نے کیا اور میرے اپنے علاقے میں ہو رہا ہے۔ میں نے منٹر صاحب سے ایک گزارش کی تھی اور اب پھر کروں گا کہ کچھ اصلاح میں tunnels equipment کی tunnels technology میں subsidies کر کے دیا جا رہا ہے۔ ہمارا پاکستان بھی اس میں شامل کیا جائے۔ ہمارے ضلع کو ignore کیا جاتا ہے۔ ہمیں نہ south والے قبول کرتے ہیں، نہ centre والے کرتے ہیں، نہ north والے کرتے ہیں اور بعض اوقات ہم میں یہ سوچ پیدا ہوتی ہے کہ کیوں نہ ہم بھی یہاں پر اپنا نام mini Balochistan رکھ لیں تو یہ احساس محرودی دیگر صوبوں یا جنوبی پنجاب میں نہیں ہے بلکہ ہم میں بھی ہے۔ آپ ہمارے علاقے کی حالت آکر دیکھیں کہ وہاں پر کتنی بری حالت ہے۔ غربت اور جمالت بھی ہے اور معاشی خوش حالی نہ ہونے کی وجہ سے یہ سارا ہے۔ ان چیزوں کو اگر کوئی چیز دور کر سکتی ہے تو وہ ہماری زراعت ہے اور ہم نے زراعت کو کس طرح سے کرنا ہے؟ صرف چند ہزار ٹریکٹر زدینے سے یہ mechanize نہیں ہو گی، چند لوگوں کو نوازنا سے نہیں ہو گی۔ ہمیں ایک ایسا سسٹم وضع کرنا چاہئے کہ تمام کی تمام زراعت ان خطوط پر استوار ہوتا کہ نہ صرف ملک کافائدہ ہو، قوم کافائدہ ہو بلکہ وہ علاقہ بھی خوش حال ہو کر ملکی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکے جس کا بہترین ذریعہ زراعت ہے اور پورے پاکستان کو revolutionable کر سکتی ہے تو زراعت کر سکتی ہے اور وہ tunnels technology اور یہ value added فصلات ہیں، یہ hybrid ہیں جو اگر ہم اپنے پیدا کریں تو یہاں سے ہم export کر کے ساری دنیا کو دے سکتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم گندم پر زور لگاتے رہیں یا لیسی چیزوں پر جن کی cost بہت کم ہے یا جن کی پیدا اور بہت کم ہے اور وہ

ایسی چیزیں ہیں کہ جو ہم باہر سے بڑی آسانی سے لے سکتے یا جن کی ضرورت بہت کم ہے۔ اب ہم گندم اگاتے ہیں اپنے لئے، ہمارے سے وافر ہوتی ہے لیکن ہم سنٹرل ایشیا کو export کرتے ہیں۔ ہمیں within province or within country ban کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ہمیں اس سوچ کو بدلتا ہو گا اور جب ہماری یہ سوچ بن جائے گی تو انشاء اللہ آگے راستہ بھی لٹکے گا۔ اسی طرح سے میری اس حوالے سے ایک اور گزارش ہے کہ پاپتمن میں۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر! جاوید صاحب آپ ایک منٹ میں kindly wind up چودھری جاوید احمد (ایڈو کیٹ) جناب سپیکر! میں دو چار منٹ لوں گا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ آلو کے حوالے سے ایک ریسرچ انسٹیٹیوٹ یا ایسی لیبارٹری چاہئے۔ ہمارے ہاں آلو میں sugar content ہے۔ اگر کپنیاں باہر سے لا کر ہماں سے پیدا کرو اکر پھر کراچی میں export کرتی ہیں اور وہاں سے دوسرے ملکوں کو کر رہی ہیں تو ہمارے ہاں ایسی کوئی لیبارٹری نہیں ہے کہ جماں پر ہم آلو کو standardize کر سکیں کہ اس آلو میں sugar content کتنا ہے۔ وہ اپنے طور پر کرتی ہیں اور لے جاتی ہیں ہمارے پاس تو کوئی ایسا ادارہ ہی نہیں ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ضلعی سطح پر ایسی جدید ترین لیبارٹریاں قائم کی جائیں، ایک لیبارٹری محکمہ زراعت نے قائم کی ہے لیکن اس میں وہ سوالیات نہیں ہیں وہاں Now soil testing soil testing ہوتی ہے۔

اس وقت problem یہ ہے کہ ہمیں valuable چیزوں میں ہم مزید آگے بھی جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جوانوالہ سے ہمارے معزز رکن ابھی ہماں تعلیم کے سلسلے میں فرمائے تھے جس پر کارہ صاحب نے بڑی شفقت فرمائی کہ ان کا سارا بھٹ تعلیم کے لئے مختص کر دیا یا ان سے پوچھ لیا۔ اس دفعہ ہماری حکومت نے تعلیم کے لئے خطیر رقم رکھی ہے۔ ہماری حکومت کا تعلیم پر بہت focus ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف جب پہلی دفعہ بھی وزیر اعلیٰ تھے، ہم اس وقت ممبر نہیں تھے لیکن ہم دیکھتے تھے، سنتے تھے اور پڑھتے تھے کہ ان کا تعلیم کے بارے میں ایک بہت بڑا

ہے۔ انہوں نے ghost school کا ہی نہ صرف خاتمہ کیا تھا بلکہ اساتذہ کرام کو تعلیم دینے پر بھی مجبور کر دیا تھا۔ ان کے لئے مراءات ہی نہیں دی تھیں بلکہ school میں حاضری بھی لیتنی بنا دی تھی لیکن ساتھ ہی ساتھ ہمیں یہ بھی ضرور سوچنا چاہئے کہ اتنی خطریر قم ہم اپنے وسائل سے جب تعلیم کو دیتے ہیں تو کس چیز کے لئے دیتے ہیں؟ کیا ان کو صرف الف، ب پڑھانے کے لئے یا بچوں کو A.B.C سکھانے کے لئے دیتے ہیں؟ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باقی تمام دنیا میں یہ تصور بدل گیا ہے کہ ہمیں literacy rate بڑھانا ہے وہاں پر تعلیم کو با مقصد کر دیا گیا ہے۔ تعلیم با معنی اور با مقصد ہونی چاہئے۔ اب ہماری تعلیم یہ ہے کہ نہ تو وہ ہمیں ایک اچھا شری بنا رہی ہے اور نہ ہی ایک اچھا پاکستانی بنا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ایسی کاغذی ڈگریاں دے کر بازاروں اور گلیوں میں اچھا پاکستانی بنا رہی ہے کہ جہاں پر ہم بے روزگاری کا سامنا کرنے کے بعد جرام کی طرف یا نشہ آور چیزوں کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ بے شک اتنی خطریر قم ضرور خرچ کریں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ ہم کتنے ڈاکٹر اس سے پیدا کریں گے، کتنے انجینئرز پیدا کریں گے، کتنے دیگر Diploma holders پیدا کریں گے، کتنے ماہرین تعلیم پیدا کریں گے۔ اب ایجو کیشن میں صرف وہ جاتا ہے اور استاد وہ بتتا ہے جو کسی اور دوسرے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس طرح ہمارا معاشرہ مذہب سے دور ہو گیا ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم مولوی اس کو بناتے ہیں جو معاشرے کے کسی اور پہلو میں fit نہیں ہوتا اور پھر اس سے توقع کرتے ہیں کہ یہ اسلام نافذ کرے گا، یہ صحیح اسلامی طریقے بتائے گا۔ اسی طرح استاد کو بھی ہم نے وہ بنادیا ہے کہ وہ نہ اپنے بچوں کو پڑھائے اور نہ کوئی اور چیز کرے لیکن ہمارے بچوں کو ڈاکٹر اور انجینئرز بنا دے۔ ہمیں اس میں ایسا نظام وضع کرنا ہے کہ تعلیم پر اتنی بھاری رقم خرچ کرنے کے باوجود ہمارا ملک کیوں وہاں تک نہیں پہنچ سکا جہاں پر ہمیں پہنچنا چاہئے تھا؟ اب 60 ہزار بچوں کو ٹیکنیکل تعلیم دینے کی بھی اس بحث میں بات ہوئی ہے لیکن پنجاب کی جو 9 کروڑ کی آبادی ہے میں نہیں سمجھتا کہ 60 ہزار بچے سالانہ پیدا کر کے ہم کسی goal یا کسی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ جتنے ہائی سکول ہیں ان کو کمپیوٹر لیب دے رہے ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے۔ ہم اسے سراہتے ہیں لیکن اگر ان کو ہائر سینڈری کر کے دوسال کے ڈپلومہ سکول بنادیں۔ وہاں پر جو بچے زراعت سے منسلک آتے ہیں ان کو زراعت پڑھائیں، جو T.A کو سیکھنا چاہتے ہیں ان کو T.A پڑھادیں جو دیگر ہنزہ سیکھنا چاہتے ہیں ان کو وہ ہنزہ بنادیں۔ اس طرح سکولوں کو ہائی سکول بناؤ کر اتنے زیادہ vocational institute بن جائیں۔

گے تو وہ force جو نکلے گی۔ اگر وہ بیرون ملک بھی جائے گی یا ہمارے ملک میں ہی رہے گی تو وہ پیداواری عصر ثابت ہوں گے، وہ پیداوار میں اضافے کا سبب بنیں گے۔

(اذان مغرب)

جناب قائم مقام سپیکر: جاوید صاحب، ایک منٹ میں wind up کیجئے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈو وکیٹ): جناب سپیکر! میں تعلیم کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ ساری دنیا کے تعلیمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں رسیرچ ہوتی ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی نہ صرف رسیرچ ہونی چاہئے بلکہ اس کا کوئی مربوط سسٹم ہوتا کہ ہمارے معاشرے میں اور ہماری انڈسٹری میں وہ اچھا کردار ادا کر سکیں اور لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ایک اور گزارش Public Health Engineering کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں ہمارے انجینئروں کی کمی نہیں ہے۔ چاہے وہ T.M.A. میں ہیں، ضلعی حکومت میں ہیں، مقامی حکومت میں ہیں یا Public Health Engineering میں ہیں لیکن کوئی ایک plinth level plinth level کو ایک Engineering Department نکال لیں۔ اس کے بعد نہ حکومت اس کی خلاف ورزی کرے، نہ کوئی ادارہ خلاف ورزی کرے اور نہ ہم کسی عام آدمی کو خلاف ورزی کرنے دیں جس کی وجہ سے ہمارے اربوں روپے ہر سال ضائع جاتے ہیں کہ ایک گلی اوپری ہے اس کی وجہ سے مکان اوپر کر لیا جاتا ہے اور جب مکان کا پانی نہیں نکلتا اس کا plinth level کوئی نہیں ہے اور پانی کسی طرف نہیں نکلتا تو اس گلی کو اوپر کر لیا جاتا ہے سڑک کو اوپر کر لیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے تمام مسائل پیدا ہوتے ہیں اور یہ خرابی اس طرح دور ہو سکتی ہے کہ ہم صرف اور صرف ہر شر کا ایک plinth level plinth level declare نکال کر declare کر دیں۔ ہر گلی محلے کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ان تمام اداروں کو پاندہ کر دیا جائے کہ اس plinth level کی پاندی کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں پانی کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیموں کے بارے میں بات ہوئی، کالا باغ ڈیم کے بارے میں بات ہوئی۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ کالا باغ ڈیم کو سیاست کی بھیست پڑھایا جا رہا ہے۔ ہماری ذاتی خواہش نہیں ہے، مجھے ذاتی طور پر وہاں پر ایک قطرہ بھی نہیں چاہئے۔ کالا باغ ڈیم کیلئے پنجاب کا نہیں ہے، صوبہ سرحد کو سوائے کالا باغ ڈیم کے

کمیں اور سے پانی نہیں لگ سکتا لیکن صوبہ سرحد کے شامی علاقوں کے رہنے والے لوگوں نے ہمارے جنوبی علاقے کے بھائیوں کو بھی ورغلار کھاہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں پانی کی جو شدید کمی ہے اس کو ڈیموں کے ذریعے ہی پورا کیا جاسکتا ہے لیکن اس میں کالاباغ ڈیم کی اہمیت سب سے زیادہ ہے کہ اس کو فوری طور پر تعمیر کیا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ میں ایک بچھوٹی سی گزارش ملکہ آپاشی سے یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے سے دریائے ستل گزرتا ہے جو سال کے دس میں تقریباً گند رہتا ہے وہاں پر ایک قدرہ پانی نہیں ہوتا، وہاں پر بچھوٹی بچھوٹی جھیلیں ایسی بنادی جائیں جس سے under ground water table یا جو ہمارا seepage of water نیچے جا رہا ہے اس کی یہ بھی وجہ ہے کہ ہماری دوسری طرف water brackish ہے، اگر یہ جھیلیں نہ بنائی گئیں یا اس پانی کو اچھے طریقے سے نہ گزارا گیا تو وہاں سے water ہماری طرف پاپتیں بھی آجائے گا۔ ہمارا پینے کا پانی بہت کم ہوتا جا رہا ہے۔ آج سے پندرہ سال پہلے جو under ground water table 100 پندرہ فٹ پر تھا 100 سے نیچے چلا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں ضرور سوچا جائے اور ہر دس یا پانچ میل کے بعد یا چار چار سو ایکڑ پر یا جتنا بھی گور ن منت مناسب سمجھئے، ایک ایک جھیل بنادی جائے۔ اگر یہ بھی نہیں تو بند ہی بنادی ہے جائیں، کنکریٹ کی دس یا پانچ فٹ اونچی دیواریں کھڑی کر دی جائیں جس میں ایک دفعہ پانی کے اور پھر اس سے اوپر ہو کر جائے تو اس سے ہمارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں کھادر نہر گزرتی ہے جو پاپتیں اور وہاڑی کے اضلاع کو سیراب کرتی ہے لیکن وہ ششماہی ہے۔ وہ ششماہی تب ڈیڑائیں کی گئی تھی جب انگریزوں نے نظام بنایا تھا۔ اس نظام کو بناتے ہوئے بہت سی زمینیں بخوبی پڑی ہوئی تھیں جو زیر کاشت ہی نہیں تھی اور دریا بھی swing full میں چلتا تھا، اس کی وجہ سے ڈر تھا کہ سیم اور تھور نہ بن جائے۔ اب ہمارے ہاں پانی کی شدید کمی ہے، بجلی بہت ممکنی ہے۔ میں اس حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ ہماری اس نہر کو ششماہی سے سالانہ کیا جائے تاکہ ہمارے زمینداروں کے ساتھ جو discriminatory سلوک ہو رہا ہے کہ ایک طرف سالانہ ہے اور ایک طرف ششماہی ہے۔ ان دونوں کے زمیندار مختلف قیمت ادا کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جاوید صاحب! آپ چالیس منٹ لے گئے ہیں۔ آج پورے دن میں انہی 24 ممبر ان بات کر سکے ہیں۔ وجہ یہی ہے کہ کسی نے بھی وقت کی پاندی نہیں کی۔ اب آپ آخری بات کر کے ختم کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈو و کیٹ) : جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ملک، صوبوں اور ہماری قیادت کو بہت سے challenges کا سامنا ہے جس میں سب سے بڑا بھول کی بحالی، عدالتی کی آزادی اور ساتھ میں منگالی کا جن بھی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لئے ہماری coalition کی جتنی بھی لیڈر شپ ہے وہ کوششیں کر رہی ہے، ہم سب اس کو appreciate کرتے ہیں اور ہمیں پورا یقین ہے کہ جوراستہ ہماری منزل کی جانب ہے اس کو ہم انشاء اللہ حاصل کر کے رہیں گے جس میں بنیادی فلسفہ ہماری قیادت اور سب کا بھی ہے کہ پچب اور پاکستان کو نہ صرف خوشحال بنانا ہے بلکہ مضبوط تر بنانا ہے۔ میں تمام قیادت اور آپ سب کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: رفتہ سلطانہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفتہ سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے قائدِ عوام میاں محمد شہباز شریف، سینئر وزیر راجہ ریاض اور نوجوان وزیر خزانہ تنور اشرف کا رہ کوتا اچھا عوام دوست اور غریب دوست بحث پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں۔ میں صرف تھوڑا ہی وقت لوں گی اور تین چار باتوں کی نشاندہی کروں گی۔ پہلی میری تجویز تعلیم کے معاملے میں ہے کہ تعلیم ملک کے لئے بت ضروری ہے۔ وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں جو تعلیم حاصل نہیں کرتیں۔ تعلیم کے بارے میں تو یہ کہا گیا ہے کہ علم حاصل کر لحد تک لیکن بہاں پر تو تعلیم حاصل کرنے کا نام ہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ "پڑھا لکھا پنجاب" اس میں اتنا فضل لگایا گیا کہ تین چار بچوں کو کتابیں دے دی گئیں، تین چار بچوں کو وردی پہنادی گئی اور ٹی وی پر دکھادیا گیل اس پر اربوں روپے کا فنڈ ہڑپ کر لیا گیا، ایسا ہم میں نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ جو فنڈ ملے ہیں ان پر پورے سال میں عملدرآمد ہونا چاہئے کیونکہ یہ سال کا بجٹ ہے تین سال کا نہیں ہے۔ دوسری بات میں تعلیم کے لئے کہتی ہوں کہ نصاب پورے ملک میں ایک جیسا ہونا چاہئے تاکہ امیر کا بچہ بھی اور غریب کا بچہ بھی وہی نصاب پڑھے۔ امیر کے بچے تو انہیں بن جاتے ہیں لیکن غریب کے بچے وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں اور یہ ملک میں بچوں کے ساتھ سراسر نا انصافی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ملک میں یہ بھی ہے کہ ہمارے ہیروز کا نام نصاب میں شامل کیا جاتا ہے۔ ہماری محترمہ بے نظر بھتو شہادتوں کی داستان ہے اور ان کا نام، ان کی سوانح عمری نصاب میں شامل کی جائے، اگر شامل نہ کی گئی تو میرے ملک میں ہماری محترمہ کے ساتھ سراسر نا انصافی ہو گی۔ اگر ان کی سوانح عمری شامل کی گئی تو میرے جمورویت کے سپورت

بھی انہی کے نقشے قدم پر چلیں گے۔ اگر وہ ان کے نقش قدم پر چلیں گے تو جمیوریت پروان چڑھے گی، اچھا اور صاف ذہن لے کر بیدا ہوں گے، ملک میں ایمانداری بیدا ہو گی۔

جناب والا! اب میں صحت کی طرف آتی ہوں کہ وزیر صحت کو چاہئے کہ monitoring cell قائم کریں۔ ہمارے عوامی نمائندے ہسپتاں میں جا کر خود ادویات چیک کریں۔ بازار میں پچاس روپے کا ٹیکہ آتا ہے اور دوسروں کو وہ اڑھائی سوروپے کا بتاتے ہیں، آڈٹ کرواتے وقت وہ فنڈز اسی طرح خورد برداشت کرنے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان نے ساتھ ہی کلینک بنائے ہوتے ہوتے ہیں، جو بھی شخص جاتا ہے ان کو ٹیکیٹ کے لئے لکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہاں پر مشیزی خراب ہے، ایکسرے مشین خراب ہے، سی۔ٹی۔سکین نہیں ہوتا، ساتھ ہی ایک لیبارٹری ہے آپ وہاں پر چلے جائیں حالانکہ وہ ان ہی کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں۔ ایک غریب آدمی M.R.I کا ٹیکیٹ کروانے جاتا ہے تو اس کی قیمت 12 ہزار ہے جبکہ غریب کی تختواہ آپ لوگوں نے چھ ہزار روپے رکھی ہے۔ جب وہ 12 ہزار کا ٹیکیٹ کروانے جاتا ہے تو وہ جاتے جاتے expire ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ محکمہ صحت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ ہمارا الائیڈ ہسپتال فصل آباد صوبہ پنجاب میں تیسرا بڑا شر ہے۔ آپ وہاں پر جا کر دیکھیں تو ڈاکٹروں نے ساری مشینیں خراب کی ہوئی ہیں اور لاپرواہی کرتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ جو سرکاری ڈاکٹرز ہیں ان کے لئے یہ ضروری کیا جائے کہ وہ اپنے پرائیویٹ کلینک نہ کھولیں جب وہ ریٹائر ہوں تب جا کر کھولیں۔ (نفرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے شہر میں ایک کینسر ہسپتال ہونا چاہئے، لوگ اپنا ٹیکیٹ کروانے کے لئے جلدی جلدی شوکت خانم ہسپتال آتے ہیں اور بڑے پریشان ہوتے ہیں۔ kidney کا ہسپتال بھی ہونا چاہئے۔ میں ایک بات یہ کہنا چاہتی ہوں جسے میرے تمام بھائی سن لیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ "جان ہے تو جان ہے"، ہم کیسے جان بنائیں گے کیونکہ ہم نے تو نوجوانوں کو نئے پر لگادیا ہے۔ باہر کے ممالک جہاز بن رہے ہیں، 16-F بنارہے ہیں اور ہم انہی نشیوں کو جہاز کہہ رہے ہیں، میں کہتی ہوں کہ ایک ہسپتال ان کے لئے بنایا جائے، ان کو پکڑ کر اندر دھکلیا جائے، ان کا علاج کیا جائے اور اچھی خواراک دی جائے۔ اس وقت تک ان کو نہ چھوڑیں جب تک ان کو کام کرنے کے قابل نہ بنایا جائے۔ ان سے کام لیں، ہنر سکھائیں تاکہ یہ اپنے آپ کو تیار کر کے باہر آئیں۔

جناب سپیکر! اب میں معیشت اور زراعت کی طرف آتی ہوں۔ اس پر اتنا زور ڈالا گیا کہ اس کا کب نکل گیا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ غریبوں کو قرضے آسان قسطوں پر قرضے دیئے جائیں جن کا

مارک اپ تھوڑا ہو۔ اگر کسی کی فصل خراب ہو جاتی ہے، اس کی کپاس کی فصل سنڈیوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتی ہے تو پھر وہ قرضہ کھاں سے دے گا؟ ایسے کسانوں کا قرضہ معاف کر دیا جائے۔
(نعرہ ہائے تحسین)

واسماولے خود اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم 25 لاکھ روپیہ تنخواہ دیتے ہیں اور آپ فیصل آباد کی صفائی جا کر دیکھیں کہ گڑوں میں سے پانی ابل رہا ہے اور باہر جو نالے ہیں ان میں چوہے ڈانس کر رہے ہیں، باغات کی حالت دیکھیں کہ جتنی مری بلیاں ہوتی ہیں وہاں پر پھینک دیتے ہیں حالانکہ وہاں پر اعلیٰ شخصیات آتی ہیں اور وہاں پر جلسے جلوس کرتے ہیں۔ ان باغات کو سنوارنے کی بجائے پتا نہیں (ق) والوں نے فنڈز کھاں رکھے؟ اللہ تعالیٰ ان کوہدایت دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ایک چیز کا حساب میری جیسی بھی لے لے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ایک منٹ میں wind up کریں۔

آوازیں: نہیں، نہیں۔ ان کا وقت بڑھائیں۔

محترمہ رفتہ سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! غلام محمد آباد کے ساتھ چوڑھ ماجرا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ اس کو چوڑھ ماجرا کیوں کہا جاتا ہے اس لئے کہ اس کو چوڑھا بنا دیا گیا ہے۔ وہاں پر نکسی آب کا ایک پلانٹ لگایا جائے کیونکہ وہاں اتنا گندہ پانی ہے اور وہاں پر لاکھوں روپے کے فنڈز آتے ہیں۔ اللہ جانے استثنے ایم۔ پی۔ اسے پیدا ہوئے، اتنے ناظم پیدا ہوئے ہیں اور کسی نے اس کی طرف نہیں دیکھا کہ یہ گندہ پانی کدھر جاتا ہے؟ وہ سارا گندہ پانی ساتھ والے کھیتوں میں جاتا ہے جہاں پر بعد میں بڑے بڑے گوبھی کے پھول ہوتے ہیں اور ان گوبھی کے پھولوں پر چھپھانج کی لمبی سنڈیاں ہوتی ہیں، جب وہ بازار میں فروخت ہوتی ہے تو غریبوں نے تو کھانی، ہی ہوتی ہے۔ غریب کیا کریں؟ پیٹ کی خاطر انہیں وہ گوبھی کھانی پڑتی ہے اور اس طرح یہ پانٹس ہوتی ہے۔ یہ پانٹس جان یو امر ض ہے۔ جب تک انسان مر نہیں جاتا اتنی دیر تک پیچھا نہیں چھوڑتی اگر کسی نے جان بچانی ہے تو عمران خان کے شوکت غامم میں آجائے۔ جہاں پر غریبوں کو دس گلہ پر تو sanction یعنی پڑتی ہے۔ ورنہ وہاں پر علاج سستا نہیں ہے۔ یہ ساری جھوٹ بات ہے کہ وہ غریبوں کے لئے ہے۔ وہ غریبوں کے لئے نہیں ہے، وہ امیروں ہی کا ہے۔ صحت پر ابھی توجہ دینی چاہئے۔ معاشرے کو اچھا بنانا چاہئے۔ میرے فیصل آباد میں کینسر کا ہسپتال ضرور بننا چاہئے۔ کذلی کیسر ہسپتال ضرور بننا چاہئے۔ میں آپ سے توقع کروں گی کہ آپ میری ناجیز کے منہ سے بولی ہوئی باتوں پر ضرور اثر لیں گے۔ شکریہ

سید حسن مرتفعی: پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتفعی: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ مسزڈار کی بڑی اچھی اور مفصل گفتگو تھی ان کی جو سیر حاصل گفتگو تھی کارہ صاحب نے بھی کافی کچھ ان سے حاصل کیا ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ سموار کو پہلی تقریر انہی سے کروائی جائے اور جناب تنویر اشرف کارہ کی راہنمائی کے لئے میرا خیال ہے کہ ان کی ایک تقریر ہی کافی ہو گی۔ شکریہ

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پاہنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آج آپ نے پھوپھو کو وقت دیا اور میرا خیال ہے کہ یہ تمام ممبران پر احسان عظیم ہے کہ آج انہوں نے تقریر کر لی ہے۔ ورنہ تمام ممبران ان کی وجہ سے disturb ہو رہے تھے اس لئے آپ کا یہ احسان عظیم ہے کہ آپ نے وقت دیا
(نگرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اجلاس بروز سموار مورخ 23 جون 2008 صبح 10.30 بجے تک کے لئے متوقی کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اس دن سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آخری دن ہو گا۔ 23 جون 2008 کو بھی دو نشستیں ہوں گی۔ پہلی نشست دو بنجے تک جاری رہے گی۔ دو بنجے سے چار بنجے تک نماز اور کھانے کا وقفہ ہو گا۔ وزیر خزانہ کی طرف سے اسمبلی کیفیٰ ٹیریا میں مردار اکین کے کھانے کا بندوبست کیا گیا ہے اور اس سے ملحقة کمیٹی روم "سی" میں خواتین ارکان کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ دوسری نشست چار بجے 15 منٹ پر شروع ہو گی اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک آخری معزز رکن اپنی تقریر مکمل نہ کر لیں اور وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up نہ کر لیں۔ بہت شکریہ